

﴿ هو الاول ﴾

نام اس کتاب سادات انجمن

37

جامع الاخلاق ہی

اور یہ ترجمہ ہی قواعد الاخلاق فی مکارم الاخلاق عرف
اخلاق جلالی کا اردو زبان میں سنہ ۱۳۲۰ ہجری قمری میں
میں مطابق سنہ ۱۸۵۱ ہجری قمری میں سو پانچ عیسوی کے مولوی امانت اللہ
رحم نے عفو و نعت و لیمہ کالج کے درمیان منشی تفریق ہندی کے تھے
کو ترجمہ کیا تھا اب سنہ ۱۳۶۱ ہجری قمری میں سو چھ ہجری میں
موافق سنہ ۱۸۴۸ ہجری قمری میں سو اسی عیسوی کے

ابدہ نوینان عظیم الشان مشیر خاص ماہ قمر درجہ بارگاہ انگلستان

جمہور اور دلہا و زنی کو درجنرل بہادر کے
حکومت کے وقت اور جناب معالی القاب عدل و انصاف کے باب

کرنیل استیون دیوس دیلی بہادر کے
دور میں جو سرکار کے عربی مدرسے کے اور مہتمم کالج
مردم کے اور کنگ جناب و الاخطاب معدن اخلاق و اذاب

میجر جارج کرنیل مارشل بہادر

سر تھامس کور کے ہیں

خادم الطالبہ احقر غلام حیدر

ساکن ہو گئی نے اس تربیت کو کاکہنتے کے بیچ مطبع الہدی سنن؟

تا کہ طالب العلمونکو اس سے فائدہ پہنچے

اور ماضی کو ثواب ملے

✽ قطعہ ✽

✽ ہر ایک حکایت ہی حدیث اب شیرین ✽

✽ ہر ایک ورق اس کا نقاب رخ لبلی ✽

✽ مگر خوان پہ تخمین کے سنن کی ہو مدارات ✽

✽ مہمان یہ ہو اور ہون سب اسکے طقیلی ✽

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آس کریم کار ساز کو مراد اور ہی کہ جس نے جو اہل اخلاق حمیدہ کو
منہ دریا سے گرم سے خواصان بحر کمال کو بخشا اور باقوت خصائل
پسندیدہ کے تئیں اپنے خزانہ احسان سے طالبان مخرن فضائل کو
عنایت فرمائی یہاں تک کہ اپنے فضل سے بیت المقدس
سکنت اور عین طین جملا سے محفوظ نظر رکھا سبحان اللہ کیا عادل
بیت انصاف سے تخت گاہ عدالت کو عدوان نظم سے
ادارنا امی پاک بے نیاز کی ہی کہ جس نے دامن عفت کی تہیں

لوٹ شرہ و بدکاری سے پاک رکھا اور جنود شجاعت سے
 عساکر جبین کو مقہور کیا * میری زبان کو کیا طاقت ہی جو اسکو
 فضیلت حکمت کو بیان کرے * اور اس دہان کی وہ لسان کہان
 کہ اُسکی شرافت عدالت کا نام لیوے * بالفرض اگر ناطقہ بشری
 دریا سے عفت سے ہزار ہزار بار منہ دھوے پھر وہ منہ کہانے
 لاوے کہ اسکے دریا سے سخاوت سے لب تر کرے * اور شجاعت
 انسانی کو کیا امکان جو اسکی تٹا کے میدان پر اقدام کرے *
 ایات * کیا تاب مجکو اور مری اس زبان کو * جو تاسین
 اسکی کرنیں ملے گفتگو * اک حرف اُس کی وصف کا ہرگز نہوے *
 گر ہو زبان میر سے بدن معنی ہر ایک مو * صورت کا انفصال
 ہیولے سے ہو تو ہو * لیکن کسی سے وصف کا اس کے بیان نہو *
 ہزار ہزار شکر اس کار ساز حقیقی کا ہی جس نے اس عالم کون و
 فساد کے بند و بست جزوی کو تدا بیر منزل سے محکم اور ممالک
 ایجاد کے قوانین کلی کو سیاست مدن سے منظم کیا * اور بہت
 بہت آرزو خالق بے نیاز سے ہی کہ اُس نے اپنے خواص
 مخلوقات کو زیور تہذیب الاخلاق سے مہذب اور عوام
 موجودات کیسے انکی تبعیت سے مادب گیا * پس ہمیں

ہی کہ مقابلِ اس نعمتِ عظمیٰ کے سجدے شکر کے بجلاوین *
 اور ہمیشہ اپنی اوقات کو درستیِ اخلاقِ مہر و ن رکھین *
 تاکہ ظلماتِ صفاتِ زہیدہ سے نجات پا کر حسنِ اعمال کی صراطِ
 مستقیم پر جو موجبِ وصولِ مکانِ مقصود کا ہی آدین * لیکن
 پیمانِ اس راہ کی بے ہدایتِ انبیاء و رسل کے نہیں ہو سکتی *
 پھر اُس میں چلنا بغیرِ روشنیِ شمعِ نبوت کے ممکن نہیں *
 علیٰ الخصوصِ نجلیٰ انوار سے مشکوٰۃ ایوانِ رسالت کے اور
 پر تو نورانی سے چراغِ خاندانِ نبوت کے ہدایت کرنے والے
 راہِ اسلام کے بنانے ہمارے معنی کنت کثر الخفیا کے مضمونِ مہکت
 خلقا کے باعث ایجادِ عالمِ موجبِ افتخارِ بنیِ نوعِ آدمِ خاتمِ الانبیاء
 شافعِ الوریٰ بنی اور رسولِ ہمارے محمد مصطفیٰ ﷺ * بیت *
 جو اس راہ سے بھٹکے بھر وہ کبھی * نہ پہنچیں گانزل کو ای سستی *
 بھی رسولِ و بنیِ فاطمہ * خدا میرا ایمان پہ کر خانمہ * مدحِ بر سے
 صاحبِ دامِ اقبالہ کی * بعد اس کے بنا کلام کی اس امیر کبیر کی
 مدح سے ہی کہ شمعِ عدالت سے جسکی شہستانِ عالم کی روشن
 ہوئی * اور خارستانِ ظلم کا گلشن * اسی سیاست کی دہشت
 سے دزدیا سببان ہو رہا * اور قضاکِ نگہبان * قنہ ایکبارگی جہان

سے مر گیا اور امن و آمان عالم امکان میں جی اٹھا ظلم اُسکے
 زمانے میں مجبور رہا اور عدل اُسکے دور میں سرور و مخالف
 اُسکی دولت کے مقہور رہیں * محب اُسکے اقبال کے شکور *
 جس جگہ اُسکے نشان ایالت کے باندہ ہو وہیں فتح و ظفر اُن
 پر آسرا گرین * بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہی کہ نسیم اُسے
 دیکھتے ہی اجل کے کونے میں چھبے * اور جہان اُس کے تقار سے
 ریاست کے بچن * حکومت و بائگی سامنے حاضر ہووے *
 بلکہ وہ عین حکومت ہی کہ عدو کی نظر برتے ہی داغ غلامی کا اہنی
 پیشانی پر کھینچے * یہ باتیں فقط دعوائیں ہیں بلکہ سب پر ہوید اہی
 اسلیے کہ ایک ہی سال کے درمیان سلطان تیبو فرمان رواد کھن کا
 باوجود اس جاہ و سرور کے بر آئے سکا * اور مرہون نے ساتھ
 اس شہرت کے لاچار ہو صلح اختیار کی * باقی اور اُمرا سے ہند نے
 بھی اُسکی اطاعت کو قبول کیا * ان یہہ دولت خدادادی *
 اور اقبال روز افزون * کس کا مقہور رہی جو دعوائے مقابلے کا
 کرے اور کس کو تاب ہی جو اسپر غالب ہووے * مثنوی *
 کس نے اگر اتے دعوا کیا * پھر آخر کو خود وہ ہشمان ہو ایلے
 اُسکے کہنے کی کیا احتیاج * خدا جسکو چاہے اُنسی کا ہی راج * بد رگا،

معنی جو کہ مقبول ہی * سبھی سامنے آسکے معقول ہی * خدا نے اسے
 ایسے سروری * ہی بخشی کہ عالم کو ہو بہتری * یہ سچ ہی کہ
 اقلیم ہندوستان * ہوئی اس کے اقبال سے بوسان * جاناگ
 تھا اس ملک کا انتظام * بقانون محکم کیاسب تمام * جو سرکش
 تھے اسے ہو سے سب غلام * رعایا ہین سب اسے راضی نام *
 شان خوان ہین اس کے صغیر و کبیر * ہی ممنون احسان امیر
 و فقیر * یہ اس کی دولت کی جس نے ہی لی * وہین ہو گیادام منین
 سب سے غنی * کسی پر کرے جو کر م سے نظر * غلامی کرے اس کے
 آسیم و زر * شاید کہ وہ جو ہر اول ہی کہ واسطے انتظام جزوی
 و کلی اس عالم سمنی کے عالم علوی سے اس نے نزول فرمایا کہ وہ
 رب النوع ہی کہ اس مبداءے حقیقی نے نبی نوع انسان کی پرورش
 کے لیے بھیجا محمد صہ جب ایسے شخص کو ناسط ہو تو رفاہیت
 خلائق کی کیون نہو * اور گلشن امید صنار و کبار کے کس لیے
 نہ بھولن * اور خاص و عام کی خوشوقتی کے درخت کو واسطے
 پھلین * بیت * خدا اس کو سرسبز رکھے مدام * پھلین اس کے
 نامے منین سب خاص و عام * وہو الامیر الکبیر ملچا *
 لغربا ملا ذ الفقرا دارہ مدار العلماباہ باب

الفضلا الذي بيده مقاليد انتظام الوری * وبكفه
 مغا تيم رفق وفتق البرايا حامی الرعايا دافع
 البلايا الامير ابن الامير الذي لقبه بالفارسية
 زبدہ نوینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاہ انگلستان
 مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر دایم ظلہ ابد ابداً * بیت *
 منت تجھے ہر صبح دولت ہو جیو * شام غم دشمن کی قسمت ہو جیو *
 صاحب مدرس تغریق ہندی مدرسہ عالیہ دایم اقبالہ کی دعائیں *
 حق سبحانہ تعالیٰ ذات پنجستہ صفات مدرس صاحب عالی جناب کی
 ہمیشہ اپنے سایہ فضل میں رکھنے کے حاجت روا سے ارباب
 احتیاج کرے * اور اُسکے آستان فیض نشان کو جو معاش اہل
 فضائل ہی معاد اہل فواضل کا کر کے صدمہ آفات سے محفوظ رکھے
 اور مدایم اخرا اقبال اُسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حسیض سے محفوظ
 رہے آفتاب دولت اُسکا ہموارہ مشرق شہمت سے طالع
 ہووے * اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطاع جلال سے
 مناظر * تاکہ قرآن السعدین ہو اکر سے مشتری نخت اُسکا زہرا سے
 اقبال سے قرین رہے * جب تک کہ علامت کسوف و خسوف
 کی دیکھائی دے دشمن اُسکا محاق غم میں گرفتار ہووے *

نازمان نشاط دو اثر افلاک کے آیادی اُس کے مخالفون کے مقطوع
 ہووین * اور جب لگ محبظ اعظم محمد عالم رہے بداندیش
 اُسکا محاط زندان آفت کا ہووے * صاحب والامنس معدن
 قرہنگ و دانش جامع الاخلاق مادر الافاق نیک طبیعت صفما
 طبیعت عالی ہمت والاربت امین امین دوست خائن دشمن
 ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محظ فضائل خدایگانی کپنان جمس
 موئت صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسہ عالیہ کے ہین دام اقبالہ *
 ایات * فلک پر تار ہے خورشید اور ماہ * رہے تابندہ اُسکا آخر
 وجاہ * رہیں جب تک کہ انجم مین درخشان * احبا اُسکے خوش
 اعدا پریشان * رہے اقبال پر اُسکا تخم * غلامی آکر مین عز و تعم *
 ہی گلفام عشرت کا جو لے نام * تو ہووین اُسکے مہر و ماہ سے
 جام * بیان اُسکے مروت کا کروں گیا * وہ اک دریا ہی خوشخوئی کا
 بہتا * کھلین عشرت کے گل اُس کے جمن مین * رہے نت
 عبس اُس کی انجمن مین * الہی آسمان جب تک ہی قائم *
 رہے ذات اُس کی دنیا بیچ دائم * مجھے کیا تاب ہی جو اُس کی ثنا
 کروں اور اُس کی مدح مین دم بھرون * بیت * جو کروں اُس
 کی سین تاسن کلام * ہی یقیناً ہنوز ہونہ تام * کتاب کے ترجمے

اور مصنف کے احوال کا بیان * یہ دولت خواہ سہ کار فیض آثار
 گنہگنہی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ مترجم تفریق ہندی
 مدرسے کا ہی * جب اس بند سے نئے نسخہ ہدایت الاسلام کی
 جلد اول سے فراغت کی اور صاحب ممدوح کی خدمت میں
 اظہار کیا ارشاد ہو کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختے میں
 کر اگرچہ یہ کتاب بنیاد متناق اور دقیق المضمون اول سے
 آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات علمی سے مشحون ہی *
 اور ترجمہ کرنا اسکا مستلزم تجرید مادہ جسمانی * اور اسقاط
 قوای انسانی کا ہی * لیکن بمقتضا سے نمک خواری کے صورت
 انکار کی مناسب نہ دیکھی * اور فضائل حقیقی پر توکل کر کے اس
 متن اقدام کیا * لیکن اس کے خطبے کے بدلے دو سہرا خطبہ علیہ کہہ کر
 صمیمہ اس ترجمے کا کر کے حکمت عملی کی تفسیر سے شروع کیا *
 اور حتی المقدور اس کے تسہیل کرنے میں کوتاہی نہیں کی * مگر ان
 اصطلاحوں کا جنکا ترجمہ اس زبان میں ممکن نہیں انشاء اللہ
 تعالیٰ بعد اتمام کے ان اصطلاحوں کی تفسیر اشارے و کناسے سے
 کر کے جدی ایک فرہنگ مختصر تخمیناً مقداردو تین جز کے آخر
 کتاب میں ملحق کی جائیگی * جس کسی کو کسی لفظ میں شبہ

ہو تو اس فرہنگ میں دیکھ لیو سے اور جا بجا کمی زیادتی کر کے
 ترجمہ افظی چھوڑ سہل ہونے کے لیے مطالب بیان کر دیا ہی * پر
 ترتیب اس ترجمے کی باعتبار ابواب و فصول کی مطابقت اصل
 کتاب کے باقی رہی نام اسکا جامع الاخلاق رکھا * لیکن ان بزرگوں
 سے جو مذاق علمی رکھتے ہیں یہ عرض رکھتا ہوں کہ جس وقت
 اسکو ملاحظہ کریں تو بمقتضا سے الانسان مشق من النسیان کے
 اگر کہیں سہو یا خطا دیکھیں تو مہربانی سے اسکی اصلاح پر
 سعی کریں اور زبان طعن کی اس قبیل البرضاعۃ کے اوپر نہ
 کھولیں * فرد * وہ کون سا بشر ہی کہ جس سے خطا نہو * بالفرض
 اگر کمال میں وہ بو علی بھی ہی * تو کلت علی اللہ وہو حسبی و نعم
 الوکیل * ^{تفسیر} جب کہ مقاصد اس کتاب کے قواعد حکمت عملی
 کے ہیں اور وہ عبارت ہی احوال نفس ناطقہ انسانی کے جاننے
 سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا بُرے افعال اُسے ہونے میں تا اس علم
 کے سبب بُری صفتوں سے چھوٹ کر اچھی خصاتوں کی آراش
 سے آراستہ ہووے اور جس کمال کی طرف وہ متوجہ ہی
 حاصل ہووے * افعال دو قسم کے ہیں * ایک وہ ہی جو
 ہر ایک شخص سے علاقہ رکھے اُسے علم اخلاق و فرہنگ کہتے ہیں *

دوسری وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اُسکی بھی دو
 قسمیں ہیں * ایک وہ ہی کہ علاقہ اُن لوگوں سے رکھے جو
 ایک حویلی میں ایک ساتھ گزارا کرتے ہیں اُسکو علم کہ خدائی
 اور بند و بست خانہ داری کہتے ہیں * دوسری وہ کہ تعلق رکھے
 اُن آدمیوں سے جو ایک شہر یا ایک ملک میں رہتے ہیں اس
 علم کا نام ملک داری اور سیاست مدنی ہی * پس بالضرور
 مقاصد اس کتاب کے کہ موسوم بلوابع الاشراق فی مکارم
 الاخلاق ہی تین قسموں کے درمیان منحصر ہوئے * ہر گاہ کہ طریقہ
 تدوین کے متقاضی اس کے ہیں کہ مقدمے کو جو مشتمل ہی نہو رہی
 سی ایسی یقینی باتوں پر کہ فن مقصود سے علاقہ رکھیں * اور
 شروع کرنیوالے کی آنکھیں اُن سے کھل جائیں اور مقاصد کے تحصیل
 کرنے کے لیے اُسکی اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجئے *
 اسواسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہی مقدمے
 سے بیچ بیان کرنے ان باتوں کے اور میں لایع بران بیوں مقصد دیکے
 مقرر ہوئی * اور ابواب و فصول کی تعبیر سمجئے اور مانند اُسکی سے
 کی گئی * لیکن توفیق اُسکی اللہ ہی سے ہی * اور ہم اس کے سوا
 کسی کی عبادت نہیں کرنے اور کمک نہیں چاہتے مگر اسی سے

﴿ مطلع ﴾ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ میں نے آسمانوں اور
 زمین کو اور انکو جو ان دونوں کے درمیان ہیں بطریق بازی کے پیدا
 نہیں کیا ﴿ اور فرمایا ہی کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمکو عبت پیدا کیا
 حالانکہ ہماری طرف رجوع کرو گے ﴿ یہ خلاصہ تقریر اور یہ ترجمہ
 بدون تصرف کے ہی ﴿ ان دونوں نیز تقدسی کے یرتو سے منظر
 تحقیق کے دیکھنے والوں کو بے معنی نظر آتے ہیں کہ عالم کون و فساد
 کے ذرون اور جان اسکان کی تحقیقوں کو جنہیں شہرستان عدم
 سے لا کر کرسی وجود پر جاوہ دیا ﴿ اور ایک آیت کے گلگونہ سے
 جس کے معنی یلے ہیں رنگ خدا کا ہی اور کون شخص خدا سے
 رنگریزی میں بہتر ہی آراستہ کر کے معرض ظہور میں لایا بموجب
 اُس آیت کے جس کا مضمون یہہ ہی ہر شئی کو اُس کی
 پیدائش عطا کی پھر ہ آیت کی ہر ایک کی ایک نہایت
 اور ایک مصلحت ہی جو اُس کے نتیجے کے برابر ہی ﴿ اگرچہ
 فعل جو ادبلاق اور فعال برحق کا معلل بالعرض نہیں ہی پر حکمت
 و مصلحت اور نہایت و نتیجے سے خالی بھی نہیں ﴿ چنانچہ یلے دونوں
 مقدمے علم الہی میں یقینی دلیلوں اور روشن حجثوں سے
 ثابت ہوئے ہیں اور انسان کے پیدا کرینکی غرض جو فلاصہ

ارکان اور عین اعیان اور خاصہ جہان گاہی خلافت الہی ہی *
 چنانچہ معنی آیہ کریمے کے بلے شہرہ میں زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا *
 اور مضمون اُس آیت کا جس کے معنی بہرہ ہیں وہ خدا ایسا ہی جسے
 نکالو زمین پر خلیفہ کیا * نجر اُسے دیتے ہیں اور اُس آیت کے درمیان
 جس کے معنی بہرہ ہیں * کہ تحقیق میں نے امانت کو آسمانوں اور
 زمین اور پہاڑوں کے نزدیک ظاہر کیا انہوں نے اُس کے
 اُٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈرے پر اُٹھایا اُسکو
 انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنے والا اور برا
 نادان تھا اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کریں
 جیسے مشہور تعبیروں میں نہ کو رہی نوا اول صورت پر فرشتے
 اور جن انسان کے ساتھ عقل منہ شریک ہیں اور تانی
 وجہہ پر تکلیف شرعی منہ جن اور آدمی برابر ہیں * پس بار
 امانت کا اُٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہیں حالانکہ آیت
 کے روش سے تخصیص انسان کی مفہوم ہوتی ہی جیسا کہ
 بہرہ ظاہر ہی پس اولیٰ یہہ ہی کہ تعبیر اُسکی خدا کی نیابت
 سے کیجئے کیونکہ اس بار عظیم کے اُٹھانے کے لائق انسان
 صلیب البیان کے سوا کوئی نہیں * بیت * ہستی کا اپنی

بوجھ نہ مہین کر اُتھا کون * پر بارِ عشق سے مجھے انکار ہی
 نہیں * آسمان بارِ امانت کو اُتھا جب نہ سکا * قرعہ تپ
 نام سے پھینکا ہی بنی آدم کے * رہتہ خلافت مہین انسان
 کا سستی ہو نا اس لئے ہی کہ وہ کہاں کی جنت سے ہر طرح کی
 صفت کے قابل اس طور سے ہی کہ خدا کے لیے ایک قسم کے
 وصف کا جو اس عالم کے بند و بست کا مددگار ہی منظر ہو سکتا ہی اور
 عالمِ صورت و مہنی کا انتظام کر سکتا کیونکہ فرشتوں کو اگرچہ قوت
 روحانی اور اس کے لوازم جیسے انوارِ علمی اور نوابغ اُسکے
 لذاتِ عقلی سے بہ حسبِ پیدائش کے حاصل مہین پر آلات
 جسمانی اور اسبابِ بدنی سے جو مدارِ تحملِ خلافت کے مہین بالکل
 بے نصیب مہین * اور اجسامِ فلکی کے اگرچہ قواعدِ حکمت کے
 رو سے نفوسِ ناطقہ مہین لیکن کمالات انکے فطری اور بدن انکے
 کیفیت اور طبیعت مختلفت سے خالی مہین * اور ایک ہی مقام
 اور ایک ہی مرتبہ کے سوا اور دوسرے مقام اور مرتبے کو نہیں پہنچ
 سکتے * اور نقص و کہاں کی صفت سے بھی عاری مہین * اور احوال
 انکے ایک ہی طور کے سوا نہیں * اور عالمِ علوی و سفلی کی سبب
 حقیقتوں کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے بخلاف پیدائش انسانی کے * کیونکہ

وہ جمع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سایہ ہی پہلے ابتداء وجود
 مین وہ مرتبہ جمادی سے مرتبہ ناکو اور نما سے رتبہ حیوانی کو
 پھر وہاں سے درجہ انسانی مین پہنچا پھر جب لباس
 اعتدال مزاجی اور حلیہ تعبدی قوا سے جسمانی اور نفسانی سے
 آرایش پاؤ سے تہ بدن اور روح کی جہت سے اجرام فلکی کے
 ساتھ مشابہت پیدا کرے کیونکہ دو ضدوں کے درمیان آنا
 ان سے چھوٹ جانے کے برابر ہی پھر بسبب اس تصفیہ
 روحانی کے مانند نفوس فلکی کے آئینہ دل مین صورت حال و ماضی
 و استقبال کی مشاہدہ کرے پھر مرتبہ یا اس لئے ہی کہ وہ عالم
 مثال سے جو اساطین حکما کے نزدیک حکمت یانی و عیبانی سے
 ثابت ہی آگاہ ہو جاتا ہی یا اس واسطے ہی کہ پر تو صورت قدسی کا
 نفس ناطقے کی شمع روشن سے اُس کے چراغ خیال مین
 آتا ہی پھر تمثیل اُسکی بطور صورت جسمانی کے جسے آئینہ کے
 درمیان عکس نظر آتا ہی چنانچہ بعض حکیموں کی رائے اسطرح
 گئی ہی مشاہدہ کرتا ہی اور جب اس مرتبے سے ترقی کر کے نفی
 ماسوائے کا یقین حاصل کرے اور ہمت کے پانوں سے معراج
 قدس پر جاوے اور شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب

مقرب فرشتوں کے زمرے بلکہ برتر نگہبانوں کی صف میں داخل ہوئے * ساتھ اس کے مقصود ایک مقام میں بھی ہے بلکہ جہان چاہے وہاں بار اُتارے * بیت * ہو ہی دل مراقب ہر ایک صورت کے * نہیں ہی فرق یہاں دیر اور حرم کے بیچ * قبول میں نے کیا جب سے عشق کا مذہب * خدائی میں نے یہاں دیکھی ہی صنم کے بیچ * اور اسی سبب سے اہل سنت و جماعت کے اماموں نے جو گروہ خالق اللہ کے مالک ہیں اس پر اتفاق کیا ہے کہ خواص آدمی خواص فرشتے سے افضل ہیں * بیت * ہو آدمی جو کبھی تو ملک سے درگزر سے * کہ سجدہ گہرہ ہی فرشتوں کی آدم خاکی * لیکن عوام بشر اور عوام فرشتوں کے درمیان اختلاف کیا * بعضے کہتے ہیں کہ عوام آدمی افضل ہیں چنانچہ علم کلام کے مشہور کتابوں میں مذکور ہے * اور بعضے برعکس اس کے کہتے ہیں پر خواص فرشتوں کے افضل ہونے میں عوام آدمی سے کچھ شک نہیں اور حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مدینہ علم کے دروازے ہیں اور دروازہ انکاہین کے طالب کرنے والوں کا مرجع ہی منقول ہی * کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عقل بدون خواہش اور غضب کے دی ہے * اور

حیوانوں کو خواہشیں اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی * اور یہ
 انسان کو دونوں بخشے * پس اگر انسان اپنی حرص اور
 غضب کو تابع عقل کے کر کے کہاں عقلی کے مرتبے کو پہنچے تو رتبہ
 اسکا فرشتوں کے مرتبے سے برتر ہوئے * کیونکہ انسان
 باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیار ہی سے
 مرتبہ کہاں کو پہنچا بخلاف فرشتوں کے اس لئے کہ مرتبہ کہاں
 معنی انکا کوئی مزاحم نہیں بلکہ اسمین کچھ انکا اختیار نہیں اور
 جو عقل کو مغلوب ہو احرص اور غضب کا کرے * تو چار پایوں
 کے مرتبے سے بھی اتر جائے * اس واسطے کہ وہ سے بہ سبب
 کم عقلی کے فرمان بردار شہوت و غضب کے ہو سکتے ہیں
 بنا بر اس کے تحصیل کہاں سے معذور ہیں * بخلاف آدمی کے
 * میت * آدمی زادہ طرف متوجہ ہی * ہو اپنا اہلک و حیوان
 سے * کر کے خواہش اسکی اُسے گھتے * جو کرے میل اسکی
 اس سے برھے * فرشتوں پر انسان کے ترجیح دینے معنی
 حکیموں سے جو خلاف کہ منقول ہی اسکے اٹھانے اور رفیقین کے
 باتوں کے تطبیق دینے کے لئے صاحب اصطلاحات یعنی شیخ
 عبد الرزاق صوفی نے یہ تقریر کی ہی * کہ شرافت غیر ہی کہاں

کی کیوں کہ سلسلہ ایجاد معنی شرافت ہر ایک شخص کی بہ حسب
 قرب مرتبے کے ہی اس مُبدِ اُحقیقی کے ساتھ اور مطابق
 غائبہ روحانی اور صفاء قلبی کے جو لازم اُس کے ہی اور کمال
 بہ سبب جاہلیت کے ہی پس فرشتے اگرچہ ہنابرقت اسباب
 اور کثرت احکام مجرد کے انسان سے اشرف ہیں لیکن
 انسان جامعیت اور احاطہ کمال کی جہت ان سے افضل ہی
 اور دونوں فریقوں کی باتوں کو اگر ایک ہی تقریر پر قیاس
 کریں تو اختلاف اتفاق سے بدل جائے * اور نزاع درمیان
 سے اُتھے * لیکن نوذوق اُس کی اسدِ تعالیٰ ہی سے ہی * تنویہ *
 انسان کی خلافت کی تحقیق دو پیر پر موقوف ہی * ایک حکمت
 پالندہ جو عبارت ہی کمال علمی سے * دوسری قدرت فاضلہ
 کہ عبارت کمال عملی سے ہی لیکن یہ بات اُس صورت
 میں بنتی ہی کہ حکمت کی تعبیر اسطورہ سے کریں کہ وہ فقط
 علم ہی احوال موجودات کا اور عمل کو اُس کی حقیقت
 سے خارج رکھیں * لیکن اُس صورت پر جو تعریف
 اُس کی کریں کہ وہ عبارت ہی نفسِ ناطقہ کے پہنچنے سے
 اس کمال کو جو علم و عمل کی دو نو جانب میں اُسے

ممکن ہی ہوا جباج دوسری قید کی نہیں * اس لئے کہ اس صورت میں عمل حکمت کی حقیقت میں داخل ہی * اور یہی تفسیر بہتر ہی کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہی اس واسطے کہ اصل لغت کے رو سے حکمت کے معنی سچ بولنا اور اچھا کام کرنا اور نص قرآنی بھی جس کے معنی یہ ہیں * کہ جس شخص کو حکمت عطا کی جائے تو بے شبہہ اسے بہت بہتری دی جائے * ایسی معنی سے مناسب رکھتی ہی اور تفسیر اول پر ماند اس آیت کی جس کا مضمون یہ ہی کہ تحقیق بے شبہہ تو ہی علیم حکیم ہی * الفاظ مترادف کے عطف کی قسم سے ہی * اور شک نہیں کہ قیاس کرنا اس کا تائیس پر تاکید سے اولیٰ ہی * اور حکیموں نے حکمت کی تعریف میں جو کہا ہی کہ وہ اسے سے مشابہت پیدا کرنی ہی * سو تفسیر تانی ہی * کیونکہ بدون اخلاق الہی کے تشبیہ تام نہیں ہوتی * اور یہ بات ثابت ہی کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجہ کہاں کو نہیں پہنچتا * چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہی کہ علم بدون عمل کے وبال ہی * اور عمل بدون علم کے ضلال * اور یہ سنمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم بلا عمل سے نذاکی

پناہ مانگی * اور فرمایا ہی با پروردگار میں اس علم سے تیری پناہ
 لیتا ہوں جو نفع نہ بخشے * پر مراد اس علم سے جو حکمت کی
 تعریف میں مذکور ہی صرف یاد کرنا ان باتوں کا نہیں جو
 کتابوں میں مشہور ہیں * بلکہ اصل مطالب کی تفتیش
 کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سے حاصل ہو و سے
 جیسے وہ طریق اہل نظر کا ہی ان کو عانا کہتے ہیں * یا تصنیف
 باطنی اور اس کمال کے رو سے حاصل ہو و سے * چنانچہ
 بہ راہ اہل فکر کی ہی انکو عرفا اور اولیا کہتے ہیں * پر حقیقت
 کے رو سے دونوں فریق حکیم ہیں کیکن فریق ثانی جب کہ
 محض بخشایش ربانی سے درجہ کمال کو پہنچا * اور مکتبہ
 سے اسکے کہ سکھایا میں نے اُس کو اپنے علم میں سے * سبق
 پڑھا اور اس راہ میں شک کے گانے اور بگولے و ہم کے
 کمتر ہیں اور یہ راہ بیوان کی وراثت کی طرف کہ و سے
 برگزید سے خلائق کے ہیں بہت ہی نزدیک ہی اس لئے
 و سے سب سے اشرقت اور اعلیٰ ہیں * غرض و سے دونوں
 راہیں مقام مقصود میں پہنچا سکو اچھی ہیں اسی کی طرف
 سب کی بازگشت ہی پر محققوں کے نزدیک ان دونوں

طریقوں کے بیچ کچھ اختلاف نہیں ہی * چنانچہ منقول ہی کہ شیخ
 عارف محقق... مشہور باب شاہ سے کے برگزیدہ سے عین
 الان کے شیخ ابو سعید بن ابوالخیر کو متاخرین حکیموں
 کے امام شیخ ابو علی بن سینا سے قدس اللہ تعالیٰ روحہما
 اتفاق ہم صحبتی کا ہوا * بعد انقضائے مجلس ایک نے کہا جو وہ
 جانتا ہی سو میں دیکھتا ہوں * دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہی
 سو میں جانتا ہوں * حکیموں میں سے کسی نے اس طریق کا
 انکار نہیں کیا بلکہ اسکو ثابت کیا ہی * چنانچہ ارسطاطالیس
 کہتا ہی یہ مشہور باتیں مرتبہ مقصود کے لئے زمین کی مثال
 ہیں پس جس نے ارادہ کیا کہ اسے حاصل کرے چاہئے کہ
 اپنے واسطے دوسری فکر پیدا کرے * اور افلاطون الہی نے
 فرمایا ہی کہ مجھے ہزار مسلے ایسے حاصل ہوئے کہ انہیں کوئی دلیل
 نہیں ہی اور شیخ بوعلی اشارات کے مقامات العارفین میں
 فرماتے ہیں جو چاہے کہ انہیں پہچانے پس چاہئے کہ درجہ بدرجہ
 ترقی کرے * یہاں تک کہ صاحب شاہ سے سے ہو و سے نہ اہل
 مشائخ سے * اور نہایت کی پہنچنے والوں میں سے ہو و سے
 نہ فقط خبر کی سنتے والوں میں سے * اور حکیم شیخ شہاب الدین

مقتول جو قدیم حکیموں کی رسومات کے زندہ کر ثوالے ہیں
 ماریجات میں نقل کرتے ہیں کہ میں نے جلسہ لطیفے میں جسے
 اس فریق کی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں اسطرح کو دیکھا اور
 ادراک کی تحقیق میں جو حکمت کے مشکل مسائل میں سے
 ہی کئی باتیں اُس سے میں نے پوچھیں اُس نے اپنے استاد
 افلاطون کی مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اُس کے کہاں
 کی کرنے لگا تو میں نے پوچھا کہ سناؤ خیر حکیموں میں سے کوئی
 اُس کے برابر تھا کہا کہ نہیں بلکہ ستر ہزار گروں میں سے ایک
 مگر ابھی نہیں پھر اہل اسلام کے بعض حکیموں کی پوچھی پر کسی کی
 طرف اُس نے التفات نہ کیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدہ کا
 جیسے جنید بغدادی و ابو یزید بسطامی اور سہیل بن عبد اللہ
 نسری ہیں مذکور ہوا کہا اُس نے کہ وہ بے شبہ حکیم ہیں *
 لیکن اُس راہ کے درمیان بہت سے خوف اور خطر سے ہیں کیونکہ
 وہ سو سے اور فریب و خیال فاسد طلب کے بیابان کے چلنے والے
 کو جبران اور سرگردان رکھتے ہیں * اور برافساد یہ ہی کہ
 تھوڑی نمائش سے جس طرح میدانوں میں سراب نظر آتا *
 اور پیاسا اسکویانی سمجھتا ہی یہاں تک کہ جب اُس کے نزدیک

آیا نو کچھ نیا یا طالب کی راہ سے رہ جاتے ہیں * پھر جب اُن کو
 اصل حقیقت پر تیبہ ہوتی ہی تو حسرت اور ندامت کے سوا
 کوئی چیز اُنکے ہاتھ نہیں لگتی * بیت * اس دست مین
 بس دو ر لب آب ہی طالب * ہشیار تجھے غول پہا بان کا
 نہ بہکائے * میدان کے طی کرنے والے بہت ہیں * پر منزل کے
 پہنچنے ہار سے تھوڑے * اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت
 مرشد کامل سے ہی کم ہوتے ہیں اور ہونے سے بھی پہچان اُنکی
 محال بامشکل ہی * کیونکہ کمالات انسانی کو سوا سے صاحب کمال
 کے نہیں پہچانتا اور جو ہر کی قیمت بدون جو ہری کے کون جانتا
 * بیت * ہڈ ہڈ و سیرخ کے قصبے سے واقف کون ہی *
 مان مگر جو اُن پر ندون کے سمجھتا ہی کلام * اور اگر آدمی تسویر
 ملیح پر بھول جاتے ہیں اس لئے اس معشوق اصلی کے جمال سے
 محروم رہتے ہیں * بیت * خر مہر یکو مقابل یا قوت و سے
 کہین * سنگ سہ سے چاہتیں کہ سونا خرید لین * اور کہ ہی
 ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مبتدی فریب کھا کر اپنے نقد عمر کو کسی
 ناقص کی خدمت میں اُسے کامل جان کر رابگان کرتے ہیں *
 نادان گمراہوں سے ہم خدا کی پناہ چاہتے * اس واسطے اگر علماء

آدمیوں کو نظر و فکر کے طریقے کی ترغیب دینے بہن حالانکہ تصدیقہ باطنی کے طریقے میں بھی احتیاج اُسکی ہی کیونکہ سناک اگر علم رسمی سے بالکل بے نصیب ہو تو افراط و تفریط کے گرداب سے بچ نہیں سکتا اور شریعت و حکمت کے برخلاف سے خالی نہیں رہتا اور نہ چاہئے کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سے رہ جائے یا برہہ جائے یہاں تک کہ اسکے مزاج میں خلل لازم آوے اور اسناد اُسکی باطل ہو و سے اسی واسطے جن و انسان کے ہدایت کرنے والے علیہ وآلہ افضل التمجیہ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جاہل کو ہرگز ایسا دوست نہیں کرتا اور دوسری

حدیث میں آیا ہے کہ میری بیعت کو دو آدمیوں نے تو راعابد جاہل اور عالم فاسق قبضہ ^{۱۰۰۰۰۰۰۰۰} جب کہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنے سے غرض خلافت الہی ہی اور تحقیق اُسکی علم و عمل پر موقوف ہی ہے پس جو علم کہ وسیلہ اس کا ہو سکتا ہی وہ اور سب علموں کی نسبت سے نہایت مقصود ہو گا سو حکمت عملی ہی کہ اُسے طب و روحانی کہتے ہیں کیونکہ اُسکی پہچان سے اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی کے برابر ہی قادر ہو سکتا اور اُسکے سبب بُری خصلتوں سے چھوٹتا ہی جیسے صحت

بدنی کی احتیاط سے مرض و بیماری سے بچ رہتا ہے * اور تفصیل
 کلام کی اس مقام میں اس طور سے ہی کہ شرافت
 ہر ایک علم کی اسکے موضوع یا اس کی غرض منفعت کی شرافت
 یا اس کی دلیل کی استواری سے ہی * اور یہ علم ان تینوں
 اعتبار سے اشرف ہی * کیونکہ موضوع اس کا نفس ناطقہ
 انسانی ہی اس رو سے کہ اچھے یا بُرے کام اس کے ارادے
 سے اُسے ہو دین * اور نفس انسانی کی شرافت سابق
 تقریرون کے فحوا سے معلوم ہوئی ہے * اور غرض اُسے کہاں
 نفس انسانی کا ہے * اور دلیل اس منفعت کی زیادہ اُسے ہی
 کہ نفس انسانی جو چار پائے اور درندوں کے مرتبے بلکہ اُسے
 بھی فروتر ہی اس علم کے وسیلے سے فرشتے سے بھی رہتہ
 عالی کو پہنچتا ہے اس واسطے بعضی بزرگوں نے اس کو اکثیر اعظم
 کہا کیونکہ انسان جو سب سے ناقص ہی اس علم کے سبب
 اس مرتبے کو پہنچتا ہے جو سب موجودات امکانی سے اشرف ہے *
 اسی واسطے اُن قدیم حکیموں نے جنہوں نے یرتو حکمت کائنات کی
 روشنی شمع سے لیا تھا فضیلت کے طالب کرنے والوں کو پہلے علم
 اخلاق کے پڑھنے کے لئے پھر علم منطق کے بعد اُس کے علم ریاضی

اور علم طبیعی کے نس پیچھے علم الہی کے واسطے ارشاد فرمایا *
 پر حکیم بوعلی مشکویہ نے ریاضی کو منطوق پر مقدم رکھا ہی * اور
 یہ راہ مطاب کی طرف بہت نزدیک ہی * کیونکہ علم ریاضی
 کی مشائی سے نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا اور قوت
 استقامت اور استقلال کی اُس کو حاصل ہوتی ہی اور
 تکلف و تحقیق و تعسف و تدقیق کے درمیان تفرق کرنا شمار
 اُسکا ہوتا ہی * اور اکثر منطوقی جو علم ریاضی سے ناواقف ہیں
 اُن صفتوں کے برعکس موسوم ہوتے ہیں * بلکہ شور و شغب
 اور جنگ و جدل ہی کو کمال جانتے * اور نہایت تحقیق کو مغالطہ
 اور شک خیال کرتے ہیں * اور اسی سبب افلاطون نے
 اپنے دروازے پر لکھ دیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نہ جانے وہ میرے
 گھر نہ آوے غرض سب حکیموں کے نزدیک علم تہذیب
 الاخلاق کا تمام علموں پر مقدم ہی * اور بقراط حکیم نے کہا ہی
 جو بدن کہ اخلاط فاسدہ سے خالی نہیں جتنا اُسے تو کھانے کو دیوے
 اتنی ہی اُسکی بیماری برہا و سے یہ اشارہ اُسکی طرف ہی
 کہ جو شخص بد خلقی سے چھوٹا نہیں سیکھنا اُسکا علم حکمت کو سبب
 اُسکے زیادہ نساہد کا ہوتا ہی * اسی واسطے اُسکے مزاج میں

غور اور تکرر آتا ہی * اور بھلے آدمیوں کی ایذا اور برے
 فاعلوں سے لڑنے کو تیار ہوتا * تحقیق اُسکی یہہ ہی کہ اکثر
 طالب العلم جو جنگ و جدل و حیاء و حوالے سے ہا نہ نہیں رہتے
سب اُسکا یہہ ہی کہ اِس آیہ کریمہ پر جس کے معنی یہہ ہیں کہ
 تم اپنے گھروں میں انکے دروازوں سے آؤ شکل نہیں کرتے *
 اور پہلے ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہیں کرتے * اور انھوں نے
 فقط سنا ہی کہ حکمت تقلید کی قید سے چھڑاتی * اور پایہ تحقیق
 کو پہنچانی ہی * پر اُسکے معنی کو نہ سمجھ کر اپنے خیال باطل سے
 کہتے ہیں کہ حکمت شرع کے احکام اور دین و مذہب کے
 قوانین سے بازرگھتی * اور وسے ہو او حرص اور اپنی
 طبیعت کی خواہشوں کے تابع ہو کر شرع کی رسومات سے جو
 راہ طلب کے چلنے والوں کے ہتھیار ہیں بے نصیب ہو کر منہ
 کھلے چار پابوں کی مثال آب دانہ کی طرف دوڑتے ہیں * اور
 درندوں کی مانند اپنے ہمسروں کی ایذا کے لئے اور سلف کے
 بزرگوں کے اوپر طعن کرنے کو جنکی شکر گذاری طلب کر نیوالوں
 پر واجب ہی دانستہ جسے اور منہ کھو کہتے ہیں * اور
 اپنی عقل کی کوتاہی سے اصل حقیقت کو نہ سمجھ کر مانند اُن لوگوں کے

جہنن شیطانون نے دنیا میں گمراہ کیا ہی جہان رہے *
وے ہگے ہگے سے نہ ادھر کے ہین نہ ادھر کے * اور اسی کا ثمرہ ہی
کہ حکمت جو خمیرہ ربانی اور ششمہ زندگانی ہی اور قرآن و
حدیث کے اکثر موضع میں بھی اُسکی تعریف ہی اُن کو ماہ
مہنتوں کی بد خوئی سے * مصرع * بدنام کرنے والے ہین و سے
بنام کے * محل طعن کی ہوئی * حق تعالیٰ ہمتیں اور سب
مسلمانوں کو اُنکے بہتان اور اُنکے فعل اور اعتقاد کی لغزش سے
نگاہ رکھے * اور مہربان کی کمک خدا ہی سے ہی * کشف غطا *
یعنی شک کا پردہ اٹھانا شاید کہ پردہ شبہ کا طلبگاروں کی
چشم بینا کو جلمہ اُرتا دکی ان دو شبزہ عروسوں اور
پاکیزہ دلہنوں کی دید کا مانع ہو! اس لئے پہلے واجب ہی کہ
تقریر شبہ کی کیجئے پھر اُس کے اٹھانکی سعی * تقریر شبہ کی
اس طور سے ہی کہ منفعت اس فن کی اسوقت متحقق ہو و سے
کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکھیں * لیکن ظہور اُسکا پردہ
نہایت مستور ہی اور پیغمبر کی اُس حدیث سے جسکے معنی یہ ہیں
کہ جب سنو تم کہ ہمارا اپنے مکان سے تل گیا تو یقین جانو * اور اگر
سنو کہ مرد اپنی خو سے بازرگ تو باور نہ کیجو * کیونکہ جس چیز کے

ساتھ وہ پیدا ہوا ہی جلد اُسکی طرف رجوع کر بگا صریح معاوم ہوتا ہی کہ اخلاق زوال پذیر نہیں * اور قوانین حکمت سے بھی معاوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج کے ہی * اور مزاج متبدل نہیں ہوتا * اگر کوئی اسبات سے انکار کرے اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بانگہ ہر وقت متن مختلف ہوتا ہی * تو جواب اُسکا یہ ہی کہ ہر ایک شخص کے لئے ایک عرض مزاج متوسط ہی افراط کی ایک حد معین اور شرط کی ایک حد معین کے بیچ چار دن کیفیتوں متن سے ہر ایک کیفیت معین اور ممکن ہی کہ اُسکے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی نحو لازم ہو کہ اُسکے جانے سے مزاج شخصی اُسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اُسکا بغیر اُسکے محال اب اُس خود کے دور کرنے کا قصد کرنا سراسر عیب ہی * مصرع * کہ دھونے سے زندگی نہو سے سفید * اور

حد بٹ نبوی متن واقع ہی کہ آدمی سونے روپے کی کھان کے برابر

ہی جو ایام جاہلیہ متن اچھے پیش سو زمان اسلام متن بھی اچھے ہیں جب سمجھتے ہیں * یہیں سے معاوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی مرثت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صنائی ہی اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھ اُسکی تمکیاں کی سعی کرنی ویسی ہی

جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر چاہے کہ اجل و یا قوت کے درجے کو پہنچاؤ سے یا لوہے کو صیقل کر کے سونے اور روپے کے مرتبے میں لادے اور یہ خیال محال ہی * میت * جام جم کا جوہر طینت ہی اور ہی کان سے * تو توقع کو زہ مگر کے گل سے کیوں رکھتا ہی بس * بھی تقریر شبہ کی تفصیل کے رو سے ہی اس کے اٹھانے کے لئے تمہید ایک مقدمے کی ضرور ہی وہ یہ ہی کہ خلق نام ہی ایک مالک کا جو نفس انسانی میں ہی کہ بہ سبب اسکے صدور فعل کا اس سے بطریق سہل بنیہ فکر و اندیشے کے ہوتا ہی * اور مالک نام ہی ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی میں ہی * پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہی کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اسکو حال کہتے ہیں اور جو بطی الزوال ہو تو مالک * اور خلق جو نفس انسانی میں پیدا ہوتا ہی اسکا سبب دو چیزیں ہیں * پہلی طبیعت * چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدائش میں اس وجہ پر ہی کہ استعداد کیفیت خاص کی اس میں زیادہ ہو * تا کہ ادنی سبب سے اس کیفیت سے وہ متکلف ہووے جس مزاج شخصی غضب کا گرم و خشک اور شہوت کا گرم و تر اور نیان کا سرد و تر اور بلا دت کا سرد و خشک ہی

تفصیلی اس کی حکمت اور طب کی کتابوں میں ظاہری *
دوسری عادت وہ اس طور سے ہی کہ کوئی شخص ابتدا میں
اپنے اختیار کے ساتھ ایک فعل کے بار بار کرنے سے خوگر ایسا
ہو ہی کہ وہ کام بغیر فکر و اندیشے کے باسانی اُسے ظاہر ہونا
ہی اب وہ فعل گو یا بطریق خو کے ہو گیا اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ
سب اخلاق طبیعی ہیں * یعنی طبیعت کی خواہش سے * اور
قابل زوال کے نہیں چنانچہ شبہ کی تقریر میں مذکور ہوا *
اور ایک گروہ اس پر ہی کہ بعضا خلق طبیعت کی اقتضا سے ہی
وہ قابل زوال کے نہیں اور بعضا بطور عادت کے اور قابل زوال
کے ہی اور ایک فریق یہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش
سے ہی اور نہ اُس کے مخالف بلکہ نفس انسانی پیدایش ہی
میں تضادگی دونوں جانب کو قبول کرتا ہی جس کو اپنے مزاج
کے موافق پاتا ہی اُسے باسانی قبول کرتا ہی * اور جسکو مخالف
اس کو بد شواری * اور ایک جماعت اسکی قائل ہی کہ آدمی
اصل فطرت سے بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا حرص اور
شہوت پرستی اور بُرے کاموں سے بد خو اور شریر ہوتا ہی پر
قدیم حکیموں سے ایک گروہ پر خلاف اسکے ہی اور یہ کہتا ہی

کہ انسان اپنی سرشت میں طبیعت کے سر دے سے پیدا ہوا ہے اور نفس انسانی اپنی ذات میں ایک نور ہی تاریکی سے ملا ہے پس اسکی طبیعت ہی میں شر لگا ہوا ہے لیکن بسبب تعلیم و تادیب کے اچھا ہوتا ہے اگر تاریکی اسکی روشنی پر غالب نہ ہو اور جالبینوس یہ کہتا ہے کہ بعض آدمی اپنی پیدائش میں نیک ہیں اور بعض بد اور بعض دونوں کے قابل اور وہ اپنے مذہب کے ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل لاتا ہے کہ اگر تمام آدمی اپنی سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت ان میں عارضی ہوتی تو دے یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے اور صورت پر ان کی طبیعت میں ایک ایسی استعداد پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وہ اپنی سرشت میں نیک نہ ہوں اور یہ خلاف منروض ہی اور جو ان میں استعداد نیکی و بدی دونوں کی ہوتی اور وقت شر کی غالب تو بھی یہی لازم آتا ہے اور دوسری صورت پر بھی یعنی اگر شرارت غیر سے سیکھیں تو بھی خلاف لازم آتا ہے کیونکہ وہ غیر اس اعنار سے اصل طبیعت میں اپنی شر پر تھا کہ اور رونے اسے سیکھا اور اسے باطل کرنے کے

لُٹے کہ سب آدمی اعلیٰ پیدایش سے شہر پر ہین انہین دلیاوں
 کو لانا ہی پھر ان دونوں و بہ کو باطل کر کے بہ کہتا ہی کہ مین
 اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ طبیعت بعضے آدمی کی نیکی کو
 چاہتی ہی اور وہ اُسے کبھی باز نہیں رہتا و سے لوگ تھو رہے
 ہین * اور بعضوں کی طبیعت بدی کو و سے ہرگز نیکی کی نواہش
 تہین رکھتے * اور و سے بہت ہین * باقی متوسط ہین کہ و سے نیکیوں
 کی صحبت سے تنگ ہوتے ہین * اور بدون کی صحبت سے بد *
 یہ دلیل جالیئوس کی وہ ہی کہ اخلاق ناصری مین مقبول
 ہوئی ہی لیکن داناؤن کے نزدیک ضعف اس دلیل کا چھپا
 نہیں کیونکہ بحسب قوانین علمی کے نوع انسانی کے افراد کے لُٹے
 زمان ابتدا کا نہیں * پس اس صورت مین ممکن ہی کہ شرارت
 اسکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بہ سبب اُسکے غیر کے * اسی
 طرح سے غیر متا ہی زمان مین اس طور سے کہ انتہا اسیں
 عروض کا کسی شریر بالذات تک نہو * اگر کوئی کہے یہ موجب
 تسلسل گا ہی اور وہ باطل * تو جواب اُسکا یہ ہی کہ اس طور کا
 تسلسل مضائقہ نہیں کیونکہ یہ تسلسل اسباب مین ہی اور
 وہ حکما کے نزدیک درست ہی * اور دوسری وجہ کے لُٹے بھی

بھی تقریر کافی ہی کیونکہ جائز ہی کہ عروض خمر کا یہ سبب خمر کے
 ہو و سے غیر منساہی زمان مین لیکن بو علی نے اپنی شفا کے تیج یہہ
 کہا ہی کہ سب سے بہتر یہہ ہی کہ طو قانون کے سبب جو ہر تی مد تو ن
 مین ہو وین یا فاک البروج اور فاک اطلس کے دونوں منظر طے
 کے مل جانے یا قریب مل جانے کے اگر ہو وین یا اوج و حوض کے
 بدل جانے یا کسی اور سبب سے اکثر موضع زمین مین سے
 ایسے کہ وہاں آبادی ہو سکتی اور جاندار جانور و ہاں رہ
 سکتے ہیں اور وہ سے مکان دایرہ معدل النہار سے قریب ہیں
 ایک انداز بھر چو رائی زمین کی پانی کے درمیان دو ب
 جاتی ہی اس صورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہن ایک
 جو دو باہو اور یا مین دو سہ اوہ جو نکلا ہو لیکن وہاں آبادی
 ہو نہیں سکتی بہت چو رائی کے سبب یعنی یہ سبب اسکے کہ وہ
 و ایرہ معدل النہار سے دور اور قطب شمالی سے نزدیک ہی
 اس لئے سب جاندار اور گھاس پھوس ضایع ہو جاتے ہیں
 پھر خود بخود پیدا ہونے اور جننے سے نہیں اور انواع کے از خود
 پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہیں اس لئے کہ ان مین سے بہتوں کو
 دیکھا ہی کہ از خود پیدا ہونے اور جننے سے بھی مثلاً بیشتر آدمی کی

ہال سے سانپ پیدا ہوتے اور بچھو کچی اینٹ اور مینہ ک بانہی سے اور باز روج یعنی خماش گھاس اور چوہے سے اور جو ایک مدت دراز تک کوئی اُن مین سے پیدا نہوے تو اس سے لازم نہیں آتا ہی کہ کبھی نہو کیونکہ شاید کسی وضع پر موقوف رہے کہ برسوں تک ہو کر سے لیکن اولی بہر ہی کہ عالم کے درمیان سب سے یہ جرنی برسوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں جس کو قیامت عظیمی کہتے ہیں بانکہ جس وقت پیدائش ہر ایک شے کی حرکت ارادی پر مانند جماع کے مثلاً موقوف ہی اور جتنی ارادی سے ضروری نہیں تو بالضرور اسکے قابل ہو چاہئے کہ وہ سے خود بخود بھی پیدا ہونے ہیں تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہر ایک شخص سے خافت کار ہنا کچھ ضرور نہیں اور نہ کسی شخص سے اسکے بعد پھر کہا ہی کہ ہر ایک پیشے اور صنعتوں میں اگر کوئی نامل کرے تو اسے معلوم ہووے کہ سب حادث ہیں یعنی نو پیدا کسی شخص معین کی فکر سے حاصل ہوئے ہیں دلیل اسکی یہ ہی کہ وہ سے روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہیں * اور انکا حادث ہونا اس پر دلالت کرتا ہی کہ انسان کا بھی بعد تو نئے سلسلہ حادث کے کوئی مبد اُ ہی * کیونکہ اگر ان صنعتوں سے ایسی ہیں کہ غیر

اختصار میں بشر کے ساتھ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی
 کے جو طور متعارف سے باہر ہی ہو نہیں سکتیں * پس ہر آئینہ
 جس شخص نے اُن کو اختراع کیا ہو وہ اپنی ذات میں اُن سے
 بے نیاز ہو گا تا کہ دوسروں کے واسطے اختراع کرے * یہاں تک
 شیخ کی بات ہی اور اسی پر بنا ہی جا لیں گے کہ مذہب کی لیکن
 اسی سمین بھی بہت سی باتیں ہیں * اور مناقشے کو دخل جانا چاہئے *
 جا لیں گے کہ مذہب کی بنا کی وجہ شیخ کے کلام پر یہ ہی کہ خلاصہ
 تقریر شیخ کا تھا ہی زمان کی ہی جو موجب ہی انتہا سے عرض فرمایا
 تھا کہ کسی ایک خیر یا شریر بالذات تک * پر کہا، مناخرین نے یہ
 اختیار کیا ہی کہ کوئی خالق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اس کے
 برخلاف * تقریر اول کی یہ ہی کہ ہر ایک خالق قابل تئیر کے ہی
 اور جو قابل تئیر ہی وہ طبعی نہیں اس سے بہت تئیر نکلتا ہی کہ کوئی
 خالق طبعی نہیں صنمرا کا بیان اس طور سے ہی کہ میں آنکھوں سے
 دیکھتا ہوں کہ آدمی شریر کی صحبت سے شرارت سے بکھٹے ہیں
 اور نیکوں کی مجلس سے نیک * چنانچہ کہ کون کے خصوصاً اُنکے احوال
 سے کہ جنہے غلام کر کے ایک مکان سے دوسرے مکان میں لیجاتے
 ہیں معلوم ہوتا ہی کہ تادیب انکو بہت اثر کرتی اور وہ سے موافق

استنداد کے خواہ باسانی یا بدشواری نیک خوشی اختیار کرنے ہیں *
 اور اخلاق اگر قابل زوال کے نہوتے تو آدمیو نمین امتیاز اور فکر کی
 استعداد بے فائدہ ہوتی اور قاعد سے سیاست و تادیب کے عبث
 اور شریعت و دین کے احکام جھوٹ ہوتے * حکیم ارسطاطالیس
 نے بھی کہا ہی بُرے لوگ ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہیں پر بیان
 اُسکا کہ جو قابل زوال کے ہی وہ طبیعتی نہیں ہوتا ظاہر ہی کیونکہ
 پانی کی خاصیت ذاتی نیچے کی طرف جاتا ہی ہر چند اُسے باندھ
 سے بند کر رکھئے پھر جس وقت توت جا رگا تو وہ نہیں وہ اسی کی
 طرف رجوع کرے گا * ایسی ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کی طرف
 مثلاً کس طرح سے بند نہیں ہوتی ! اس بات کے بد بھی ہونے کے
 سبب مثالین تشبیہ کے لئے مذکور ہوئیں * اور اخلاق ناصری ستین
 بھی اسی طور سے بیان ہی * لیکن جو مشاق علم نظر یگا ہی سو جاتا
 کہ بہر دلیل بھی اقلناعی ہی * کیونکہ اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہی کہ
 جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعضا اخلاق قابل زوال کے ہی
 ویسے ہی معلوم ہوتا ہی جو بعضا خلق بعضے شخص سے اصلاً نہیں
 چھوٹتا ہی علی الخصوص قوت فکری کے کمال * مثلاً حدس یعنی جلدی
 سے مطلب کا دل منین آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور آن کی

مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض آدمی ہر چند انکی سعی کرنے
 ہمیشہ پر کچھ فائدہ نہیں کرتی * چنانچہ یہ حالت اس وقت کے اکثر
 طالب العلموں میں پائی جاتی ہے * پھر صرف اس دلیل کے
 رو سے کیونکہ یہ بات کہی جائے کہ کوئی خوبصورت نہیں اور سب خیرین
 چھوٹے والی ہمیشہ * غرض استقراء تام یعنی مطلوب کی ہر فرد کے
 احوال میں خوب نہ ہو سکتا * اور استقراء ناقص بھی
 یقین کا فائدہ نہیں دیتا کیونکہ جائز ہے کہ کوئی فرد برخلاف اسکے ہووے
 جسے ہمیشہ نے دلیل کی تقریر میں ثابت کیا * پھر ہدایت کا
 جواب فائدہ ہے اور جو کوئی کہے کہ ان مثالوں کا ذکر کرنا تنبیہ
 کے لئے ہی سو ممنوع لیکن وقت تمیز کا بے کار رہنا * اور
 سیاست و تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا
 تب لازم آوے کہ اگر ایک خوب بھی قابل زوال کے نہو * اسکی
 تشبیہ میں یہ کہنے ہمیشہ کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور نہوتی تو
 علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اس بات کے جھوٹ ہونے میں کچھ شک
 نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ اصرار سیاست و تادیب سے کچھ
 اچھے ہونے ہمیشہ چنانچہ ارسطو نے کہا ہے اگرچہ یہ حکم
 علی اطلاق نہیں * لیکن بار بار کے ہر ادب سے تک اثر ان میں

پیدا ہوتا ہے * گو اس سے بد ذاتیاں اُنکی بالکل نہیں جاتیں ہر
 کچھ کم ہوتیں ہیں * یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی منفعت
 کا بیان اس دعوے کا محتاج نہیں * جو کہے کہ اگر نام خود چھوٹ
 کے ہاں کچھ اُن میں گھٹ جانا کافی ہے جسے علم طب کی
 منفعت * بالفرض اگر مانے کہ بعضے خود نہیں چھوڑتی ہی وہ نہایت کم
 ہی اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہیں اُن میں بھی اس
 علم کا فائدہ شر کے گھٹ جانے کے طریق سے ہی * پس کسی
 طرح عہت ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا چھوٹ ہونا
 لازم نہیں آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیماری میں دوا
 اثر نہ کرے تو اس سے علم طب کا کچھ نقصان نہیں * اگر کوئی
 کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کی تکلیف شرعی
 اس کی بد خوئی چھڑانے کے مقابل ہی اور جاہز ہی کہ کوئی خواہی
 ہو کہ وہ ایک شخص سے نہیں چھوڑتی پس چاہئے کہ وہ تکلیف
 شرعی سے باز رہے * تو جواب اُسکا یہ ہے کہ اگر ہر اُسکے جائز
 یقین نہیں ہے پس شرع اور عقل کے حکم سے واجب ہی کہ
 وہ اُسکے چھڑانے کی کوشش کرے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کے
 کلام میں اُسکا اشارہ ہی کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی

تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک پیر آسان ہی شخص کے لئے جسکے واسطے وہ پیدا ہوا ہی ان بچٹوں سے معلوم ہوتا ہی کہ انکی باتونکی بنا اس فن مین مسامحت پر ہی انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بعد اسے اچھی تفصیل کے ساتھ ان مسامحت کے ارتکاب کرنے کے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا * پہلا لامع درستی اخلاق مین اس مین دس لمعے ہین * پہلا لمحہ اچھی خصاتونکی تعداد مین * حکمت طبعی کی بچٹوں سے علم نفس کی بچٹ مین مقرر ہوا ہی کہ نفس ناطقہ انسانی مین دو قوتین ہین * ایک قوت ادراکی جسکے سبب ہر ایک شے کو جان سکے * دوسری قوت تحریکی جسکے سبب ہر ایک طرح کا کاروبار کر سکے پر قوت ادراکی کے دو شعبے ہین * پہلا عقل نظری وہ سبب ہی صور علمیہ کے قبول کرنیکا مجردات سے * دوسرا عقل عملی جسکے سبب ہر ایک آدمی اپنے بدن کو کاروبار مین مشغول کرنا ہی پر بہ شعبہ یعنی عقل عملی باعتبار علاقہ رکھنے اُس کے قوت غضبی اور قوت شہوی کے ساتھ سبب ہوتا ہی فعل کا جیسے مارنا کھانا پینا یا قبول فعل کا جیسے شرمندگی ہنسی رونا * اور باعتبار اس کے کہ وہم و خیال اُسے استعمال کرین سبب ہوتا ہی جزوی فکر دن اور جزوی بچٹوں کا * اور باعتبار نسبت

کرنے اُس کے عقل نظری کے ساتھ سبب ہوتا ہی اُس فکر گہنی
 کا جو سب کاموں سے علاقہ رکھے جیسے معلوم کرنا اُس کا کہ سچ کہنا
 اچھا اور جھوٹ کہنا بُرا ہی اور مانند اُس کی پر قوت تحریکی کے دو شعبے
 مہین سے ایک قوت غضبی ہی اور وہ سبب ہی بُری چیزوں
 کے دفع کرنے کا بطریق غالب ہے * دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب
 ہی اچھی چیزوں کے لینے کا * لیکن قوت غضبی کو چاہئے کہ بدن کے
 سب قوتوں پر غالب رہے اس طور سے کہ ہرگز کسی سے کم زور
 نہ ہو بلکہ سب اُس کے حکم کے تابع اور اُس سے مغلوب رہیں اور
 یہ قوت جسکو جس کام مہین متین کرے وہ اُسکو بخوبی انجام دیا
 کرے تاکہ آپس کی موافقت اور اُسکی حکومت سے آفرینش
 انسان کی بادشاہت کا بند و بست اچھی طرح سے انجام
 پاوے * اور کسی وجہ سے اس انتظام مہین خلل کا
 دخل نہ ہو * اگر اسی طرح سے ہر ایک قوت اپنے کام مہین
 جس طور سے کہ عقل کے موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی
 صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہی حکمت حاصل
 ہووے * اور عقل عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہی
 اسی قوت کا عالت پیدا ہووے * اور قوت غضبی کی

درست سے شجاعت * اور قوت شہوی کی صفائی سے
 پار سائی * اسی کا نام کمال قوت عملی ہی اس تقریر کے
 رو سے * اور دوسرے طریق سے لوگوں نے کہا ہی کہ نفس
 انسانی میں جدی تین قوتیں ہیں کہ سبب انکے علم سے
 علم سے کام اُس سے ظاہر ہوتے ہیں بحسب ارادے کے * جس
 وقت ایک اُن میں سے دوسری بر غالب ہووے وہ
 دوسری مغلوب یا معدوم ہو جاتی ہی * اُن میں سے ایک
 قوت ناطقہ ہی اُسکو نفس مالکی و نفس مطمئنہ کہتے ہیں وہ
 سبب ہی فکر و تمیز کا اور موجب اُس شوق کا ہی کہ جس سے
 آشیای کی حقیقتوں میں فکر کیجئے * دوسری قوت غضبی اُسکو
 نفس سببی یعنی بھیر یا پن اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالا
 کہتے ہیں * وہ سبب ہی غضب و دلیری کا * اور پر خطر کاموں
 پر اقدام کرنے کا * اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن
 پر غالب ہونے کے شوق کا * تیسری قوت شہوی اُسکو نفس
 بہیمی یعنی چار یا پاخانہ اور نفس امارہ یعنی فریادیں کرنیوالا کہتے
 ہیں * وہ موجب ہی شہوت اور طلب روزگار کا * اور
 شوق اُمسکا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا * پس

و سب فضیلت کے باعتبار انہیں قوتوں کے ہیں * کیونکہ اگر کار و
 بار سب نفس ناطقہ کے برابر رہیں اور اسے شوق تحصیل
 یقینیات کا ہو تو اس وجہ سے اُسکو علم حاصل ہو نہای * اور
 یہ تبعیت اُسکی حکمت * اور اگر کار و بار نفس سبعی کے
 سب برابر رہیں اور وہ نفس مالکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوت
 عاقلہ اُسکے حصے میں اُسے دیو سے صبر کرے تو نفس ناطقہ کو
 اُسے فضیلت حلم کی حاصل ہووے * اور یہ تبعیت اُسکے
 شجاعت * اور اگر نفس بہیمی کے کار و بار تمام موافق رہیں اور
 وہ قوت عاقلہ کے مطیع ہو کر اسپر قناعت کرے جو بموجب عقل
 کے قسمت اُسکی ہی * تو اُسے فضیلت بارسائی کی حاصل
 ہوتی اور یہ تبعیت اُسکے سخاوت * جس وقت یہہ بنون فضیلتین
 نفس انسانی میں پیدا ہووین اور وہ آپس میں ایک
 دوسرے سے ملکر ایک ہو جاوین تب ایک حالت ایسی
 آسمن پیدا ہوتی ہی کہ کوئی اُن میں سے پہچان نہ جاے *
 نام اُسکا شبہ ہی ہی کمال اور تمامی ہی فضیلتوں کی * اسی کا
 نام فضیلت عدالت ہی * یہہ تقریر اخلاق ناصرہ کی ہی * اور
 پہلی تقریر اجمالاً بیان ہوئی لیکن ہو شمنہ داناسے چھپانہیں کہ

تقریر اول کے رو سے عدالت ایک قوت بسط ہی یعنی مرکب نہیں * اور تقریر ثانی کے رو سے احتمال بساطت و ترکیب دو نون کا ہی * لیکن باعتبار لفظ کے بسط ہونا اقرب ہی * کیوں کہ ظاہر عبارت کا یہ ہے کہ عدالت جو عبادت ہی اعتدال خلقی سے اعتدال مزاجی کے برابر ہی * اگرچہ وہ جُده سے جُده سے چارون عنصر کے باہم ماننے سے ہو اسی لیکن حکمت کی دلیلیوں سے ثابت ہو اسی کہ مزاج ایک کیفیت بسط کا نام ہی * غرض اِس مقام میں انکی باتوں سے مفہوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بسط ہی * پر اور مقاموں سے صریحاً معلوم ہوتا ہی کہ وہ مرکب ہی * اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عدالت خاص کمال قوت عملی کا نام ہی * اور ثانی تقریر سے مفہوم ہوتا ہی کہ اختصاص اُس سے نہیں رکھتی ہی بنا کہ قوت نظری سے بھی * مگر جب کہیں کہ ہر ایک قوت کو اُس کے کام میں متعین کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو تعلق قوت عملی سے رکھتا ہی * پھر تقریر ثانی سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ وہ سے بنون قوانین عدالت کے جز ہیں یا منزل میں جز کے جیسے چارون عنصر کی کیفیتیں مزاج کے جز ہیں اور اِس میں یعنی کیفیت عناصر میں وہ سے دونوں احتمال ہیں لیکن حکیموں نے

اس کی بساطت اختیار کی ہی * اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سے تینوں قوتیں موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شرط کے ہیں جز نہیں کیونکہ کمال قوتہ عملی کا وہ ہی کہ ہر ایک قوتہ اُس کے حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت سے ہی برابر ہو د سے * اور ظاہر ہی کہ ہر ایک قوتہ کو اپنے اپنے مقام میں متعین کرنے اور طریقے حکم و احکام کے جاری رکھنے میں موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوتہ عملی کے اُمتین سے کوئی سرِ ادا نہیں ہو سکتی * تفصیل کلام کی اس مقام میں اس طور سے ہی کہ جب وہ تینوں قوتیں نفس انسانی میں پیدا ہو دین تو بے شبہہ عقل عملی کو بدن کی سب قوتوں پر برائی حاصل ہو گی یہاں تک کہ سب قوتیں اُس کے تابع اور فرمان بردار رہیں اور وہ کسی سے مغلوب نہ ہو د سے * چنانچہ مقدمے میں اُس کی طرف اشارہ ہوا ہی پس اگر اس قوتہ کا نام عدالت رکھیں تو سب سے ہوتی ہی چنانچہ امام حجت الاسلام کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے * کیونکہ احیاء علوم میں اُس نے عدالت کی تعریف میں یہ کہا ہے کہ نفس انسانی میں عدالت ایک حالت اور ایک قوت ایسی ہی کہ بہ سبب

اس کے نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست کرتا ہی
 اور وہ قوت ان دونوں کو موافق حکمت کے اُتھاتی اور ضبط
 کرتی ہی اپنی خواہش کے مطابق بند و بستوں میں *
 اس سے صریحاً معلوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بصری ہی اور
 مارنوم ان تینوں کا * اور وہ اس کے لازم ہیں اور عدالت
 کمال عقل عملی ہی * اور جانا چاہئے کہ یہ قوت ایک وجہ سے
 مطلقاً رئیس ہی اور دوسری قوتیں مثالِ خادم کی * کیونکہ
 ہر ایک قوت کو اپنے اپنے کام میں بحسب مصلحت کے کس
 کس وقت میں اور کس کس طرح سے مامور کرنا اگر پہ
 وہ قوت نظری بھی ہو اسی قوت سے تعلق رکھتا ہی * پس پہ
 قوت رئیس ان کی ہوئی * اور دوسری وجہ سے رئیس
 بملحق قوت نظری ہی اور قوتیں اس کی خادم ہیں * کیونکہ
 ہر ایک نفسی کیفیت کو جانتا اور تمام موجودات کی نہایت کو
 سمجھنا جو عبارت ہی تحصیل غایت سعادت سے کمال اس
 قوت کا ہی تو ضرور ہو کہ قوت نظری بدن کی سب قوتوں پر
 حاکم رہے اور وہ محکوم * تا یہ کمال نفس انسانی کو اس
 انتظام سے حاصل ہو سے * اور اگر عین انہیں تینوں قوتوں کو

عدالت کہیں تودہ مرکب ہوتی ہی کیکن اس صورت
 پر فضیلت کی فسمون میں احتیاج تعداد کی نہ رہی
 اس لئے کہ مجموعہ سب قسموں کا دوسری قسم نہیں ہی *
 جیسے وہ مشہور ہی اعتبار کرنے سے قید وحدت کے تقسیم کے
 درمیان * اور رذیل صفوں کو اُس کے مقابل کہنا اور انواع معینہ
 کو اُس کے تحت میں مقرر کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ اس صورت
 پر اُس کے اور اُس کے اجزا کے انواع ایک ہی ہیں اور مقابل اُس کے
 معینہ اُنکے مقابل * کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بہ سبب
 اُس کے نوع حقیقی ان تینوں قوتوں سے اپنے ظاہر نہیں * اس واسطے
 شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق میں کہا ہی کہ عدالت مرکب
 انہیں تینوں قوتوں سے ہی پر اُس کی انواع اور مقابل کا کچھ
 تعرض نہیں کیا ہی بلکہ فقط انہیں تینوں قوتوں کی انواع اور اُنکے
 مقابل پر اختصار فرمایا * اور وہ جو دوسروں نے عدالت کی
 انواع میں مذکور کہا ہی اکثر کو ان میں سے حکمت کے تحت میں
 درج فرمایا ہی * یہیں سے معلوم ہونا ہی کہ جو اس فن کی کتابوں
 میں مذکور ہی کہ عدالت میں ہی ان تینوں قوتوں کی اور اُس کے
 واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کئے ہیں وہ محل تامل

کا ہی واسطہ اعلم بہ خابلق الامور اور بہان لوگوں نے ایک اعتراض
 کی ہی اور کہا ہی کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کی طرف
 تقسیم کیا پھر عملی کی تین قسمیں کین اُن میں سے ایک علم
 اخلاق ہی کہ مشتمل ہی اوپر فضائل چارگانہ کے اُن میں سے
 ایک حکمت بھی ہی جس حکمت اپنی قسم آپ ہوئی
 اور یہ درست نہیں کیوں کہ اس سے لازم آتا ہی کہ حکمت
 اپنا جز آپ ہی ہووے بہرہ محال ہی جو اب اس اعتراض کا
 اس طور سے ہی کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہی وہ علم ہی
 احوال موجودات کا ہر گاہ وہ بھی موجودات سے ہی تو اس
 علم میں اُسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اسے لازم نہیں آنا
 کہ وہ حکمت کا جز ہو جائے کیونکہ اجزا اُسکے مسائل اُسکے بہن
 بلکہ اگر لازم آتا تو بہرہ آیا کہ حکمت موضوع ہی اپنے کسی مسئلہ
 کی جو جز اُسکا ہی اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ نظیر اُسکی علم الہی
 میں بھی موجود ہی کیونکہ بحث اس میں موجودات سے ہی
 اور علم بھی موجودات میں سے ہی پھر یہ ہو سکتا ہی کہ وہ
 خود اپنے کسی مسئلہ کا جز ہو اسے لازم نہیں آتا کہ وہ اپنا جز آپ
 ہووے اور وہ محال نہیں کیونکہ علم عبارت ہے تصدیقات سے

یا اُن قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہیں جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہیں اور تصدیقات یا ذات مسائل اس حیثیت سے کہ وہ سمجھو رہیں نہ اُس حیثیت سے کہ متعلق تصدیق کے ہیں موضوع مسئلے کا واقع ہوا ہی ہاں قباحت تپ لازم آتی کہ مسائل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہیں اُسے سے بعض مسائل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکے ہوتے اور یہ بات یہاں لازم نہیں آتی ہی * یہہ جو اب وہ ہی کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہی اور معرض کو گونگا * جانا چاہئے کہ یہہ خلاصہ ہی اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اُسکی جایا سنزشر واقع ہوئی اس لئے ناظر اسکا دغدغے مٹین پرتا ہی * پر جو شخص پر کہ طریقہ علم سے خبردار ہی اُسے منقدمات دلیل کو مطلوب پر انطباق کرنا اور نتیجہ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں * دوسروں نے جواب اسکا اس طور سے دیا ہی کہ مراد اس تقسیم سے حکمت عملی ہی مطلق حکمت نہیں اور بسبب اختلاف معنی کے اختلاف تقسیم سے دفع ہوتی ہی لیکن اس سے لازم آتا ہی کہ عدالت جامع نہو سب فضیلتوں کی * حالانکہ برخلاف اُسکے تصریح کی ہی * لیکن انصاف یہہ ہی کہ کہا وُن نے بنا کلام کی عقل عملی پر ضعف

و نسبت جانی اور اس فن کے طالبگار کو اُسکے سبب مقصد و نگی تحقیق کے لئے تکلیف نہیں فرمائی، بلکہ جس انداز سے کرسی نشینی عمل کی ہو وہ اور طلب کرینو الا اُسکا بُری صفتوں سے نجات پاوے اسی پر اکتفا کیا * [سلسلے کے انہوں نے مبتدی کو آغاز تحصیل میں اس فن کی طرف راہ دکھائی ہی پھر اگر اُسکو تحقیق مطالب کے لئے تکلیف دیتے تو باعث حیرت طبیعت اور قوت مقصود کا ہونا کیونکہ تحقیق انہی حکمت کی دوسری کتابوں پر موقوف ہی * اور مبتدی کو اصلاً اُمتدین دخل نہیں * بعضے محققوں نے بھی اُسکی تصریح کی ہی * اور شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق تاویلی میں اُسکی طرف اشارہ فرمایا * اور شننا کی بعضے جگہ میں مذکور کیا ہی * کہ کمال عقل حملی بہت ہی کہ اچھی تدبیر دن اور برتری کاروں سے اچھے کام کو ہر سے کام سے پہچان لینا اس طور سے کہ فی الواقع مطابق برہانے ہووے * لیکن تحقیق اُس برہانے کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہی واسطہ اعلم بالصواب * دوسرا المعہہ * اُن فضیلتوں کی تعریف میں کہا ہی کہ حکمت عبارت ہی احوال موجودات کے علم سے مطابق طاقت بشری کے اور اُن موجودات کے احوال یا وجود اُنکے انسان کی قدرت و اختیار میں نہون تو جو علم اُن سے علافہ رکھے وہ

حکمت نظری ہی اور جو اُسکی قدرت و اختیارات کے تحت مہین ہوں تو جو علم متنازع اُسکا ہو سو حکمت عملی ہی * اور سبجاعت وہ چیز ہے کہ نفس سبعی تابعہ اور نفس ناطقہ کا ہو کر اُسے خوف و خطر کے مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرح کی لغزش کو اُس مہین و ظل مذیہ سے * اور موافق عقل کے اچھے کاموں پر اقدام کرے * عفت وہ ہے کہ قوت شہوت تابع نفس ناطقہ کے رہے تاکہ تصرف اُسکا اچھی تدبیروں سے انتظام پاوے اس طور سے کہ نفس ناطقہ ہو اور حرص اور ہر طرح کی خواہشوں کی قید سے چھوٹ کر خلعت آزادی سے منجاع ہووے * بیت * غلام اپنے غلاموں کا تو نوز نہار * چہاں تیرا غلام اور تو ہی شاہ چہاں * پس عدالت وہ ہے کہ دسے قوتیں باہم متفق ہو کر قوت مہینہ کی فرمان برداری کرین تاکہ صاحب قوت ہر ایک خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے جرائی کے گرداب مہین نہ پڑے * اور علامت داد و ہس دینے لینے کی اُس مہین پیدا ہووے * یہاں تک محقق ہی عدالت کی * اور حکموں نے کہا ہے کہ جب تک اُن فضیلتوں سے ہر ایک کا فائدہ دوسرے کو نہ پہنچے تو صاحب فضیلت ہرگز لایق مدح کے

نہ ہو و سہ اِلمی واسطے بہت خرچ کر بوالے کو جب تک اُسے کچھ
 اور دن کو نہ پہنچے سخی نہیں کہنے ہیں بلکہ منفاق یعنی بہت
 خرچ کر بوالا اسی طور سے صاحب خضب کو شجاع نہیں کہا
 جا سکا بلکہ غیور یعنی خیرت والا اور دانا کو بیٹا کہینگے نہ حکیم * پر
 جب کہ اثر اُسکا غیر کو پہنچے گا تب صاحب قضیات اُس غیر کے
 خوف ورجا کا موجب ہو ویرگا اور اُسکی ریاست اور برائی
 دونوں میں خوب تاثیر کریگی کہ لوگوں پر اُسکی مدح اور ثنا
 واجب ہو جاگی کیونکہ ہر چند کوئی ہر ایک قسم کے کمال میں
 طاق ہو و سہ لیکن جب ملک اُسے توقع نفع کی اور خوف نقصان
 کا نہ ہو و سہ ہرگز عقل نہیں چاہتی کہ اُسکی مدح کسی پر واجب
 ہو اور جس وقت اُن دونوں سے ایک یا بی جاگی تو فائدہ سے کی
 طبع اور ایذا کے خوف سے ہر ایک شخص اُسکی خوبیاں کا ذکر
 اور اُسکی خوش آمد گوئی اپنے اوپر واجب جانے گا * تیسرا المعادہ *
 اُن چاروں قسموں کی ہر ایک قسم کے نخت میں
 بہت سی انواع ہیں اُن میں سے جو مشہور ہی وہی مذکور
 ہو گی پر حکمت کی نوعوں میں سے مشہور سات نوع ہیں
 ذکا * سرعت فہم * صفائی ذہن * سہولت تعلم * حسن

تعقل * محفظ * تذکرہ * پر ذکاوت قوت ہی کہ بہ سبب اُس کے قیاس
 کے مقدموں سے نتیجوں کو باسانی نکال سکے * لیکن یہ
 موقوف ہی اُن مقدموں کی مشافی پر جو منج ہیٹن * سرعت فہم
 نام ہی اُس قوت کا جس کے سبب ملزومات سے اُن کے
 لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہر وہ سے بلا توفیق پر اُن دونوں
 میں یہ فرق ہی کہ پہلے سرعت حرکات فکری میں ہوتی ہی اور
 دوسرے اُس کے غیر میں جیسے ملزومات تصور یہ سے اُن کے لوازم
 کی طرف انتقال کرنا یا قضا یا سے ان کے عکس منویہ یا عکس
 قبض کی طرف * صفائی ذہن اُس ملک استعداد کو کہتے
 ہیں کہ سبب اُس کے بغیر رنج و تعب کے استخراج مطالب
 کر سکے * سہوات تعلم نام ہی اس استعداد کا جس کے
 سبب توجہ کی مطلوب کی طرف کیجیے تاکہ بخاطر جمعی آسانی
 سے اُس کو حاصل کرے * حسن تعقل وہ ہی کہ بحث و مناظر سے
 میں مطالب کے توضیح کرنے کے لیے حد لایق کو نگاہ رکھے تا سبب
 غفلت کے کچھ اُس پر واجب نہ ہو جائے اور نہ کسی شی زائد کو
 استعمال کرے * تذکرے تکلیف یاد کرنا اُن چیزوں کا جو قوت
 حافظہ میں ہیٹن جب چاہے * محفظ اُس ملک کا نام ہی کہ جس سے

معذرت یا محسوسات کی صورتوں کو ضبط کرے * اور شجاعت
 کے تحت منہ جو تو عین منہ راج ہیں ان میں سے مشہور **رگبارہ**
 ہیں * **کبر نفس** * **بخت** * **علو ہمت** * **بات** * **علم** * **کون** *
شہامت * **کمل** * **تواضع** * **حیبت** * **رقت** * پر کبر نفس
 وہ چیز ہے کہ نفس انسانی برسی اور نامعقول چیزوں کی طرف
 التفات نہ کرے اور مشکل و آسان سے کچھ پروا نہ رکھے بلکہ
 خوش آمد یا پر آمد اور تو بگرمی یا فقیری سے خوش یا غموم
 ہوئے * اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کس وجہ سے اختلاف
 کو اپنی طرف راہ نہ دے یہ وقت شریف ایسی ہی کہ
 سوائے چالاک طبیعت اور عالی ہمتوں کے آگے پاسے کو نہیں
 پہنچ سکتا ہی اسی واسطے اہل تصوف کے مشائخ نے فرمایا * آخر
 جو چیز نکل آتی ہی راست بازوں کے سروں سے وہ محبت جاہ و حشم
 کی ہی * اور فقیری کی وہ لذت نہیں پاتا ہی جس کے نزدیک خوش آمد
 و پر آمد برابر نہیں * **بخت** استحکام نفس انسانی کا ہی ثابت
 قدمی سے اس طور پر کہ اگر کوئی برسی مشکل پر سے یا سخت بلا
 سامنے آوے تو ہرگز اس سے ہڈرے اور آسوت حرکت بیجا
 اسے صادر نہوے * **علو ہمت** وہ چیز ہے کہ اچھی چیزوں کے طلب

کرنے اور کمالات کے پیدا کرنے میں اس جان کے نفع و نقصان
 پر نگاہ نہ کرے کہ اُس کے پانے سے خوش ہووے اور پیمانے سے
 بینزار ہووے یہاں تک کہ موت سے بھی نہ ڈرے چنانچہ
 اس میدان کے سالکوں میں سے بعض نے کہا ہی * قطعہ *
 وہ نہیں ہوں جو عدم سے میں ڈرون * مرنے جینے سے سدا
 میں خوش رہوں * جان رب نے اک مجھے دی عاریت * جب وہ
 پھر مانگے وہیں آگے دھرون * بیت * یہ جان عاریت کہ جو
 حافظ کو دوست نے سونپی * پر ایک دن اُسے دیکھوں میں
 دون وہیں اسکو * ثبات قوت مقابلے کی ہی پریشانیوں اور
 سختیوں کے ساتھ تا بسبب زیادتی کے اُس میں کچھ تاخیر
 نہرکے * اور اُنکے آنے سے کسی طرح کی شکستگی کو دخل
 اُس میں نہوے * حلم عبارت ہی بر ذہاری سے کہ ہر سبب
 اُسکے صاحب حلم جلد باماکہ کہ ہی مغلوب غضب کا نہوے * کون
 وہ ہی کہ حرمت اور دین و مذہب کے لئے یا جاہ و حشمت کے
 واسطے لڑائی اور چھہکار سے میں جو درکار ہووے اُس میں
 سستی نہ کرے * شہامت وہ شوق ہی نفس انسانی کا
 برے کاموں کے حاصل کرنے کے لیے تاکہ اُس سے نیک نامی

اور برآا جہا سے * نخل آس قوت کا نام ہی جس کے سبب آلات بدنی یعنی ہاتھ پاتوں وغیرہ کو اچھی فصلتوں اور نیک خصلتوں کے تحصیل کرنے کے لئے استعمال کریں * تو واضح وہ چیز ہی کہ اپنے تئیں ان لوگوں پر جو ہائیں مرتبے میں ہیں زیادہ بنانے اور اُس قوت کے حاصل کرنیکی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہی کہ افراد انسانی امور خفی اور نقص و احتیاج کی علامتوں اور عجز و لاچارگی کی صفوں میں مشتمل کہ ہیں باعتبار وحدت اصل اور قرابت جہلی کے جسے مستنوں آئیے کہ جیسے کا جسکا

مناہرہ ہی * ای آدمیو تم اپنے اس پروردگار سے درو جسے

تمھیں ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہی اور مفہوم اُسکا کہ تمھیں

پیدا نہیں کیا اور رنگو نہیں بھینجا بگا برابر ش شخص واحد کے تصریح

کرنا اور اُسکے جہرہ حقیقت سے پردہ اٹھا کواٹھا دینا ہی * حقیقت وہ

ہی کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کے واسطے کاہلی نہ کرے

اور اُسکے لئے جان و مال سے سبھی کرنی لازم جانے چنانچہ پندرہ

نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ غیور ہی اور اپنی غیرت کے سبب

بد کاموں کو حرام کیا اور فرمایا ہی عم نے کہ بے شہرہ نیک آدمی

صاحب غیرت ہوتا ہی اور میں نیک آدمی سے صاحب

غیرت ہوں اور تحقیق اللہ تعالیٰ مجھ سے غیور ہی * رقت وہ
ایک ماگہ ہی جس سے اپنے ہم جنسوں کی پریشانی کے دیکھنے سے
نرم دل ہو جاے اور وہ سبب ہی شفقت و مہربانی کرنا *
پر عفت کے تحت مہین جو نو عین مندرج ہین مشہور ان مہین سے
بارہ ہین * پہلی حیادہ اپنے تئیں پُر سے کاموں سے بچا رکھنا کہ
نوگون مہین مہتم اور بدنام نہو سے چنانچہ سینمبر م نے فرمایا ہی کہ
حیا ہر وجہ سے بہتر ہی * دوسری رفیق وہ کسی پر احسان کرنا کسی
کام مہین بطریق تبرع کے * تیسری جس نہ ہی وہ عبارت ہی
انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کے حاصل کرنے کے
واسطے * چوتھی سلامت وہ صلح و آئین شس کرنا اُس وقت
مہین ہی کہ جب بسبب اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان
فساد واقع ہو * پانچویں دعت وہ اپنے تئیں تھامنا ہی وقت
غلبہ شہوت کے * چھٹھیں صبر وہ ہوا حرص کے ساتھ لڑنا ہی
اس لئے کہ بڑے کام اُس سے صادر نہوں * حق سبھاہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرا اور اپنے تئیں
ہوا و حرص سے بچا یا پس بلے شبہ بہت اسکا مکان ہی *
بعضوں نے صبر کی دو قسمیں کی ہین * ایک بقصود سے صبر کرنا

دوسری گاروہ پر * لیکن دوسری قسم قوت غضبی سے علاقہ رکھتی ہی * صبر کے زیورہ سینمبری اور جوان مردی کے سگلے کی زیب و زینت ہیں * چنانچہ سینمبرہ م نے جو مکارم اخلاق کی بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہیں فرمایا ہی * تم صبر اختیار کرو جسے صاحب عزم سینمبرون نے صبر کیا ہی یعنی حوادث زمانی اور مشکلات ناگہانی منین سینمبرون کے ساتھ جو اس پاک درگاہ کے مرتب اور اسکی دوستی و اخلاص کے باعث قاخرہ سے منہاج ہیں موافقت کر سے تاکہ دونوں جہان کی خوشوقتی کے دروازے اُسکے آگے کھل جائیں اور شاہد مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور منین واقع ہی * کہ صبر خوشوقتی کی کنجی ہی * اور دوسری حدیث منین بھی ہی کہ فتح صبر کے ساتھ ہی * اور صحیفہ صغرا منین جو پارس کے حکیمون نے ہر گون اور عبادت خاتون منین لکھا دیا تھا یہ لکھا تھا کہ جسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہی ایسی ہی طسفر خواہ خواہ طالب ہی صبر کی * ساتوین قناعت وہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ منین تخفیف کرنی اور جس قدر کہ درکار و ضرور ہو دے اسپر اکفا کرنی بنظر خوارت کے ان چیزون پر

نہ جمع مال کی آرزو سے جو شرع کے رو سے نشانی بخل کی
 ہی اور عقلمندی کے رو سے بد بختی پہلی صورت کے کیونکہ
 وہ سب کے نزدیک بہتر ہی چنانچہ حضرت عام کے کلام میں
 واقع ہی کہ (قناعت وہ ایسی دولت ہے جو نہیں خرچ ہوتی ہے)
 اتھوین وقار وہ شاعر جسے ہی نفس انسانی کی اور جلدی سے
 اپنے تئیں بچانا حضرت بن عمر خد اعلم نے جو خاتم ہین مجموعہ
 خوش خلقی کے فرمایا ہے کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے
 اور آہستگی رحمان کی طرف سے ہے اور سبب الانام
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں جلدی کی نہیں مبالغہ
 اس طور سے ہے کہ امام ماوردی نے جو ترے مجتہد دن میں
 سے ہین تصریح کی ہے کہ اگر کسی کو نماز جمعے کے فوت ہونے کا
 خوف ہو ورنے تو باوجود اسکے راہ چلنے میں شتابی نہ سے اور
 آہستگی اور میاند قدمی کی راہ سے منحرف نہوے * نوین ورج
 وہ مداومت کرنی نفس انسانی کی ہے اچھے اور پسندیدہ
 کاموں پر حق تعالیٰ نے کہا ہے کہ خدا کے دوست پر ہیزگار ہی ہین *
 و سوین انتظام وہ بند و بست اور اندازہ کرنا ہی ہر ایک کام کا
 موافق لیاقت و مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے گیارہ ہونیں حریست

یعنے آزادی وہ عبارت ہی اچھے پیشوں سے مال کو حاصل کرنا پھر اُسے برے برے مضر فون منین صرف کرنا لیکن بُرے کام اور بیجا مصرت سے احتراز کرنا واجب ہی * بارہویں سخاوت وہ نام ہی اُس مالکے کا جو بسبب اُسکے دولت کے خرچ کرنے منین دریغ نہ آوے اس طور سے کہ جس کو چنانہ کار ہو اُسکو اتنا دے * اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰہ و السلام کے کلام منین واقع ہی کہ خدا تعالیٰ نے دین اسلام کو اپنے لئے قبول کیا اور سخاوت و خوش فحومی کے برابر کوئی شی دین کو رونق نہیں دیتی ہی پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو آن دنوں سے مزین کیا * اور دوسری حدیث منین فرمایا ہی کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو بناو مکی ترازو منین تولینگے وہ خوش خلقی اور سخاوت ہی اور جب خدا تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا کہا اُسنے یا الہی * مجاہد قوی کر حق تعالیٰ نے اُسکو خوش فحومی اور سخاوت سے قوی کیا * اور جس وقت کفر کو پیدا کیا اُس نے کہا یا بار الہ میرے تین زور آور کر خدا تعالیٰ نے اُسکو بد خلقی اور بخیلی سے زور دیا * امام غزالی نے روایت کی ہی کہ کفار نبی عمر منین سے ایک گروہ کو اسیر کر کے حضرت رسالت پناہ کے پاس

لائے حضرت نے فرمایا اُن معنی سے ایک کی جان بخشی کر دباتی
 نسب کو مار دالو اسوقت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا
 کہ خدا ایک ہی ہے اور دین بھی ایک اور گناہ اُن سبھوں کا
 برابر ہے! اس معنی کیا نکلتا ہے جو ایک اُن معنی سے
 نجات پائے * پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ میرے تین بھائیوں نے
 جبردی کہ سب کو مار دالو اور اُسکو بچھو تو وہ کہوں گے وہ سنی ہی
 اور سخاوت اُسکی بہادری سے نزدیک مقبول ہوئی * اور اخبار
 معنی واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پیغمبر کو وحی بھیجی کہ سامری
 کو مت مار اس لئے کہ وہ سنی ہی * اور دوسری حدیث معنی
 ہے کہ بہت سنی لوگوں کا گھر ہے اور سخاوت کے تخت معنی بہت
 سی نوعین ہیں تفصیل اُسکی برقی کتابوں معنی ہے * جانا چاہئے
 کہ بیشتر شجاعت کو سخاوت لازم ہوتی ہے کیونکہ جب کوئی
 بری مشکوکوں کے اٹھانے اور خوف و خطر سے کے سکانوں معنی جو
 احتمال ہلاکی کا ہی قہر نے کی پروا نہیں رکھتا اور اپنی جان پر کھیلنا
 ہی تو ہر آئندہ اُسکے نزدیک مال و اموال کچھ چیز نہیں ہے اور
 برعکس اُسکے بہت کم ہی کیونکہ بہت سے سنی ہیں کہ انہیں
 شجاعت کی بوجہ نہیں پائی جاتی اور جس عدالت کے تحت

معنی جو نو عین مندرج ہیں مشہور ان میں سے بارہ ہیں *
 صداقت * الفت * وفا * شفقت * صلہ رحم *
 برکات * حسن شرکت * حسن قضا * تودد * تسلیم *
 توکل * عبادت * لیکن صداقت عبارت ہی سچی دوستی
 سے اور علامت اسکی یہ کہ از رو سے شریعت و عقل کے
 واسطے دوستی کا درمیان سے اتحاد یوں اور دو تن نہایت اتحاد
 سے ایک ہو جائیں اس طور سے کہ جو اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ اپنے
 دوست کے اوپر بھی پسند نہ کرے اور جس چیز کو اپنے لئے چاہے اسکو
 اپنے دوست کے لئے بھی چاہے چنانچہ سنمبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ تم میں
 سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا ہی جب تک نہ چاہے اپنے دوست کے
 لئے جو چاہے اپنے واسطے * اور الفت وہ ہی کہ سب کی را سے اور
 عقید سے ان کے ایک دوسرے کی کلمک میں برابر رہیں اور سب
 ایک ہو کر مخالفت کے توڑنے میں اتفاق کریں * اور وفا وہ
 چیز ہی کہ موافقت و اتفاق کی راہ سے سر مو تجاوز نہ کرے * پر
 بغضوں نے تبیر اس کی اس طور سے کی ہی کہ جس سے جو وعدہ
 کرے اس کو اپنے اقرار کے موافق بحالاد سے اور کسی کا حق اگر
 اپنے اوپر ہو تو اسکو بخوبی ادا کرے * اور شفقت عبارت ہی

مہربانی اور رحم دلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اُسے
 چھڑانے کے لئے کسی وجہ سے کوئی نکر سے کیونکہ دائیہ شمشدہ دن کے
 نزدیک ظاہر ہی کہ ہر ایک ذرہ اس عالم کا اس آفتاب
 حقیقی کا پر تو ہی اور اسی بجلی کی چمک اور سب ذبیحات
 اُس کے چشمہ فیض سے سیراب اور اُس کے خوان نعمت سے
 شاداب ہیں * خصوصاً انسان کہ سررشتہ اتحاد کا اُن کے درمیان
 انبکہ استوار ہی * بیت * ہیں آپس میں جو ن عضو آدم کی
 نسل * کہ خلقت میں ہی ایک ہی اُن کی اصل * کسی عضو کو
 درد پہنچے اگر * سرایت کرے دوسرے میں اثر * مصیبت سے
 اور دن کی بلغم ہو جو * تو پھر آدمی نام تیرا نہو * غرض اس مقام
 میں بہت سی باتیں ہیں چنانچہ مشہلی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے
 کہ کسی نے ایک چادر پائے کو سونٹا مارا پر جوٹ اُسکی اس کے بدن
 میں لگی * ترجمہ کی عبارت حیف ہی کہ باوجود تفاوت نوعی کے
 اثر الہم کا پیدا ہو اور جان قرابت نوعی کے ساتھ اتحاد و طری
 مستحق ہی کچھ بھی نہو تعجب ہی کہ اس نے کیا کیا تھا کہ اس درجے کو
 پہنچا اور اُس نے کیا نہ کیا کہ اُسے محروم رہا * بیت * چھوڑ دے
 ای بل مردت اپنی خود بینی کو تو * پھر یہہ ظلمت تیر سی آنکھوں

منن خمر اسر نور ہی * اگر چہ راز اسکا ان لوگوں سے جو رسمہی
 گفتگو کے نہ خانے میں بند ہیں اور نظر ان کی آشیانگی کندہ کو نہیں
 پہنچتی اس لیے شہ مطلوب کے جمال سے محروم رہ کر رسمہی
 کتابوں منن ظاہر احوال لکھا ہی اسی پر اکتفا کر کے ان مصنفوں کی
 بات سے رہ جاتے پوشیدہ رہیگا لیکن ان دانادوں پر جنگی
 آنکھیں تقلید کی جالی سے خالی ہیں اور ان کے انصاف کے دامن
 غبار کجروی سے پاک * ظاہر ہی کہ وہم امور خلقی میں بہت تاثیر
 کرنے والا ہی * اسی واسطے ترشی کے خیال سے منہ میں پانی بھر
 آٹا ہی اور اونچی دیوار کے اوپر آدورفت کرنے سے وہم کرنے کا
 ہوتا ہی اگر زمین منن اتنی مسافت پر چلے پھر سے تو اسکا گمان بھی
 نہیں ہوتا * یقین ہی کہ اس تزییر کے بعد جو یہاں محال دکھائی دے
 عقل اُسے کبھی انکار نہ کرے * لیکن یہ تقریر یہاں بطور تنزیل کے
 مذکور ہوئی * بیت * اسے بالاتر زبان کچھ اور ہی * عشق کے
 غم کا بیان کچھ اور ہی * بیت * شمع نجلی کو بصر چاہئے * دیدہ قلبی
 سے نظر چاہئے * اور صلہ رحم وہ چیز ہی کہ جب کوئی جاہ و شہمت کو
 پہنچے تو اقربا کو اُس کے شریک کرے اور * سمنن انکی بہتری
 ہونے سے اُس کی سعی * یہ قرابت ظاہر ہی ہی پر قرابت باطنی کے

لیسے بھی کہ جو نسبت روح کے ساتھ رکھتی ہی اور اس کو قرابت الہی
 کہتے ہیں اسی طرح سے رعایت حق کی واجب ہی بلکہ اُسے بھی زیادہ *
 چنانچہ امیرالمومنین ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہی کہ ایک
 قرابت گوشت و لہو کی ہی * دوسری جان و دل کی * اور اُنکے
 ذر میان برآفرق ہی * مصراع * آب و گل سے جان و دل تک
 یان بہت ہی فرق ہی * اور مکافات وہ پخر ہی کہ جس قدر قایدہ
 اپنے نہیں غیر سے پہنچا ہی اتنا ہی با اُسے زیادہ اُنکے بدلے اُسے
 پہنچا دے اور جو کچھ ایذا اُسے اپنے تمین پہنچی ہو تو اس سے کم
 بدلا کرے * اور حسن شرکت وہ ہی کہ آپس میں کاروبار
 اسطور سے اختیار کرے جو شریکوں کے دل نہ پھر جائیں بحسب
 امکان اور بشرط محافظت کے عدالت کے طور پر * اور حسن
 قضا وہ ہی کہ لوگوں کے حق کو ادا کرے اور اپنے تمین مذمت و ملامت
 سے بچا رکھے * اور تو دد اپنے ہم مردوں کے ساتھ دوستی کرنی ہی
 اور فاضلون سے اچھی بات اور اُنکے ساتھ داد و دہش کرنی
 اور ان چیزوں کو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کے ہیں *
 اور تسلیم وہ ہی کہ خدا کے احکام اور قوانین شرعی اور طریقہ
 پیغمبری اور اُنکے امثال پر جو شریعت کے اماموں اور طریقہ کے

مشائخون سے مرسوم ہیں راضی رہے اور انکو ابھی نیت سے قبول کرے اگر یہ دے اس کی طبیعت کے موافق نہوں * حضرت رب العزت نے کلام مجید میں نسایم کو موقوف علیہ ایمان لگایا * اور فرمایا ہی کہ قسم تیرے رب کی کہ نہیں مومن ہو سکتے ہیں جب تک تجھے اپنے درمیان حکم نہ کریں پھر جو تو حکم کرے اسے اپنے دل و نین کچھ حرج نہ سمجھیں اور اسکو درست نیت سے نسایم کریں * اور توکل وہی کہ جو پھر انسان کی قدرت و اختیار میں نہو اور اندیشے کا بھی کچھ اُسمین گذر نہیں زیادتی اور کمی اور اسکی جلدی اور دہری نہ چاہے اور اس کار ساز بھقی پر بھروسہ کر کے بیجا خیالوں کو چھوڑ دے * بیت * خدا کے حکم پہ راضی ہو اور خوش دل رہ * کہ میرے اور نہ ترے اختیار میں کچھ ہی * اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہی کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت یہہ دعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنے خزانہ بے انتہا سے دروازے روزی اور فراغت کے آگے کھولے * بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِيْ وَ دِيْنِيْ وَ مَالِيْ اَللّٰهُمَّ رَضِيْ بِقَضَائِكَ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْهَا قَدَرْتُ لِيْ حَتّٰى لَا اَحْسِبُ تَعْجِيْلَ مَا اَخْرَجْتَ وَلَا

تَاخِرًا مَّا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلِيٌّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ * خدا کے نام
 سے جرات بہت بخشش کرنے والا اور نعمت دینے والا ہی میں
 اپنے واسطے اور اپنے دین اور اپنے مال کے لئے خدا کے نام سے
 ہنہ لیتا ہوں یا پروردگار تو اپنے حکم پر میرے نہیں راضی رکھو
 اور نیک کر اس چیز کو جو میرے لئے مفید رکھا یہاں تک کہ
 جسے تو دیر سے بخشے اسکی جلدی میں نہ چاہوں اور جسکو
 تو جلد عنایت فرما دے اسکی دیر میں نہ طلب کروں بلے شک
 تو ہر شئی پر توانا ہی * بینا لوگوں سے پوشیدہ نہیں کہ مضمون
 اس دعا کا توکل و رضا کی طلب ہی مطابق خواہش الہی
 کے اور لازم ہی کہ اپنی خواہش کو حق تعالیٰ کی خواہش کے ساتھ
 موافق کرے اور گوشہ دل کو ہوا و ہوس کے وسوسوں
 سے بالکل خالی کرے تاکہ میں اور نہایت خاطر جمع ہی حق تعالیٰ
 کی طرف سے اس کے دل میں حاصل ہو وے یہاں تک کہ ہونی
 نہونی اس کے ارادے سے بھی تعلق پکڑے * عبادت وہ چیز ہی
 کہ اپنے پروردگار کی تعظیم و تکریم جس نے اسے نیستی کے دیرانے
 سے لاکر ہستی کی آبادی میں بسایا اور بغیر بقہ استحقاق
 کے نہایت مہربانی سے بلے شہار نعمتیں اپنے خزانہ الطاف

سے عنایت فرمائیں اپنے اوپر واجب کرے اور فرشتوں اور
نبیوں کی نابداری اور صحابہ اور ان کے تابعین اور اولیاء و نبی
سنا بت اور ان داناؤں کی جو علم الہی سے آگاہ ہیں لازم جائے
اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات بجالانا پار سائی اختیار
کرنی گناہوں سے باز رہنا کہ دو سبب ہیں کہاں کے شعائر
اپنا کرے لیکن طریقے عبادت کے تفصیلاً شرع سے معلوم ہونے
ہیں * اور جب آشپاکی بحث حکمت میں اس طور سے ہوئی
کہ یہاں تک رسائی عقل کی ہو اور احکام شرعی کو بھی
تفصیلاً جانتا عقل کے احاطے سے باہر ہی پر دو باتیں جو دماغ
عقل سے معلوم ہوتی ہیں سو بطور مجمل کے ہیں کیونکہ بل و سیلے
شمع نبوت کے شریعت کے گھر کی راہ دکھائی نہیں دیتی *
اور عقل اکیلی دماغ بھگاتی پھرتی ہی * پس فقہ کی باتیں
اجمال کے رو سے حکمت جہاں میں داخل ہیں اور تفصیل کی نظر
سے خارج * یہ بیان ہی انواع و ضیات کا * پر بعض کے ساتھ بعض
کے ملنے سے بہت سی قسمیں پیدا ہوتی ہیں * کاسمیں نے کہا ہی
کہ جیسے اشخاص کے مزاج مختلف ہیں اور دو شخصوں کے
مزاج ایک طور کے نہیں * ویسے اخلاق بھی گونا گون ہیں *

یہاں تک کہ خصلت دو شخصوں کی ایک دو شخص پر
 نہیں ہے * ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمیوں کی شکل
 و صورت طرح طرح ہونے کا سبب باوجود کہ اس قدر
 تفاوت اور حیوانوں میں نہیں ہے کہ ان کی عقل کے
 گوناگون ہونے سے جدی جدی ایسی کیفیتیں کہ وہ تابع
 مزاج کے ہو سکیں نفس انسانی میں پیدا ہوتی ہیں کہ
 ان میں سے ہر ایک کیفیت جدی ایک شکل کو چاہتی ہے کیونکہ
 ہم دیکھتے ہیں کہ حصے کی حالت کچھ ہی اور خوشی کی صورت کچھ *
 اور ایسی ہی ہنسی کا ہنر اور رونے کی شکل اور * بخلاف
 اور حیوانوں کے کیونکہ ان میں ایک ہی طرح کی عقل کے سوا
 کچھ نہیں ہے * اسی واسطے تفاوت کیفیتوں میں کم ہی اور
 شکایتیں انکی نہیں ہوتی * حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ سبب
 اختلاف کیفیت کے مزاج متبہل ہوتا ہے * اور یہ سبب اسکے
 اخلاق متعارف ہوتے ہیں یہاں تک کہ دو شخصوں کے مزاج ایک ہی
 نہیں ہونے * اور خصلتیں بھی ایک نہیں * تفویذ * ان بحثوں کے
 درمیان اس مقدمے کے رد سے جسکی تمہید ہوئی اکثر مسامحہ
 یعنی ضعف اور سستی ہے * ان میں سے بعضا یہ ہے کہ ذکا اور

صرحت فہم اور ان کی امثال کو جس حکمت کی انواع میں
 داخل کیا * حالانکہ انہوں نے حکمت کی سابق جو تفسیر کی ہی
 بموجب اسکے دو قسمین سبب ہوتی ہیں حکمت کا * مان
 اگر تفسیر حکمت کی اس طور سے کریں کہ وہ ایک ملک ہی
 جس کے سبب قوت نظری احوال موجودات کی پہچان سے مستحکم
 ہوتی ہی تو دو قسمین آیکی انواع سے ہو سکتی ہیں *
 پر یقین یہ ہی کہ جنہوں نے کہا ہی کہ قوت نطق کی روش
 اگر برابر ہے تو اس سے روش علم کی حاصل ہوتی ہی اور
 یہ نوعیت اسکی حکمت * بنا اس کی کسی تفسیر پر ہی * غرض
 اس فن کے مسامحون کے لئے عذر کی تمہید ہوئی * چوتھا ^{المعدہ} ^{المعدہ}
 جب ان فضیلتوں کو معلوم کیا تو جانا چاہئے کہ مقابل ان کے
 کتنی صفیں ایسی ہیں کہ وہ ان فضیلتوں کی جنس سے نہیں *
 بلکہ ان سے مشابہ بھی نہیں اس لئے اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر
 نہیں فریب میں پرتے ہیں * پس لازم ہی کہ فضائل اور رذائل
 کے درمیان کیا فرق ہی اس کا بیان اور وہ شبہ کو ظاہر کیجئے
 اس طور سے کہ اصل جو امر پوت کی شبہ سے پہچانی جاسے یہاں تک
 کہ جو ہر کمال انسانی کے آہوند تھنے والے اور ملک نفسانی کے خواہش

رکھنے مار سے وغامبن نہ ترین * اور دغا باز ہیر پھیر کرنے والوں کے
 فریب میں آکر تھکریوں کو موتوں کی قیمت سے نہ لین *
 لیکن ان فضیلتوں میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ علمی باتوں کو
 یاد کرتے ہیں پھر ان کی دلیلیوں کو بھی کسی طرح سے سیکھ کر
 تقریر اس طور سے بناتے ہیں کہ اکثر آدمی جو سہ ماہی نائی اور
 انوار دانی سے بے نصیب ہیں ان تقریروں کو سنکر بہت ہی
 خوش ہو تعجب میں آنے ہیں * اور ان کی دانی کی گواہی
 دینے ہیں * حالانکہ انہیں کسی بات کا یقین حاصل نہیں اور ان کے
 دلوں کے صفحے حروف راستی سے عاقل ہیں * ان لوگوں کو علیا
 اور داناؤں سے بول چال میں تشبیہ دینی ویسی ہی جیسی
 طوطی اور بندر کو آدمیوں سے یا ترکوں کو بوڑھوں کے ساتھ *
 بیت * لکڑی کا سانپ مانا کہ ہو وہ بے شکل مار * دشمن کو
 زہر دست کو بھرا ہی اس میں کب * بعضے ان میں سے
 وہ ہیں کہ کسی مطلب میں صاف سچ کا بھی اعتقاد نہیں
 کرتے اور ہر ایک بحث میں اگرچہ وہ پر ظاہر ہی جو نہیں جانتے ہیں
 سو بول چال کیا جاتے ہیں * اور جھوٹی باتوں کو اپنے وہم سے
 تراش کر ہتد یوں کو شک میں ڈالتے * باوجود اس کے کہ

جن یقینی باتوں میں وہم کی مزاحمت نہیں اُسے قاصر نہیں پھر
ہر سے مطلوبوں کے لیے گردن دعا کی پرتھانتے ہیں اور باطل کو حق
سے ملا کر وہم و خیال کو بصورت علم و یقین کے دکھاتے ہیں اور
اسی کا نام تحقیق رکھتے ہیں ہر گاہ کہ حکمت برآ سبب ہی کمال کا
اور پہچان اُسکی سوا سے حکیموں کے میسر نہیں پس اُن
فریقوں اور حکیموں کے بیچ تفرقہ کرنا بہت مشکل ہی بلکہ عنفت
کے مقابل جو صفت مشابہ اُسکی ہی مثال اُسکی جیسے ایک
جہاغت لذت دنیاوی سے اعراض کرتی ہی اس توقع پر
کہ جس عنفت اُن کو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اس زمانے
کے اپنی زہ کو دکھاتے ہیں کہ اُس سے دام مکرو فریب کا پھل
کو عوام الناس کو چربونکی مثال پھنسانے ہیں اس لیے کہ غرض
دنیاوی کو جو مرتبہ ادنا ہی حاصل کریں یا اُن لذتوں سے کچھ بخر
نہیں رکھتے اس لیے ہمارے اور جنگلی آدمیوں کی مانند شہر
و آبادی سے قناعت رہتے ہیں یا اُن لذتوں کی بہ نسبت سے
بمیزار ہیں یا وہ اپنی پیدائش ہی سے اسی طور پر ہیں یا بنا پر
کسی مرض کے شہوت اُن میں کم ہی باد کھ درد کے در سے
یا اس واسطے کہ اگر آدمی اُنکے احوال سے مطاع ہوں تو انہیں

سردنش مگر غن * جو لوگ کہ ایسے بہن و سہ صاحبِ عفت نہیں * پر سخاوت کے مقابل جو عفت اُسکی مشابہ ہی مثال اُسکی یہہ ہی کہ بعضے آدمی ہوا حرص اور شہوت پرستی میں مال و اموال کو لٹا دیتے بہن یا لوگوں کے دکھانے کے لیسے یا جاہِ شہمت کے واسطے یا دفعِ حرج کے لیسے یا اُس مقام میں حرج کرنے بہن جہانِ احتیاج اُس کی نہیں * اور بعضے لوگ زیادہ خرچ کرنے بہن سبب اسکے کہ وہ دولت کی قدر سے غافل اور کس مقام میں اُس کو خرچ کرنے بہن آسے جاہل بہن * یہہ حالت اکثر انہیں پائی جاتی ہی جنکو اتفاقاً سببِ میراث کے یا کسی اور سبب سے مالِ مفت ہاتھ لگ جائے * مثل مشہور ہی کہ مالِ مفت دل بے رحم * وہ احمق ایسے بہن کہ اسکے پیدا کر بیکسی مشقت سے بے خبر * اور بہہ نہیں جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا نہایت آسان نہ * حکیموں نے کہا ہی کہ دولت جمع کرنی ویسی ہی کہ جیسے بر سے ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لیجانا * اور خرچ کرنا ویسی ہی جیسے اُس پتھر کو وہاں سے نیچے چھوڑ دینا کیا وہ نہیں جانتے کہ مددِ زندگانی کا زہی * اور نفس کے سبب بے رونق ہوتے بہن فضیلت و ہنر * حضرت سلیمانؑ کے صحیفے میں لکھا ہی کہ حکمت

تو نگری سے جی اٹھتی ہی * اور مفلسی سے مر جانی * داناکے
 پاس اگر پیسہ نہ ہو کوئی اُسے کچھ قایدہ پناو سے بلکہ
 وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے دیکھ اُتھاو سے اور کمالات
 سے رہ جاوے * بیت * مجھے بہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو * ہو
 قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو * اور حاصل کرنا اُسکا اچھی
 و جموں سے دشوار * اس لیے کہ بہتر پیشے کمتر ہیں * اور
 آزدون کو اسکی راہوں پر چانا مشکل ہی * بس جو لوگ
 اس وضع سے پیسے خرچ کرتے ہیں وہ سخی نہیں بلکہ حقیقت
 میں سخی وہ شخص ہی جو اپنی دولت کو کسی غرض کے
 واسطے بخشندہ سے * بلکہ اس لیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز
 اور بالذات مطلوب ہی اور بغیر اُسکے دوسری وجہ سے
 اگر قصد اُسکا ہو وہ سخی بالذات نہوگا بلکہ بالفرض
 چنانچہ سابق مطاع کے درمیان خدا کے افعال میں اشارہ اُسکی
 طرف ہوا ہی * اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ
 اُسکی ہی نظیر اُسکی بہ ہی کہ بعض لوگوں سے شجاعت کے
 کام ظاہر ہوتے ہیں پر وہ حقیقت میں شجاع نہیں ہیں * سلا
 ایک جماعت پر فطر لڑائیوں اور رت سے کاموں میں طمع مال

یا واسطے مرتبہ کے یا کسی غرض کے لیے تمہارے ہی لیکن یہ
 صرف اسکی حرص کے سبب ہی اور شجاعت کی قوت سے
 نہیں * جسے چور بری مار پیٹ اور دایمی قید بانگہ گت مر جانے
 پر بھی عبر اختیار کرتے اس لیے کہ نام انکا اپنے ہم جنسون کے
 درمیان کہو سے بھی بڑے کاموں میں انکے شریک ہیں رہے
 اور جو کونسی اپنے بھائی بندوں کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت
 یا ماتمہ اسکی سے ان چیزوں پر راضی ہووے یا کبھی اتفاقاً فتح
 پائی ہو اس واسطے اسکے دل میں غرور آگیا ہی ایسے ایسے
 آدمی بھی شجاع نہیں ہیں * بانگہ حقیقت میں شجاع وہ شخص ہی
 جسکے شیر فصد کی ہدف گاہ سوا سے اس قوت فاضلہ کے نہوے
 بقباس اسکے جو اور قوتوں میں مذکور ہو * پر درندوں کی
 خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگر بہ شجاعت سے ملتی ہی لیکن
 بہت دہون سے نہیں بھی ماتی * ان میں سے ایک وہ بہرہ
 ہی کہو سے اپنے غلبے اور برتری کی استواری اور اپنی طبیعت
 کی خواہش سے غلبے کا شوق رکھتے ہیں * پس ان کاموں
 پر انکا اقدام کرنا ان کے غلبہ طبیعی کے رو سے ہی شجاعت کی
 نظر سے نہیں * دوسری بہ کہ مثال ان کی ہلو ان زور آوردن کے

برابر جو تمام بدن اسپینار سے سجھے ہوئے ہیں اکثر کم زور
 بیماروں کے ساتھ لڑتے ہیں اور یہ شجاعت کے طریقے سے
 باہر ہی * کیونکہ تمام فضیلتوں کی اصل عقل ہی تاکہ اور قوتیں
 اُس کے تابع اور زمان بردار رہیں سو ان میں نہیں بس
 حقیقتہً شجاع اُس کو کہئے جس سے شجاعت ہی خصائیں عقل کے حکم
 سے ظاہر ہوں * اور غرض اصلی اُسکی سو اس فضیلت کے
 ہو * اور جو کہ ابابو بے شبہ اُس کے نزدیک بدکاری کا
 دَر موت کی دہشت سے زیادہ تر ہی * اور مرنے کی نیک
 نامی جینے کی بدنامی سے بہتر * جیسا کہ کہا ہی * مصرع * آبرو جاگ
 میں رہے تو جان جانا ہشتم ہی * اور ایک شعر عربی میں کہا ہی
 جکے معنے بے ہین * میت * ہم پر آسان ہی کہ کر میتھیں بر آئی گا
 جو فخر * جو کہ چاہے دہنوں کو اس پہ بھاری کب ہو مہر * اگرچہ لذت
 شجاعت کی ابتدا میں کچھ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اول اُسکا
 خوف ہلا کی کا ہی لیکن آخر کو حلاوت زندگانی کی اور منفعت
 اُسکی دونوں جہان میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر دیا *
 خصوصاً جب کہ دین کی نگہبانی اور شرع میں کی تقویت
 کے لیے اپنی جان پر کھیلے * چنانچہ آیہ قرانی اس پر دال ہی

جسکے معنی بلے ہیں * جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے گمان نہ کریں
 کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں خدا کے نزدیک اُن کو روزی
 دی جاتی ہے * اور مرد دانا جانتا ہی کہ لڑائی سے بھاگنا سبب
 زندگی کا نہیں ہوتا * اور نامرد بھاگنے میں اپنی جان کا بچاؤ
 چاہتا ہے جو بچ نہیں سکتی پس حقیقت میں طالبِ محال کا ہی بالفرض
 اگر کہتے دن تک اُس نے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم
 اور بے عزتی کی سخت اور اپنے ہم سرو نکاطمین و تشنح اُسکی
 شیرینی حیات کو تلخ کر دیتی ہے * بس ایسی زندگی سے جو نامردی
 اور نیک نامی اور توقع اجرِ عظیم کے ساتھ مرنا ہزار درجے بہتر
 ہے * بیت * اک دن تو ہو ویرگا جو کہانی بہ خاص عام * بار سے
 وہ کر کہ جس سے تو ہو جا سے نیک نام * اور حضرت مرثی علی
 کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے بارون سے فرمایا ہے مضمون اُس کا یہ ہے
 کہ امی آدمیو فراموشی تمھاری خصالت مورثی ہی غفالت کی نیند سے
 چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نہ جاؤ ابتہ ملک الموت
 کے ہاتھ سے نہیں بچو گے پس لڑائی سے کیوں ڈرتے ہو اور
 نامردی کی شرم کیوں اپنے اوپر لیتے ہو قسم اُس رب کی
 جسکے اختیار میں ہماری روح ہے کہ تلواریں کے ہزار وار کھانے

ایسے صہر پر بچھونے پر مرنے سے بہتر ہی * کیونکہ مردانہ و آرجان پر
 کھینا اولا اسے ہی کہ رند یونکی مثال جان دینا * بیت * دونوں
 جگ میں سرخ رو ہی جو شجید عشق ہی * خوب ہی وہ دن
 کہ مجکو کشتہ یہاں سے لے چلیں * اور اگر حد تین شجاعت
 کی فضیلت میں وارد ہیں ان میں سے ایک حدیث ہی
 جس کا مضمون یہہ ہی * کہ تحقیق خدا تعالیٰ شجاعت کو چاہتا ہی
 اگرچہ ایک سانپ کو بھی مارے * اور سب آدمی کے نزدیک
 شجاعت کی تعظیم اور ان کی تکریم واجب ہی * علی الخصوص
 پادشاہوں اور سلاطین کو کیونکہ بے گروہ عالی شکوہ نفیس
 جنسوں سے کہ وہ گورجان ہیں کارزار کے بازار میں کار
 و بار کرتے ہیں * اور اپنے سینوں کو سپر مصیبت کی بنا کر
 دولت کے مخالفوں سے لڑتے * پس بادشاہوں کو لازم
 نہیں کہ مال و اسباب کو ان سے دریغ رکھیں * یا تھوڑی تفریح
 سے ان پر خشکی فرمائیں * اور جو کوئی مفاسد کی پریشانی یا
 دولت کے جانے کے خوف اور بے وقور ہو نیکی دہشت سے پا
 محنت کے سبب اپنے نہیں ہلاک کرتے ہیں ان کی ان حرکات
 گونا گوی پر قیاس کرنا بہتر ہی * کیونکہ اہل شجاعت

ہر ایک مصیبت پر صبر کرتے ہیں * اور سختیوں کو اٹھاتے ہیں * اور ہر صورت کی گھبراہٹ سے اپنے تین بچاتے * کیونکہ آفت کے وقت گھبرانا اور بلاؤں سے دل چرانا نامردی اور زناہ پن ہی * اور شرع میں سبب طعن کا * چنانچہ احادیث صحیحہ میں بھی ایسا ہی وارد ہی ان بھٹوں سے معلوم ہوا کہ عفت اور شجاعت بکلی حاصل نہیں ہوتی مگر حکیم کو * اما عدالت کے مقابل جو صفت مشابہ اسکی ہی بیان اسکا یہہ ہی کہ اکثر کام بطور عدالت کے ان لوگوں سے صادر ہوتے ہیں جو حقیقہ عادل نہیں بلکہ وہ صرف دکھانے یا سنانے کے لیے یا اس واسطے کہ لوگوں کو اپنی طرف لگا لیں یا مال و دولت اور جاہ و حشمت پیدا کر بن عدالت کی روش سے بناوت کرتے ہیں انھیں عادل نہ کہا جائے بلکہ حقیقت میں عادل وہ شخص ہی کہ اپنے سب قوا کو برابر رکھے تاکہ عقل کے حکم سے سب کام اسکے موافق ہوں کہ کوئی قوت زیادہ اس سے جو عقل نے اسکے لیے مقرر کیا ہی نہ چاہے * اور ایک دوسرے سے تعاب نہ کرے * جب اپنے تین اس وضع پر درست کرے تب آدمیوں کے مقابلے میں عدالت کے طریقے کو اسی نسق سے مرعی رکھے * اور

اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے کاموں کی تلاش میں مصروف کرے *
 اور رسم نوعدیگر کو بد جانے * یہ فضیلت اس وقت سے ہوتی
 ہی کہ تک نیت کو چھوڑ کر طریقہ انسانیت پر جو مقررہ طرح
 کے ادب سیکھنے کا ہی آوے تب انصاف کی علامتیں اس کی
 پیشانی عدالت سے ہو یہ اور نقشے گارو ہار کے تختہ اعدال
 پر پیدا ہوں * اسی طرح سے اور فضیلتوں میں بھی قباس
 کرے کہ کھوتے کو کھڑے سے اور کمزور سے پہچان لے *
 یہاں تک کہ بازار معاملے میں عیار پیمائشوں سے نہ تھکا جائے *
 اور سودا بینکامی کا وونون جہانمیں اُس کے ہاتھ آئے *
 پانچواں لمعہ * جانا چاہیے ان فضیلتوں میں سے ہر ایک کے
 مقابل ایک صفت رذیلہ کی ہے اور جسے اجناس
 فضائل کی چارہین ویسے اجناس رذائل کی بھی پہلی نظر میں
 چار معام ہوتی ہیں * اول جہل مقابل حکمت کے * دوسری
 نامردی مقابل شجاعت کے * تیسری بدکاری مقابل عفت کے
 اور چوتھی ظلم مقابل عدالت کے * اور نظر تحقیق سے * جو
 ظاہر ہوتا ہی سو یہ ہی کہ ہر ایک فضیلت کی ایک حد معین ہی *
 جب اس حد سے تجاوز کرے گھٹتی یا بڑھتی ہے تب ایک

صفت رذیل پیدا ہوتی ہے * پس فضیلت یہ چون بیچ کی حد کا نام ہے *
 اور رذیل صفتیں اس کے دو طرف کی مثال ہیں * جسے مرکز
 و اتریکا ایک نقطہ معین یہ چون بیچ میں ہی باوجود اسکے کہ محیط
 سے اس تک جتنے نقطے فرض کیے جائیں سب سے وہ دور رہی
 اور گرد بگرد اسکے محیط کی ہر ایک طرف کے نزدیک نقطے یہ شمار
 ہو سکتے ہیں اسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین کے مقابل
 رذیل صفتیں یہ شمار ہیں * اور جسے اچھی راہ کی سیدھی
 چال سیدھی لکیر کے برابر ہی پھر اس راہ سے بُری راہ میں چلنا
 اس سیدھی لکیر کے تیسرے ہو نیکی مثال ہے * اور ظاہر ہے کہ
 جتنی لکیر و نکود و نقطوں سے ملایئے آئینوں سے جھوٹی سیدھی
 ایکھی لکیر ان دونوں نقطوں کے بیچ ہوتی ہے * اور ہر طرف
 اسکی تیسرے لکیریں بہ شمار ہو سکتیں * پس اسی طرح سے
 اچھی راہ کی سیدھی چال ایکھی روش کے سوا ہو نہیں سکتی *
 اور بُرے رستے کی تیسرے چالیں بہ شمار ہیں * اور جب اصل
 یہ چون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہے اور پانے سے بھی اس پر
 تقہور رہنا اسے زیادہ مشکل * کیونکہ وہی طریق فضیلت کا ہی
 پر اس میں ثابت رہنا نہایت دشوار * اسی واسطے یہ منجبر علیہ

السلامۃ والسلام نے جو آدمیوں اور جنوں دو نو فریقوں کے
 راہ بنانے کے لیے اور پل صراط سے پار کرنے والے ہیں * فرمایا
 کہ سورہ ہود نے پیر سے تین ضعیف کیا * کیونکہ اس میں اچھے
 چلن پر رہنے کا حکم ہی * مضمون اسکا یہ کہ توحید ہی راہ پر جسے
 میں نے حکم کیا ہی ثابت رہ اور اس سبب یہ پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یوں فرمایا کہ وہ بال سے
 باریک اور تلواریں سے تیز ہی اور یقین ہی * کہ سورہ فاتحہ جو
 مشتمل طلب ہدایت پر ہی اسی معنی سے خردیتا ہی * اور
 جب کہ برے سے برے عالموں اور حکیموں اور ولیوں سے
 مروی ہی * کہ آخرت کی باتیں جسکا وعدہ اور وعید منجبر
 صادق نے کیا ہی وہ سب اخلاق و اعمال کی صورتیں ہیں کہ ہر
 ایک شخص وہاں اپنے مرتبے کے موافق ان کو مشاہدہ کریگا چنانچہ
 فرمایا ہی * کہ آدمی خواب غفلات میں ہیں جس وقت مرینگے
 تب خردار ہوینگے * پر جو لوگ اس عالم میں یہوشی کی
 نیند سے چونکے ہوئے ہیں انکو بہین اطلاع ہو جاتی ہی ہے باتیں
 قرآن اور حدیث کی اکثر جگہ میں صراحت مذکور ہیں * اور سبب
 ان صورتوں کا خواہ رغبت سے ہوں یا کراہت سے اعمال

اور اخلاق بہین جنہیں اس عالم میں حاصل کرتے ہیں *
 چنانچہ نوحا آیہ کریمے کا جسکے معنی بے ہین * کہ تحقیق دوزخ کافرون
 کا گھبرنے والا ہے * اور حدیث پیغمبر عم کی کہ منصون اسکا
 یہہ بھی جو کوئی سونے روپے کے پاسن میں پیسے وہ اپنے پیرت کو
 دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف
 و ستھری اور ذرخت اسکا کلمہ سبحان اللہ و حمدہ ہی *
 صاف اسکی خرد بنا ہی * اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو
 وہم و خیال کے غبار سے دھو ڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید
 کی رسن سے پھرتا دے تاکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنی
 پلے ہین کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہی اسکی خرد تھی ہی اگر گوش
 ہوش سے سنے * قطعہ * پیر و ہقان نے دردمندی سے *
 اپنے پیسے سے ایک دن بہہ کہا * اس جہان بیچ اپنی کھیتی میں *
 تو جو بویرگا سو ہی کا ترگا * بس باعتبار آن باتون کے جو نہ کو رہو میں
 آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہی بل صراط سے جسے
 حشر کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال و اخلاق کے بیچون
 بیچ کی حد کے برابر ہی اور دوزخ اسکی گرد و نواح کی مثال جو کوئی
 آج کے دن اس راہ میں مضبوط رہے گا اور اسکی سداوت سے

سے نہ تیارگاسنو قیامت کے دن بھی بل صراط کے اوپر سے نہ ر
چلا جائیگا اور بہشت کے درمیان جو پاک آدمیوں کا گھر ہی ہے
خطر سے داخل ہو گا * اور جو اس عالم میں اس سیدھی
راہ سے بھٹک جائے تو عاقبت کو اس بل صراط سے گرتے
اور دوزخ کے بیچ جو گنہگاروں کا مکان ہی رہے * اور
فیثانورس حکیم سے منقول ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے
اُس کے مقابل ایک فرشتہ یاد دیا دیا ہوتا ہے کہ وہ اُس کے مرنے
کے بعد مصاحب و ملازم اُسکا ہوتا ہے چنانچہ آیہ قرآنی میں ہے
کہ اگر عمل اُنکا نیک ہو تو جزا اُسکی نیک ہی اور جو عمل اُنکا بد
ہو تو جزا اُسکی بد ہی * پس انسان کو چاہئے کہ احتیاط کرے
تاکہ واسطے اپنے لیے ایسا مصاحب دھونڈھے * جانا
چاہئے کہ وسط یعنی بیچوں بیچ کو دو معنوں سے تعبیر کرتے ہیں ایک
وسط حقیقی جسکی نسبت اُسکی دونوں جانب کی طرف برابر ہے
جیسے چار بیچوں بیچ ہی دو اور چھ کے یہ وسط معتدل حقیقی کے
برابر ہی کہ اطباء اُسکی نفی پر دلیل لاتے ہیں * دوسرا وسط
اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو طبیبوں کے نزدیک
درست ہی یعنی بعضے کی نسبت سے بیچوں بیچ ہی اور بعضے

کی نسبت سے نہیں * پر جو وسط اُس فن میں مقبر بھی وہ
 معنی ثانی سے مراد ہی * اسی واسطے فضیلت کی شرطین باعتبار
 اشخاص کے مختلف ہوتی ہیں * بلکہ یہ نظر ہر ایک وقت
 اور ہر ایک حالت کے * اور ہر شخص کی فضیلتوں میں سے
 ہر ایک فضیلت کے مقابلہ ذیل صفحتیں غیر متساوی ہیں *
 پر اس مقام میں آئینہ خیال میں صورت ایک شک کی
 دکھائی دیتی ہے * کیونکہ جب وسط اس فن میں اعتدال شخصی
 اور نوعی کی مثال سے ہوا تو بے شبہ اُس کا ایک عرض
 بھی مانند عرض مزاجی کے ہو گا * پھر اسکو بال سے ہر ایک اور
 نادر سے تیز تر کہنا مناسب نہیں ہوتا * تقریر اُس کے اٹھانے کی
 یہ ہے کہ جیسے مراتب عرض مزاج میں ایک مرتبہ ایسا
 ہی کہ وہ سب سے بہتر اور قریب تر سناٹھہ اعتدال حقیقی کے ہی
 ویسا ہی مراتب ملکات میں بھی ایک مرتبہ ایسا ہی کہ
 وہ سب سے افضل اور مقصود بالذات ہی * اور دوسرے
 مراتب سبب بعد کے اُس مرتبہ سے شاہدہً افراط و تفریط
 سے خالی نہیں اور جیسے شخص اور نوع ان مراتب میں
 افضیلت کی حالت پر نہیں ہیں لیکن یہ سبب ایک قرب میں کے

جو اس مرتبے سے رکھتے ہیں وجود نوع اور شخص کے محفوظ رہ سکتے ہیں * ویسے فضیلتوں میں بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہی اور باقی مراتب بہ سبب قرب کے اس مرتبے سے فضیلت میں محسوب ہوتے ہیں جیسے اعتدال بدنی میں * اور مراتب پورے اعتدال پر نہیں اور شاید انحراف سے بھی خالی نہیں * اس لیے کہ ان سے خلل فاشس افعال میں ظاہر نہیں ہوتے مراتب اعتدال میں داخل ہیں * اور اسی صورت سے مدارج کمال میں موافق تفاوت قرب کے اعتدال حقیقی میں تفاوت پڑ جاتا ہے * اور قواعد طب روحانی کے قیاس پر قواعد طب جسمانی کے ہیں * پر اس میں شک نہیں کہ اگر یہ اعتدال اس معنی کے رو سے بھی مستحق ہی لیکن دریافت اسکی صعوبت سے خالی نہیں اور مقام مبالغہ میں اگر اسکی وصف میں کہیں کہ وہ بال سے باریک اور نوار سے تیز تر ہے تو کچھ مضائقہ بھی نہیں خدا کو چاہے راہ راست کی طرف ہدایت کرے * اور جب اس بیچ کی حد سے انحراف طرف افراط یا تفریط کی ہو تب مقابل میں ہر فضیلت کے دو عفتین ذیل پیدا ہوں * پس فضیلت گویا ان دونوں کے

بیچ ہی * جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی
 چار ہیں تو اجناس رذیلت کی آٹھ ہوئیں دو ان میں سے
 اطراف حکمت کے ہیں سفہ و باہ لیکن سفہ طرف افراط کا
 مشغولی ہی قوت فکر کی ان چیزوں میں جو واجب نہیں یا
 اس میں جو کہ قدر واجب سے زیادہ ہو اسکو کر پزی کہتے ہیں
 اور بلہ طرف تفریط کا بلہ کاری ہی اُسکی امور واجبی سے اور
 مطلقاً ان کو چھوڑ دینا اپنی خواہش سے یا ان میں قصور کرنا *
 اور دو ان میں سے اطراف شجاعت کے ہیں لیکن افراط کو
 تہور کہتے ہیں وہ اقدام کرنا ان ہلاکی کے مقاموں پر ہی جنکو
 عقل اچھلا نہیں جاتی * اور طرف تفریط کا نام جبن ہی وہ ڈرنا
 ان چیزوں سے ہی کہ جن سے دہشت کرنا عقل کے نزدیک
 درست نہیں * اور دو ان میں سے اطراف عفت کے ہیں
 پر اس کی طرف افراط کو شرہ یعنی بد کاری کہتے ہیں وہ زیادہ
 رغبت کرنا ہی خواہشوں کی طرف قدر معتول سے اور طرف
 تفریط کا نام سکون ہی یعنی اپنے تئیں ان ضروری لذتوں سے
 جو شرع اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہی محروم رکھنا
 اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کے رویے * اور دو ان میں سے

طرف عدالت کی ہین * طرف اول ظلم ہی وہ عبادت ہی حق
تذنی اور مال مردم خوری سے * اور طرف ثانی کو انظلام کہتے
ہین یعنی ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اُسکی اطاعت کرنی ذلت کے
رو سے ہی اُن چیزوں میں جو اُسکی خواہش کے مطابق ہوں
اور بعضے عدالت کی دونوں جانب کو جو کہتے ہین کیونکہ طرف
ثانی بھی ظلم ہی اپنے اوپر یا غیر پر * اور جیسے عدالت جامع جمیع
کمالات کی ہی وہی ہے ظلم جو اُسکے مقابل میں ہی وہ جامع ہی تمام
تقابل کا اور یہین سے ہی کہ شیخ الاسلام عبدالعہ انصاری
و غیرہ محققون نے کہا ہی کہ جو آزار نہیں وہ گناہ بھی نہیں کیونکہ
ہمان تک گناہ وہ ظلم ہی خواہ اپنے اوپر یا اوروں پر * میت *
چو کچھ تو چاہے سو کریر سنا نہ ہی ظالم * ہمارے دین میں سوا
اُسکے کچھ گناہ نہیں * اور بعضے بزرگون نے کہا ہی اہل طریقت اکثر
چیزوں میں اختلاف کرتے ہین لیکن سب اس پر متفق ہین
کہ راحت پہنچانی سب سے بہتر ہی * اور دکھ دینا بہت بدتر *
اور حدیث صحیح میں ہی کہ ظالم کی نیکیاں مظلوم کے نامہ اعمال
میں لکھی جاتی ہین اور مثنون آیہ کریمے کا بھی یعنی ہم اُن پر
ظلم نہیں کرتے ہین و لیکن وہ سے اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین

اُس سے جُردیبا ہی اسی طرح سے حد تو سط کو اجناس فضایل کی
 تمام انواع میں قیاس کیا چاہئے * چھتھالہ معہ * عدالت کی
 مشافت کے بیان کرنے میں * پہلے تمہید کے طور سے تقریر کی
 جاتی ہے کہ مطابق عقل و نقل کے ذات پاک حضرت حق جل و علا کی
 اعاطہ اُنہام سے باہر ہے اور اُس کے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر
 باخبر پرواز اور اک کی پرواز سے برتر بلکہ غایت سیر عقول
 بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہے کہ نسبت و
 اعتبارات کے واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے
 ممکنات سے ہی ثابت ہوئے * بیت * بولا کہ غلط ہم سے
 نشان گب پاوے * رتبہ ہی ترا عالم صورت ہی گا * پر اول
 آیتہ جس میں رخسار اُس مشوق قدیم کا اہل عرفان کو دکھائی
 دیتا سو وحدت ہی نہ وہ وحدت جو مقابل ہی کثرت کے * کیونکہ وہ
 ایک سایہ ہی اُس کے سنا یون سے اور وہ وحدت بھی نہیں جو اعداد
 میں ساری ہی اس لیے کہ وہ ایک پر تو کے سوا نہیں اُس کے
 جمال بے زوال کی تجلی سے بلکہ وہ وحدت ہی کہ اگر شمع جمال
 کو روشن کرے تو یہ عالم کثرت پر دانے کی مانند اُس کے
 آگے جل مرے * بیت * جو شمع جمال اپنی روشن کرے * کسے

ناب جو آنکھ تھمہرا کے * اُسکے جلال عالم سنوز کی تجلی کے آگے
 ذر سے دکھائی ندیوین اور کثرت مقام ظہور میں نہ تھمہرے اور
 اسکی ذات پر کمال کی وسعت میں کوئی پتہ شمار میں نہ آوے
 چنانچہ فوج آئیہ کریمہ کا * یعنی آج کسکی یاد شاہت ہی خدا سے
 واحد قہار ہی کی ہی بیان اُسکا اچھی طرح سے کرتا ہی * بیت *
 مانک ہستی کا ہی شہ جزو احد قہار کون * شیحہ اُسکے تہرے
 بن اس میں ہی سیار کون * یہیں سے ہی کہ اہل حکمت کے
 رئیسوں اور مذہب کے برے مشائخون نے تصریح کی ہی کہ
 حق تعالیٰ کی وحدت ذاتی اور رہی نوع وحدت کی منابر ہی
 وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیر امام خیر عارفون کے * مشوا
 ابی محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معتقد کے صدر میں عبارت
 عربی سے مرقوم ہی معنی اُسکے بے پیش * کہ خدا واحد ہی پر واحد
 عددی نہیں اور مثل اُس واحد کے بھی نہیں جو احاد میں ہی
 تصور اس وحدت کا جو قانون ادراک عقلی کے طریقے سے
 باہر * اور بغیر روش کشف و عیان کے اُس تک پہنچنا
 مستعد ہی اور بسبب مشکل ہونے اس تصور کے فرمایا ہی
 جب اللہ کا ذکر کیا جا سے جس حال میں وہ واحد ہی نفرت کرے

دل اُن کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے * چنانچہ امام و اغب
 اور دوسرے محققوں نے بھی تحقیق کی ہی * اور جو پر تو کہ دیدہ
 عقل کو نظر آسکتا ہی سو وحدت عدی ہی کیونکہ بغیر اُسکی روشنی
 گے کوئی بجز مقام ظہور میں آ نہیں سکتی * اور نہ ہونے سے
 اُنکے کسی شخص کی بقا کی صورت ممکن نہیں * اور حکماء
 متاثر ہیں کے نزدیک جو ارباب کشف و شہود کے امام ہیں
 مقرر ہی کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہی کہ اپنے خدو ن سے
 قریب ہونے اور بلوغت کے گہر سے میں آوے * چنانچہ حق سبحانہ
 تعالیٰ کے مبارک اسموں میں مشاہدہ کیا جاتا ہی * ہوا الاول
 والاخر والظاهر والباطن و ہو بکل شیء علیم *
 بس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الہی کے
 وحدت اس میں ظاہر ہو تو وہ اشرف ہو سکتا ہی پر
 دلکش آوازوں اور اچھے نغموں اور موزوں شعروں اور
 اچھی صورتوں میں جو تاثیر ہی سبب اُسکا شرف وحدت
 تناسب کا ہی اور آثار غریبہ جو و فوق اعداد پر مرتب ہیں وہ
 بھی اسی قسم سے ہیں اور حکمت کے بیچ مقرر ہی کہ جتنا مراج
 موافق اور وحدت تحقیق کی طرف نزدیک تر اور مائل ہو سے

اُس منہن جو صورت یا جو نفس پایا جا سے افضل و اکمل ہو گا
 اسی واسطے سلسلہٴ موالید منہن جب کہ مزاج معادن کا وحدت
 اعتدالی سے بعید ہی تو صورت نوعی اُسکی فقط مبداء ہی حفظ
 ترکیب کا * پھر جب اِس مرتبے سے ترقی کر کے درجہ اعتدال
 بنانی کو پہنچے ساتھ اُس حفظ ترکیب کے مبداء تغذیہ و تنصیب و
 تولید کا ہوتا ہی * اور اِس مرتبے سے گذر کے جب
 اعتدال حیوانی میں پہنچے تو اِن آثار و ن کے ساتھ مبداء احسن
 و حرکت ارادی کا ہوتا ہی * جب اِس یائے کو چھوڑ کر
 اعتدال انسانی کو پہنچے تو اِن تمام آثار و ن کے ساتھ
 مبداء انطق کا یعنی ادراک کلیات اور آ کے توابع کا ہوتا ہی *
 اور اشخاص انسانی کے مزاج اعتدال حقیقی کی طرف جس قدر
 نزدیک ہوں کمالات اُن کی زیادہ تر ہوں یہاں تک
 کہ درجہ نبوت کو پہنچیں پھر اُنکے درمیان بھی بہت سے مراتب
 متفاوت ہیں یہاں تک کہ رتبہٴ ختم کو پہنچے جو مظہر ہی ہر ایک
 کمال کا اور نہایت سب نہایتوں کی ہی کہ اُسکے آگے کوئی
 مرتبہ نہیں * اور علم موسیقی میں متردد ہوا ہی کہ کوئی نسبت
 شریف تر مساوات کی نسبت سے نہیں اور چونکہ نسبت وجود

انحال کی کسی وجہ سے نسبت مواسات کی طرف رجوع نہ کرے وہ حد ملائمت سے خارج اور تنازع کے تحت مثنیٰ داخل ہی *قبصوہ* جب اطراف کلام کی اس مقام تک پہنچی تو ان معنوں کے بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا بہتر ہی اور بیان اُس کا بس طور پر کہ لائق اس مقام کے ہو یہ ہی کہ نغمہ وہ ایک آواز ہی جس مثنیٰ ایک نوع کی درنگ ہوتی ہی * لیکن جس وقت حدت و ثقل کی ایک حد معین مثنیٰ مکرر ہو اور اُس سے کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہی پیدا ہو تو اُس علم کے جاننے والے کی نظر اُسکی طرف نہیں ہی * کیونکہ نظر اُسکی نغموں پر منحصر اس وضع سے ہی کہ میان اُن کا مطابق حدت و ثقل کے یا زمان منحل کا میان درمیان اُن کے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متماثر کے حاصل ہو * عشق اول کو علم تالیف کہتے ہیں اور ثانی کو علم ایتناع * اور جب حدت و ثقل کے بیچ اختلاف پایا جاسے تو بالضرور اُن نغموں کے درمیان کسی نسبت ملائم یا نسبت متماثر مثنیٰ تفاوت پیدا ہوگا اس لیے کہ اگر تفاوت اُن کے درمیان مثل بالفعل سے یا مثل بالقوت سے ہو تو ملائم ہی نہیں تو متماثر * اور مراد

مثل بالفعول سے وہ ہی کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو بہہ۔
 اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایک نغمہ دوسرے کا دو چند ہو
 جیسے چار اور دو * چھ اور تین * اسے بعد ذی الکل کہتے ہیں *
 اور مثل بالمتواتر سے مقصود یہ ہے کہ جو مثل بالفعول نہیں ہے
 دو بنا کرنے سے مثل بالفعول ہو سکے اس کی دو قسمیں ہیں
 ایک وہ ہے جو قدر تفاوت کی طرف سے قوت ہو جیسے چھ اور
 چار * تفاوت ان کے درمیان دو گاہی * اور دو کے دو بنا کرنے
 سے چار ہوتے ہیں * اسے نسبت زائد بالجز کہتے ہیں * دوسری
 وہ ہے کہ جن دونوں کے درمیان تفاوت ہی ان کے ابکھی کی
 جانب سے قوت ہو جیسے چھ اور دو * کیونکہ تفاوت ان کے
 درمیان چار گاہی پر دو کو کہ احد المتفاوتین ہی دو چند کرنے سے چار
 ہوتے ہیں * اسکو نسبت کثیر الاضغان کہتے ہیں * اور جو نسبت کہ
 ان وجہوں پر ہو یا ان کی طرف راجع ہو وہ ملامم ہے * اور جو
 برخلاف اسکے ہو وہ متافری * اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ
 انکے درمیان نسبت غیر ہمدی یعنی نسبت صمی میں سے ہو وہ متافری *
 نسبت صمی عبارت اس نسبت سے ہے کہ وہ ایسے دو مقداروں کے
 بیچ ہو کہ کوئی مقدار ان دونوں کو ایک ساتھ کھونڈ سکے *

جو خاصیت مقدمہ آرون کی ہی اور وہ عدد کے بیچ پائی نہ جانے اور
متسافر ہو مثال اس کی وہ نغمہ ہی جو نام وتر سے یا اس کے اس
جز سے پیدا ہو کہ نسبت اسکی کل کی طرف ویسی ہو جسی نسبت
صاح مربع کی اسکی قطر کی طرف ہی اور جو نسبت ان دونوں کے
درمیان عددی ہو پراقل مغنی اکثر گانو اور ان دو عددوں کے
کے بیچ تفاوت اس جز سے نہو جو بالقوتہ عدد زائد کے برابر ہو کے
اور اسکی کسی نسبت ملائم کی طرف ان وجہوں سے بھی رجوع نہ کرے
جنگا بیان شرحوار ہو گا تو وہ البتہ متسافر ہی مانند ان دونوں نغموں
کے جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدمہ ارچار سبع کے ہو مثلاً
ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ کا ہو کہ تفاوت ان کے درمیان
چار سبع کا ہی نہ سات کا کہ اقل ہی تصعیف سے گیارہ ہوتا ہی
اور نہ چار سبع کہ قدر تفاوت ہی اور اگر اقل مغنی اکثر گاہو
تو اسے خالی نہیں کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہی یا اسے زیادہ
اول نسبت نصف و ضعف کی ہی اس کو بعد ذی الکل کہتے ہیں
اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہی اور اگر تفاوت انکے درمیان
اس جز سے ہی جو بالقوتہ عدد زائد کے برابر ہو سکتا ہی اگر وہ جز
نصف اور نادون نصف کو جسے بعد ذی الکل کہتے ہیں نسبت

عدوی سے نکھو وئے جسے نصف اور ٹٹ ہی اسے ابعاد و سطحی
 کہتے ہیں وہ انہیں دو صورت میں منکھر ہی * اور اگر تفاوت
 ربع و سدس سے ہو تو جزو تفاوت نصف کو اور جو سبع و خمس
 سے ہو تو مادون نصف کو کھو دیگا * لیکن ابعاد و سطحی کی پہلی قسم کو
 بقہ ذی الخمسہ کہتے ہیں جسے دو اور تین * اور دوسری
 قسم کو بقہ ذی الاربعہ کہتے ہیں جسے تین اور چار اور اگر تفاوت
 اُس جز سے ہو جو نصف اور مادون نصف کو کھو نہ سے اُسکا نام
 ابعاد صغار ہی اور وہ زاہد بالربع ہوتا ہی اور یہ قسمیں تمام
 دو عددون کے درمیان تداخل کے ساتھ یا اُس جز کے تفاوت
 کے ساتھ مستحق ہیں جو بالقوت عدد زاہد کے برابر ہو سکے ان
 قسموں تک کہ تفاوت محسوس ہو سکتا ہی لیکن حلق انسانی سے
 انکا ادا ہونا اگر ممکن ہو تو ملائم و مقہر ہیں اور جو تفاوت اُس
 مرتبے سے ہو کہ کچھ معلوم نہیں ہو نایا بہت کم محسوس ہو یا حلق
 انسانی سے اخراج انکا محال ہو تو موسیقی والے کی نظر میں
 انکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جس صورت میں کچھ معلوم نہو یا
 ٹھو راتفاوت محسوس ہوتا ہی تو اُس صورت میں علم نابین
 سے جو لذت مقہر مطلوب ہی حاصل نہوگی لیکن وجہ اجر کی

صورت میں اگرچہ اخراج اُنکا دو تھر سے آلات سے ممکن ہی
 لیکن جب کہ وہ طبعیت انسانی کے طریقے کے جو نہایت اصوات
 حلقی کی ہیں بر خلاف ہوئیں تو طبعیت انسانی کی زیادہ رغبت
 اُسکی طرف نہوگی * اور لذت عمدہ بہ اُس سے پناہی جاگی * حالانکہ
 فن موسیقی زیادہ لذت کے لیے موضوع ہی پس جو نغمہ کہ
 بر عکس اُسکے ہی وہ مد نظر اس فن کا نہوگا بیان سے معلوم ہوا
 کہ جو نسبت بر خلاف نسبت آواز حلق انسانی کے ہی وہ
 معتبر نہیں * اور نہایت نسبت اصوات حلقی کی بہ حسب استقرا
 کے بر سے بعد ون میں وہ ہی کہ ایک نغمہ دو سو یکادو چنڈ
 ہو جیسے ایک اور چار اور چھوٹے بعد ون میں وہ ہی کہ ایک
 زائد ہو چھتیس جزون میں سے کسی جز سے یعنی ایک ۳۶ کا
 ہو دوسرا ۳۷ کا اسکے اوپر جو مرتبے ہیں سو معتبر نہیں *
 ابابیان اُسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کس طرح سے
 رجوع کرے یہ ہی کہ باوجود اسکے جو نسبت ضعیفی کہ اُسے نسبت
 مثالی کہتے ہیں وہ سب نسبتوں کی اصل اور سب سے
 اشرف ہی اور وہ اپنی نہایت شرافت سے اور بہ سبب فریب
 ہونے کے وحدت کی طرف ہر ایک چانب اُسکی دوسری کے قائم

مقام اس وضع سے ہوتی ہے کہ ملائمت جون کی تون باقی رہتی ہے یعنی اگر ایک نغمہ دو نا ہو اور دو سمر آدھا پھر اس آدھے کو اگر اس دونے کی جگہ ستین رکھیں یا برعکس اسکے کرین تو سمر کا رشتہ نہ توڑے اور گانے کا نار ویسا ہی باقی رہے مثلاً ایک نغمہ آتھہ کا ہو جو دو نا ہی چار کا اگر اس چار کے مقام ستین آتھہ کو رکھیں اور تین کے نغمہ کے ساتھ گانے لیکن تو اس آتھہ اور تین سے ایک بعد ملائم پیدا ہو گا باوجود اسکے کہ ان کے درمیان اتفاق اچھا نہیں ہے لیکن ملائمت ان کی اس لیے ہے کہ چار جو نصف آتھہ کا ہی تین کے ساتھ ملائمت رکھتا ہے اور تین کی طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرے اور کہے کہ تین نصف ہی چھہ کا اسکے اور آتھہ کے درمیان ملائمت ہی تو بھی مقصد پورا ہو گا اور برصوت راجع طرف بعد ذی الاربعہ کے ہو گا اور جو پانچ کو تین کے ساتھ استعمال کریں ملائم ہو گا اور ابعاد ضمار کی طرف رجوع کرے اسلئے کہ پانچ اور چھہ کے بیچ ایک نسبت ملائم ہی چھوٹے بعد و ن سے اور تین قائم مقام چھہ کا ہی یا کہون کہ درمیان آرتھائی اور تین کے نسبت چھوٹے بعد و ن کی ہے اور پانچ قائم مقام آرتھائی کے ہے اور ان صورتوں کو تمام

مستحق باتفاق ثانی کہتے ہیں * اس مقام میں صاحب بصیرت کو
 معلوم ہو کہ بعد ذی النجمہ کو بعد کثیر الاضغان اور بعد
 ذی الاربع کی طرف اور بعد ذی الاربع کو بعد ذی النجمہ
 کی طرف رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ اگر پہلی صورت میں دو کو قائم
 مقام چار کے خیال کریں تو بعد ذی الاربع کی طرف رجوع کرے
 اور جو تین کو چھ کی جگہ میں تصور کریں تو بعد کثیر الاضغان کی
 طرف رجوع کرے * اور دوسری صورت میں اگر تین کو قائم
 مقام چھ کے فرض کریں تو بعد ذی النجمہ کی طرف رجوع ہو
 اور بعد ذی الکل کی شرافت و اصالت میں سے جو زیادت
 اُسکی مثل بالفعل سے ہی یہی کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطہ
 عددی اور واسطہ تالیفی دونوں سے منقسم ہوتا ہے * لیکن
 مراد واسطہ عددی سے وہ عددی کہ دو عددوں کے بیچ متوسط
 اس طور سے ہو کہ نسبت اُسکی باعتبار قرب و بعد کے دونوں کی
 طرف برابر ہے جیسے چار متوسط ہی درمیان چھ اور دو کے *
 اور عبارت واسطہ تالیفی سے ایک عدد ہی جسکی زیادت
 کی نسبت جو اُسے اقل کے اوپر ہی اور کسی عدد زائد کی زیادت
 کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہی

تیسے چار ڈو کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اُن کے درمیان
 واسطہ تالیفی ہی سو تین اور چھ کے بیچ ہی کیونکہ زیادت
 چار کی تین کے اوپر جو واسطہ تالیفی ہی درمیان تین اور چھ کے
 ایک ہی اور چھ کی زیادت چار اور دو کے اوپر اور نسبت
 اُن دونوں کے بیچ ویسی ہی جیسی نسبت ہی درمیان تین
 اور چھ کے * پر بیان پہلی صورت کا اس طور سے ہی کہ چار
 کی نسبت دو کی طرف بعد ذی الکل ہی اور جب تین کو جو
 واسطہ عدی ہی اُن کے بیچ لاوین دو نسبتیں پیدا ہوں ایک
 درمیان دو اور تین کے یہ بعد ذی الخمسہ ہی دوسری درمیان تین
 اور چار کے وہ بعد ذی الاربعہ ہی * اور تقریر دوسری صورت
 کی بہہ ہی کہ نسبت چھ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہی اور
 چار کو جو نسبت تالیفی ہی اگر درمیان اُن کے متوسط کرین
 دو نسبتیں حاصل ہوں ایک نسبت چار کی تین کی طرف یہہ
 بعد ذی الاربعہ ہی دوسری نسبت چار کی چھ کی طرف وہ بعد
 ذی الخمسہ ہی اور اس تفصیل سے نسبت ضعیفی بعد ذی
 الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونوں کی معلوم ہوئی
 اس تمہید کے رو سے معلوم ہوا کہ تمام ابعاد ملائم نسبت

مساوات کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ بعد ذی الکل منین قدر تفاضل مثل بالفصل ہی * اور دوسری صورتوں منین مثل بالفصل کے جدا ہونے سے مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب سے یا جنکے درمیان تفاوت ہی ان کی کسی طرف سے یا مماثلت بالذات یا بالواسطہ ہی * جیسے تفصیل اسکی ہوئی *

یس ملائمت کا مرجع مماثلت ہی جو ظل وحدت کا ہی * اور قدیم حکیموں کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اسکی دہون کے استنباط کرنے اور اسکی وسیلے سے اور اچھے اچھے علموں کے حاصل کرنے میں برآا اعتبار ہی پر نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور نسبتوں میں سے ہی نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت ہندسی وہ ہی کہ اول کی نسبت دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری کی طرف اسے نسبت منصلہ کہتے ہیں یا جیسی تیسری کی چوتھی کی طرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہیں نسبت تالیفی وہ ہی کہ اوسط و اصغر کے درمیان جس قدر تفاوت ہی اسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کی طرف وہی جیسی نسبت اصغر کی اکبر کی طرف ہی جیسے مذکور ہوا اور ان دونوں کے استخراج کے

قاعدہ سے ارتطابقی کی کتابوں میں مذکور ہین اور علم ہند سے بھی معلوم ہوتے ہین * اور اکثر دقیقے علوم کے اور حکمت کے بہت سے امور نسبت کے احکام پر بہت ہی ہین فیثانخورس سے منقول ہی کہ قواعد موسیقی کو آسمانوں کی آوازوں سے نکالا اور آسنے یہ کہا ہی کہ کوئی خوش آئند نغمہ آسمانوں کی آواز سے نہیں اگرچہ اس بات کو حکیموں کے بعضے فاضلوں نے ظاہر کے اوپر قیاس کہا اور کہا ہی کہ آواز کا سبب ہوا کے زور شور سے چلنے پر موقوف نہیں لیکن شاید اس سے بطریق کنائے کے اس نسبت شریف کی طرف اشارہ ہو جو حرکات فلکی کے درمیان ہی زمانہ کی جلد روی یا آہستگی کے مطابق جو اسکے تابع میں واقع ہی کیوں کہ یقین ہی کہ کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہی عالم کون و عباد کے انتظام کا سبب تعجب نہیں کہ اس نسبت یا اسکے فریب کو اگر نغموں اور آوازوں میں تقلید کریں تو نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی ہو جاتا ہی کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے اس لیے ہی کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزائے عناصر میں حاصل

ہوئی ہی اور ایسی واسطے جب وہ بھوت جاتی وہیں
 وہ تعاقب بھی جاتا رہا ہی بس حقیقت کے رو سے روح عاشق
 ہی اسی نسبت کی اور اسی سبب سے ہی کہ جہان کین اچھی
 نسبت پائی جا سے موجب دل چسپی اور رغبت قلبی کا ہو
 جیسے خوبصورتی کہ عبارت ہی مناسب اعضا سے اور بلاغت
 و فصاحت جو عبارت ایک مناسبت خاص سے ہی اجزائے
 کلام کے بیچ اس وضوح سے کہ موافق مدعا کے طرہ گفتموں کا
 محفوظ رہے اور تاثیر نغموں کی بھی بہ سبب تناسب کے ہی جیسے
 بیان ہو اور تحقیق یہ کہ وہ ایک معنی ہی اگر اجزائی عنصری
 معنی جو آپس میں ملے ہوئے ہیں پائی جا سے تو اعتدال مزاج
 ہی * اگر نغموں کے درمیان ہو اسکا نام خوش الحان * اور
 جو چال و چلن معنی حاصل ہونا زور کوشمہ * اور اگر گفتموں
 ظاہر ہو تو فصاحت و بلاغت * اور جو اعضا کے درمیان ہو تو خوب
 صورتی * اور اگر ملکات نفسانی کے بیچ ہو تو عدالت ہی * نفس
 انسانی ہر ایک مقام معنی عاشق و طالب اسی معنی کا ہی
 جس رنگ معنی دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھ نمود ہو *
 بیت * ہی جگہ چاہ جس کی وہ جس مکان میں ہو * حیوان معنی

نمود ہو یا انس و جان منین ہو * جب سے باقبا سے جو ہو اپنی
 سچ بنا * پہچان لو نگاتیر سے تین جس نشان منین ہو * تبصرہ *
 تقسیم اس لمحے کی سابق بچٹوں کے درمیان معلوم ہوئی کہ مدالہ
 عدالت کا رعایت کرنی اس مناسبت کی ہی جو وحدت کی طرف
 رجوع کرتی ہی * پس جب کہ اعتبار عدالت کا ان کاموں پر
 موقوف ہو جو عالم معاش کے بندوبست کے وسیلے ہیں تو اس اعتبار
 کی تین قسمیں ہوئیں اس لیے کہ وہ کام تین نوع کے ہیں *
 ایک وہی جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے *
 دوسری وہ جو معاملے اور داد و سند منین ہی * تیسری سیاست
 و نادب سے علاقہ رکھتی ہی * لیکن ان تینوں صورتوں منین
 تناسب درکار ہی * پر قسم اول منین کہنے ہیں جب نسبت
 اس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھ مانند نسبت
 اس آدمی کے ہی جو مرتبہ یا ایسے مال یا ایسی بخشش منین جو
 نظیر اس بخشش کی ہی اس مال سے برابر آسکے ہو پس
 یہ بخشش حق اسکا ہی اگر کچھ زیادتی یا نقصان اس منین ہو تو
 تدارک اسکا واجب ہی ہے نسبت منفصلہ سے تشبیہ رکھتی ہی *
 اور دوسری قسم منین کہ ہی نسبت منفصلہ کو استعمال

گمراہ اور گدھی نسبت مترصافہ کو پہلی جیسے کہے تو کہ نسبت اس
 پر ازلی اس کپرتے سے کبھی ہی جیسے اس برہی کی
 اس چوکی سے ہی تو معاوضے معنی کچھ ظلم نہیں اور دوسری
 جیسے کہے تو کہ نسبت اس کپرتے سے کی اس سونے کے ساتھ کبھی ہی
 جیسی نسبت اس سونے کی اس چوکی سے ہی پس اگر کپرتے کو
 چوکی سے معاوضہ کریں تو حیف نہیں یہ مثال اخلاق ناظر ہی معنی
 اسی طرح سے مذکور ہی لیکن اس معنی خلل ظاہر ہی ہاں اگر
 نسبت کپرتے سے کی سونے سے مانند نسبت کرمی کی سونے سے ہو تو
 معاوضے معنی حیف نہیں ہونا ہی و لیکن یہ نسبت مترصافہ نہیں ہی
 جیسے سابق اسکی تعریف سے معلوم ہو اپریستوی قسم
 معنی جو نسبت معبر ہی وہ نسبت ہندسی کی مشابہ ہی جیسا کہے تو
 کہ نسبت اس شخص کی اپنے مرتبے کے ساتھ مانند نسبت اور
 ایک شخص کی ہی اسکے مرتبے سے پس اگر اس شخص
 سے پہلی پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان آسکا ہو تو اس نسبت سے
 اسکا بدلہ کرنا واجب ہی تا عدالت برقرار رہے غرض مرتبہ
 اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اس سے امور ناملائم کو دفع
 کرنا بغیر یہ جانے وسط کے حاصل نہیں ہوتا ہر گاہ کہ سابق

تقریباً دن سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل
 ہے۔ بس شریعت الہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہی
 رجوع کیا جا ہیے تا وحدت حق کا جو ہر اس سے پورا کرے اور
 جب کہ انسان کی طبیعت مقتضی اُسکی ہی کہ شہر و آبادی
 میں رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور
 زندہ گانی اُسکی بپھر شراکت و اعانت کے ممکن نہیں اور
 مشارکت میں بھی دینا لینا عوض و معاوضہ ضرور ہی * مثلاً
 نان، مائی کسان کے لیئے روتی پکانا اور کسان اُسکے واسطے
 کھیتی کرتا ہی * اور درزی جو لہجہ کی خاطر کپڑا سینا اور جولاء
 اُسکے لیئے کپڑا بناتا ہی * اور اسی طرح کے بہت سے کام ہیں
 لیکن اِس عالم احتیاج کے جد سے جد سے کام کے درمیان ایک ہی
 چیز ایسی جو دونوں جانب کی تھامنے والی ہو نہیں ہو سکتی
 پس اسی واسطے احتیاج ہوئی کہ ایسے کو درمیان لائے *
 کیونکہ اُسے تکفل اُسکا ہو سکتا اور نام اُسکا عادل متوسط ہی
 لیکن جب کہ وہ بے زبان ہی اِس لیئے بھرا ایک عادل گویا کی
 طرف احتیاج ہوئی اور وہ پادشاہ عادل ہی * پس حضرت
 حق تعالیٰ نے نبی نوع انسان میں سے ایک پادشاہ کو مقرر کیا

اور سپرز و شمشیر سے اُسکی تابندگی کہ اگر کوئی پیسے کی
 حالت سے منکر ہو اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور سیدھی
 راہ سے پھر جائے تو کشمیر قاطع سے اُسکا سربراہ کرے پس
 احتیاطاً عدالت کی تین ججزوں سے متصور ہوتی ہی * ایک شرع
 مقدس الہی * دوسری پادشاہ عادل * تیسری پیسا * چنانچہ
 حکیموں نے کہا ہی * پہلا ناموس شریعت الہی ہی * دوسرا
 ناموس پادشاہ جو تابع اُسکے ہی کیونکہ وہین اور پادشاہ ہی
 دونوں تو امان ہیں * تیسرا ناموس پیسا ہی * اور ناموس انکی
 قربان میں سیاست کو کہتے ہیں * پر ناموس اکبر جو شرع ہی
 چاہئے کہ سب اُسکی تبعیت کریں * اور دوسرا ناموس جو
 پادشاہ ہی وہ رعایا کی آسائش میں رہے * اور تیسرا
 ناموس جو پیسا ہی لازم ہی کہ پادشاہ کے اختیار میں ہو * چنانچہ
 نص قرآنی میں بھی اُسکی طرف اشارہ ہو اسی معنی اُسکے یہ ہیں
 اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزان کو اس لیے نازل
 کیا کہ انسان عدالت پر قائم رہے اور آثار اہم نے کوہ کو
 اُس میں سخت دہرا اور آدمیوں کے لیے منفعت ہی * کیونکہ
 کتاب سے اشارہ شریعت کی طرف ہی اور میزان سے کنایہ

اُضحائی جو ہر ایک شئی کے انداز سے کی تراز و اور ان بی جزیوں
 کی نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان تفاوت ہی سبب ہو
 پستان مین داخل ہی * اور نوے سے اشارہ ہی اُس توار
 کی طرف جو بادشاہ جنگ جو اور سیاست نو کے قبضہ
 اقتدار مین ہو * پس اُن باتوں کے مقابل ظالم مین شخص
 تھمے * پہلا برآ ظالم وہ ہی جو شریعت الہی کی اطاعت
 نہ کرے وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہی * دوسرا ظالم اُس سے
 چھوٹا وہ ہی جو بادشاہ وقت کی متابعت سے سر پھرے
 اُسے باغی کہتے ہیں * تیسرا ظالم اُسے چھوٹا وہ ہی جو عدالت
 کی راہ پر کہ جسے کے سبب بنتی ہی نہ چلے اور اپنے حق سے
 زیادہ طلب کرے اُس کا نام چور اور خیانت کرنے والا ہی
 لیکن فساد اُن دونوں کا تیسرے سے بہت ہی برآ ہی کیونکہ
 جو کوئی شریعت الہی کے امر و نہی کے دائرے سے نکلے ہر آیت
 وہ اُن دونوں ناموسون مین سے کسی کی اطاعت نہ کریگا
 اور اُسے ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہیں جو شخص کہ
 بادشاہ وقت کے حکم سے سر بھی کرے اور اس آیت کریمہ
 کے مضمون پر جس کے معنی بلے ہیں * کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور

اطاعت کروا کے رسول اور ان لوگوں کی جو تم منین سے صاحب حکم ہیں * عمل نہ کر سے نو بادشاہ حقیقی کے حاکم فرمان سے باہر ہو اور ہر طرح کی بدعت اُسے مستور ہی اس صورت منین سب کو لازم ہی کہ بقدر امکان اُسے دفع کرنے کے ایسے سعی کریں * حکایت * نامور بادشاہوں کی اخبار کے لکھنے والوں نے تواریخ کی کتابوں منین یوں نقل کی ہے * کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانے کے بادشاہوں منین سے اور اُس وقت کی بادشاہت کا سررشتہ اُس کے قبضہ اقتدار منین تھا یہاں گردون اُسکی اطاعت کی عمارت اٹھاتا اور اہلوق ایام اُس کے امر و نہی کا تازیانہ سہنا * رمضان کی انیسویں تاریخ کو قصبہ نیشاپور منین اُس نے فتح کے جھنڈے سے بلند کئے اور صفحہ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و مریضا کیا * شام کے وقت جون ہین شاہ خورشید ملک مغرب کی طرف متوجہ ہوا اور خیمہ زرین کو دریا کے کنارے پر کھرا کیا اور دن کے شور و غوغا کے سبب غروب کے خلوت خانے میں آرام فرمایا اور روزہ دارونکی آنکھیں بعقوب کے مانند یوسف عید کے انتظار میں دن کی مثال سفید ہو گئیں نہیں چاہتے تھے کہ بلال عید

جو یوسف کنتانی کی آبرو کے برابر ہی بے شانی فلک پر نمودر ہوا اس
 کیسے اپنے اپنے سینے کی انگلی تھی منین کہاں ہوس گا آتش
 اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گر سنگی کے بدحواس
 ہو رہے تھے * نہایت گھبراہٹ سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو
 چھت کے اوپر چڑھا از بس کہ غلبہ خیال سے ہر ایک گمراہ سینہ کا
 آنکی آنکھوں میں ہلال کی مانند نظر آیا * بیت * بان تک
 سما گیا تو دل بے قرار منین * تیرے سوانہ سو جھے کچھ اس
 چشم زار منین * القصد در محاہ کے مقربوں نے عید کے لالچ سے
 مشرع کے مقدموں اور دین کی شرطوں سے آنکھ چھپا کر
 بادشاہ کے حضور عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اسپر
 لائے کہ ارشاد ہوا شہر منین منادی بھیر دین کہ کل عید ہی اس
 عصر منین ابام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی جو بر سے
 مجتہد دن منین سے اور امام شافعی کے چچیر سے بھائی اور امام
 حجت الاسلام ابو حامد غزالی کے استاد ہیں سند نشین فتوا
 واجتہاد کے تھے * جب اس ماجرا سے واقف ہوئے فی الفور
 اعلام کیا کہ ابوالمعالی کہتا ہی کہ کل رمضان ہی جو کہ میر سے
 فتوایہ عمل کر سے چاہیے کہ صبح روزہ رکھے * جب بادشاہ کے

حواشیوں کو اُسکی خبر ہوئی اس بات کو بری طرح سے اظہار
 کیا اور عرض کی کہ ابوالمعانی نے خلافتِ حاکم سلطانی کے گیا
 مہر گاہک، عوامِ خلایق اس دیار کے اُسکے معتقد ہیں اسی کے فتوے پر
 عمل کریں گے یہ حرکت و دولت بادشاہی کے لائق اور آپ کی
 شان کے موافق نہیں بادشاہ اس بات سے بہت غصے ہوا لیکن
 ازبکہ نیک ذات اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت
 اپنے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کے مطابق ابام الحرمین
 کے رتبے سے بھی واقف تھا * ارکانِ دولت سے کہنے لگا کہ
 تم جاؤ * امام کو مہربانی اور حرمت کے ساتھ میرے آگے لاؤ *
 ہر چند وہ سے کہنے لگے کہ اُسنے حضرت کا حکم پانا پھر اسکو حرمت
 سے کیوں بلائیے * ارشاد ہوا کہ جب تک اُسکی بات نہ سنوں
 نہیں ایک خبر کے سننے ہی ایسے بزرگ کو بے حرمت نہیں کر سکتا
 ہوں * الغرض جب امام الحرمین کے پاس فرمان پہنچایا
 جو کپڑے کے گھر میں پہنچے ہوئے تھے اسی کپڑے سے بارگاہ
 سلطانی میں آئے * جو ہارون نے حضور میں عرض کی کہ
 امام نے اتنی نافرمانی پر اکتفا کیا * گھر میں جس لباس سے تھا
 اسی لباس کے ساتھ بارگاہِ معالیٰ میں حاضر ہوا * اور محفلِ شاہی کا

کچھ ملاحظہ نہیں کرتا ہی * بادشاہ یہہ سنکر زیادہ نغمے ہو اور دیوان خانے کے واروغہ کو بھیجا کہ کس لیے اس حالت سے آتا ہی کہا نہیں جانتا کہ بادشاہ ہونکی مجلس میں اس طور سے جانا بے ادبی ہی * تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہی کہ اپنی بات کا جواب آپ ہی سننے * اس لیے مجھ اوروں کو متقدم نہیں جو تقریر اسکی نجبی حضور میں عرض کریں * عرض جب حضور تک پہنچا کہنے لگا ہی بادشاہ میں اسی کپڑے سے بے نماز ادا کرتا ہوں اور درست ہی * تو جس لباس سے خدا تعالیٰ کی بندگی میں حاضر ہو سکتے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی لائق ہی لیکن جب کہ عادت اس طرح کی ہی کہ ایسے کپڑوں سے شاہوں کے حضور نہیں جاتے دل میں گزرا کہ پاس ادب کا کردن اچھے کپڑے اور موزے پہن کر حاضر ہوں پر جو وقت حکم عالی پہنچا اسی لباس سے میں بیٹھا ہوا تھا درگاہ کہ جب تم کپڑے بدیوں اور کچھ دبری ہو تو یہ سب اسکے فرشتے میرے نام کو بادشاہ اسلام کے باغیوں کے دفتر میں لکھیں مانگہ اسی یا بجائے سے جو میں پہننے ہوئے بیٹھا تھا اگر آتا تو بادشاہ کے حکم بجالانے کے لیے جلدی کے تو اب سے مردم نوتا * بادشاہ نے

فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اس مرتبے سے تو واجب جاننا
 ہی * تو میرے حکم کے برخلاف کسو اسطے منادی پھروانا ہی *
 جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے علاقہ رکھتی ہی اُسکا
 مجھے قبول کرنا واجب ہی * پر جس کا تعاقب فتوا سے ہی لازم ہی
 کہ مجھ سے پوچھیں * کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی متین حکم
 علما ہی کا ہی * روزہ رکھنا عید کرنا فتوا سے علاقہ رکھتا ہی نہ سلطان
 کے حکم سے * جب یہ باب ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصے
 کی آگ رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع
 نوازش و بخشش کے ساتھ رخصت کیا الحمد للہ کہ اس زمان
 فرزندہ ادا نہیں جو شاہزادہ عالمکیان کی صبح ظہور کا نور حضرت
 صاحب قرانکی یمن دولت اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سے
 اللہ تعالیٰ اُنکا مالک اور غلبہ ہمیشہ رکھے کہ عالم اُنکی عدالت
 گسری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان
 افلاک اُنکی مرحمت و مہربانی سے معطر ہی گردہ خلائق کی
 مصلحتوں کا مدار اور احکام شریعت غرا کی اصل ہی جب تک
 ہلال سلطانی خورشید کے ساتھ تربیت سے مدارج کمال کو
 پہنچے حق سبحانہ تعالیٰ حضرت سلطان سلیمان سرکان اعفی

نشان کے ہلال دولت کو حضرت صاحب قرآن سید زمان
 محمد دوم اکابر دوران کے ہر تو انوار منی پہنچا کر زوال کے چشم
 زخم سے محفوظ اور آسمان اہت و جلال کے آن دو نون
 نیردن کے سنادت و اقبال کے سنارون کو مغرب و بال کی
 علامت سے مامون رکھے * مثنوی * الہی تو میری دعا کر قبول *
 بھی بیسبر و آل رسول * تنویر * حکیم ارسطاطالیس نے
 کہا ہی کہ عدالت فضیلت کے جز کے برابر ہی بلکہ وہ تمام فضیلت
 ہی * اور ظلم جو مقابل آکے ہی رذیلت کے جز کے مقابل ہی
 بلکہ وہ سد نایار ذیلت ہی * لیکن عدالت پہلے شخص اور
 آکے خصائل سے علاقہ رکھتی ہی جیسے اُسکی طرف اشارہ
 ہوا ہی پھر آکے شریکوں کے ساتھ اہل خانہ یا شہر کے
 رہنیوالوں منین سے ہون * اسی واسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے فرمایا ہی * کہ ہر ایک تم منین سے اپنے اعضا سے
 جسمانی اور قواسی نفسانی کا نگہبان ہی * وہ قیامت منین ہو چھا
 جائیگا انکے احوال سے * اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے
 اوپر حق سبحانہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہیں * صحابیوں نے پوچھا
 و سے کون آدمی ہیں * فرمایا و سے جو پہلے اپنے حق منین اور اپنی

اولاد کے جن معنی عدالت کریں * پھر ان کے جن معنی جو انکے
 ملک معنی اور انکے تابع فرمان رہیں * حکیموں نے بطور تمثیل کے
 کہا ہی * جو چراغ کہ اپنے یاس ہی اگر اُسے روشن نہیں
 رکھے سکتا ہی یس جو کہ اُس سے تفاوت ہی بطریق
 اولیٰ اُسکو روشن نہیں رکھے سکیگا * یعنی جو کوئی اپنی اور
 اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سے عاجز رہے پھر اُس سے
 اہل خانہ اور شہریوں کی عدالت سمجھ رہیں ہی * چاہئے کہ
 پہلے اپنے من بدن کی عدالت سے خبردار ہو اور ان افراتفریط
 کی مضرت سے احراز کرے پھر اُسکے گھر کے لوگوں یا شہر کے
 رہنے والوں سے وہی طریق مسالو کہ رکھے اور نائب خداوند
 تعالیٰ کا کہلا سے * حکیموں نے کہا ہی کہ جب خلق اللہ کے
 بند و بست کی دوری ایسے بزرگ کے قبضہ اقتدار میں رہے
 تو زمانے کے انتظام کا سد رشتہ بنجوبی مستحکم ہو * اور اُسکے
 مبارک دوز کی تاثیر سے کھنٹی اور نسل میں ہر گت پیدا
 ہو * روایت ہی کہ کسری کے خزانے میں ایک تھیلا پایا
 اُس میں گہون کے دانے از ہکے بر سے بر سے چھہار سے کی مثال
 تھے اُس تھیلا پر لکھا تھا کہ جس زمانے میں بادشاہوں کی عدالت

نہایت کامل تھی برکت! اس مرتبے معنی تھی * درست
 ہی کہ اس زمانہ واضح برہان معنی حضرت خاقان صاحب زمان کی
 عطا و رحمت کی برکت سے تھوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی
 جمعیت و خاطر جمعی اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہنچی اور ملکوں کا
 میدان جو ظالموں کے ظلم سے پایمال ہلاکت کا ہو گیا تھا آبادی
 پر آیا بہ نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی
 ہی * بیت * خدا یا تو ملک اتے آباد رکھے * دل خالق کو خرم و
 شاد رکھے * ساتھ ان لہجہ * عدالت کی قسموں معنی *
 ارسطاطالیس نے تقسیم اسکی تین قسموں سے کی ہی * ایک
 وہ ہی کہ اسپر اقدام کرنا اس لیے ہی کہ حق تعالیٰ کی بندگی کا حق
 ادا کیا جائے کیونکہ اسکی مہربانی نے بے سابقہ استحقاق کے
 خلعت وجود کیئیں ہر ایک موجود کو انعام فرمایا * اور اپنے خزانہ
 احسان معنی سے اس عالم امکان کی ہر ایک شے کو بے شمار
 نعمتوں سے نوازش کیا * پس اقتصاء عدالت کا بہرہ
 کہ ہر ایک مستحق اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہے
 اسی کے بجلانے معنی طریق مستحسن کو نگاہ رکھے اور اسکی بندگی
 کے چلن معنی کسی طرح سے قصور نہ کرے * دوسری وہ جو

متعلق ہی اپنی نوع کے فشر کلاس سے مثلاً بادشاہوں کی تعظیم * علماء
 اور آئمہ دین کی تکریم کرنی * آجاتوں کو پھیر دینا * معاملے میں
 انصاف کرنا * تسری وہی کہ جو گزرے اُنکے حق سے ادا ہونا
 اس طور پر کہ اُن کے اموال میں سے اُنکے قرضوں کو ادا کرے *
 وصیتوں کو بجلا سے اور جو اُسکی مثال سے ہو * جو شخص احکام
 شریعت سے آگاہ اور سینمبر علیہ السلام کے اخلاق
 سے نبرداری سو جانتا ہی کہ حضرت نے یہ حکم اس کے کہ ہر قسم
کی زبان اُن کو عنایت کی ہی * اگر مقام میں عبارت فصیح
 اور اشارہ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا اُن میں سے
 ایک اشارہ یہ ہی * کہ فرمایا ہی تعظیم خدا کے حکم کی اور مہربانی
 خلق اللہ کے اوپر * جانا چاہئے کہ یہ عدالت کی تمام قسموں پر
 مشتمل ہی کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اُن چیزوں میں
 ہی جو بند سے اور اُس کے پروردگار کے درمیان ہیں * فقرہ اولیٰ
 سے اشارہ اُسکی طرف ہی یا اُن چیزوں میں جو اُس کے اور
 دوسرے آدمیوں کے بیچ ہیں * اور اُسکی طرف فقرہ ثانی سے
کناہہ ہی * اور دوسری حدیث میں فرمایا جے معنی یہ ہیں
 کہ دین نیکی کرنی ہی * لوگوں نے پوچھا کہ واسطے فرمایا خدا

اور اُس کے رسول کے واسطے اور سب موسون کے لیئے * عاقل
 دانا جاتا ہی کہ اتنی حکمت شریف کو ایسی مخمصر عبارت
 معنی اس فصاحت و بلاغت کے سانحہ سوا اس ادیب کامل
 کے جس نے کتب سے اسکی کہ پھر سے پروردگار نے پھر سے تین
 ادب سکھا بایس آداب پھر سے اچھے ہوئے * ادب سکھا ہی
 کون بیان کر سکتا ہی * اسی واسطے حکما سے متاخرین جب شریعت
 محمدی کی حقیقتوں سے آگاہ ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ تمام
 حکمت عملی کی تفصیلات پر مشتمل ہی تو کپہوں کی سب باتوں کی
 تفتیش اور انکی نام کتابوں کے تتبع کرنے کو فضول سمجھا * بیت *
 جو دیکھا باغ بان کا قد و بالا * آٹھایا سر و گلشن سے دل ایسا *
 عبادت الہی کی تحقیق معنی گفتگو یہ ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
 قوا و اعضا میں سے ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیئے خالق کیا ہی *
 مناسب بلکہ کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیئے جو غرض اصلی ہی
 سب ہوں یعنی خلافت الہی جو عبارت بادشاہت سے ہی
 اُسے امرار پر و قوت حاصل ہو * چنانچہ مطالع کے درمیان اشارہ
 اسکی طرف ہوا ہی پس ان قوتوں اور ان اعضا کو انکی
 غرضوں معنی صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکر گذاری

ہی اور سوائے ان کے متوجہ کرنا گناہ اور ظلم اور ناسپاسی ہی ہے جب کہ اس کا التزام کرنا نہایت مشکل ہی حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام بلاغت انتظام کے درمیان انکے اوصاف منین فرمایا کہ میرے پتہ و تمنین سے شکر گزار تھو رے ہیں لیکن ہر ایک قوت و عضو کو کس کام منین مصروف رکھیے تحصیل اسکی شریعت محمدی منین شرح و ہوتی ہی ہے اسی طرح سے آدمیوں کے حقوق بھی معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاص کے ابواب منین مشروح ہو چکے ہیں وہ ان سے معاوم کیا چاہیے پر عدالت کا وجود منین سے برتری و جہ عدالت بادشاہی ہی کیونکہ وہ عدالت کی سبب صورتوں کی جامع ہی اس لیے بغیر اس کے کسی شخص کو مقدر عدالت کا نہیں ہو سکتا۔ بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل سے ہے کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بند و بست خانہ داری کا بھی انتظام احوال سے علاقہ رکھتے ہیں اور باوجود اتنی فکر ذکر اور محنت و مشقت کے خاطر جمعی جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہی ہے کہاں ہے جیسا کہ اخبار منین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب منین جو رعایا سے ہو شریک رہے اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر مرتصبیت کے وبال منین انکے

ساتھ برابر ہو * اور حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن پادشاہ عادل خدا کے
مقرب بندوں میں سے ہو گا اور سلطان ظالم اُسکی رحمت
کی بارگاہ سے دور تر ہو گا * حدیث معرطفوی میں وارد ہو اہی

کہ ایک گھڑی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہی
اس لیے کہ ایک ساعت کا عدل تمام ملکوں کے درمیان ایک دم
میں پھیل جاتا اور مدت تک اُسکا چرچا رہتا ہی * عبد اللہ ابن
مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ اگر میں جانتا میری کوئی دعا
مقبول ہی تو بادشاہ کی بنک خوئی کے لیے دعا کرتا کہ نفع
اُسکا تمام خلایق کو پہنچے * جب کہ عدالت کی اس نوع کی تفصیل میں
سیاست مدین سے مناسبت رکھتی ہیں اس مقام میں
اسی قدر اختصار پر اکتفا کیا اور اس بحث میں لوگوں نے اعتراض
کی ہی کہ تفضل محمود ہی اور عدالت میں داخل نہیں کیونکہ
عدالت عبارت ہی برابری سے اور تفضل زیادہ * سابق معلوم
ہو ا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط سے معلوم ہو یا تفریط
سے مذموم ہی * پس چاہیے کہ تفضل مذموم ہو * جواب
اسکا اس طور سے دیا ہی کہ تفضل عدالت کے باب میں احتیاط

کی قسم سے ہی تا اسکی نقصانی سے ایمن رہے * اور ہر ایک
 مالکے کے توسط میں احتیاط کرنی ایک طور پر نہیں * چنانچہ سخاوت
 میں جو وسطی اسراف و بخل کے بیچ احتیاط اسکی زیادت
 کی طرف میل کرنے سے ہوتی ہی * اور عفت میں جو وسطی
 درمیان بدکاری اور پارسائی کے نقصانی کی جانب میل کرنے
 سے اور تفضل مستحق نہیں * مگر بعد رعایت کرنے شرائط عدالت
 کے اس طور پر کہ پہلے حد استحقاق میں ہو بعد اس کے احتیاط کی
 جانب میں پھر زیادتی اس میں ضم کی جائے * اور اگر کسی
 نے اپنے تمام اموال کو بجا مصرف میں خرچ کر دالا اسے مستفضل
 نہ کہینگے بلکہ وہ مبذر ہی * پس تفضل عدالت مامون اور مستفضل
 عادل محتاط ہی شرافت اسکی اس سبب ہی کہ یہ طریق
 عدالت کے باب میں مبالغہ اور احتیاط ہی نہ اس سبب سے کہ
 خارج ہی * یہ وہ جواب ہی جو قوم نے دیا ہی لیکن یقین ہی کہ
 دانادین کو یاد کرنے سے ان باتوں کے جو اس فن کے توسط معتبر میں
 مذکور ہوئیں اسے بہتر جواب حاصل ہو * جانا چاہیے کہ تفضل کو
 عدالت میں کہ ہی اختیار کرتے ہیں تا موجب نقصان اپنے حق
 کا نہ کہ کیونکہ اگر درمیان دو شخص کے حکم کرے تو کسی

جانبِ مینن تفضل مسموور نہو * حالانکہ رعایت کرنی اصل
 اعتدال اور مطلق مساوات کی لازم ہی * تغاویر * یکساں
 سے ایک گروہ نے کہا ہی کہ اگر رابطہ محبت و اخلاص کا آدمیوں کے
 بیچ مربوط رہتا تو سلسلہ عدالت کی طرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل
 معالیٰ مینن سے بسبب ربط و اتحاد کے ایک دو سرہیکی رضاجوئی
 اختیار کرنا اور کوئی کسی کے حق مینن طمع نہ کرتا * تحقیق اسباب
 کی بہرہ ہی کہ رابطہ اخلاص کا نہایت مستحکم ہی رابطہ عدالت سے
 کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی داخل طبیعت ہی اور عدالت ایک
 وحدت قسری اُس سے خارج ہی * ساتھ اُس کے عدالت بغیر
 محبت کے منظم نہیں ہوتی * پس یاد رہے مطلق محبت ہی
 اور عدالت اُس کا نائب سر اُس معنی کا بہرہ ہی محبت اس
آیہ قدسی کے رو سے جس کے معنی بے ہین * کہ مینن ایک گوشہ
مخفی مینن تھا پس چاہا مینن نے کہ پہچانا جاؤں تب پیدا کیا مینن
 نے خلق کو ایجاد آشیاء کا سبب ہی * پس دوام اور انتظام
 بھی اسی پر مبنی ہو سکتے ہین * بیت * بل بے ای عشق کہن
 سال تو ہر دم نو ہی * تیرے زمان کے تابع ہی ہر اک پیر و
 جوان * اگر خدا تعالیٰ چاہے نام بحث محبت کی حکمت منزلی مینن

آدیگی * اتھوان لمعه * فضیلتوں کے حاصل کرنے میں * حکمت کے بیچ مقرر ہوا ہے کہ مبادی ان حرکتوں کی جو کمالات کی طرف پہنچاتی ہیں یا طبیعت ہی یا صنعت * اول جیسے حرکت نطفے کی اطوار مختلفہ پر بہان تک کہ کمال حیوانی کو پہنچا سے * ثانی جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلے سے یہاں تک کہ کمال تختی کو ملا دے لیکن طبیعت صنعت کے اوپر مقدم ہی کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادہ انسانی کے مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہے بخلاف صنعت کے اس لیے کہ تعاقب اسکا ارادہ انسانی سے ہے * پس طبیعت گویا صنعت کا استاد اور معلم ہی اور جیسی نسبت کمال طبعی کی مبادی علیہ کے ساتھ ہی ویسی کمال صناعتی کی نسبت طبیعت سے ہی ہر نسبت اسکی صنعت سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب کے اور اسکی تدبیر میں ایک وجہ مناسب سے ہو سکتی ہے تا جو کمال کہ نفس طبیعت کے اوپر تقدیر الہی سے مرتب ہی صنعت سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صنعت کو ہی وہ حاصل ہونا ان کمالات کا ہی جو ارادے اور مشیت سے علاوہ رکھتے ہیں * سہلاً جب انسان جانور کے بیٹھے کو موافق کر جمی منہ

جیسے جھانی کی گرمی ہی سناو سے ٹوہنت سے بجے ایکبارگی پیدا
ہوں کہ برابر اس کے جانور کے از خود سینے سے ایکبارگی پیدا
ہونا مشکل ہی * جب تمہید اس مقدمے کی ہوئی تو اب
میں کہتا ہوں کہ جب مہذب کرنا ان خلقوں کا جن پر نظر اہل
فن کی مقصور رہی امرناعی ہی * تو الہدہ اس بات میں
طبیعت کا اقتدا اس طور پر کیا چاہیے کہ جو ترتیب وجود میں
مقدم ہو اسے تہذیب اخلاق میں بھی مقدم رکھیں اور
جو کونسی قوتوں کے مراتب میں ناممکن کرے تو اسے معلوم ہو
کہ ترکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنا چاہی
اس لیے کہ جو نہیں وہ پیدا ہونا ہی تو دودھ کی طرف متوجہ
ہوتا ہے یہ صرف الہام ربانی سے ہی کیوں کہ اس خالق نے
فرمایا ہے کہ میں نے ہر ایک شخص کو اسکی پیداہش عطا کی ہے
اسے راہ ہتائی اور جب قوت اسکی زیادہ ہونے لگتی ہے
تو اسے طلب کرنے میں چلائے اور رونے اور اسکی مانندوں سے
توسل ڈھونڈھنا ہی پر اوائل میں بسبب حکم اجہال کے امور متلاکے کے
ڈر میان جیسے ماکی اور اس کے غیر کی صورت ہی امتیاز نہیں کر
سکتا پھر جب اسکی خواہش ظاہری اور باطنی میں جوین جوین

قوت آتی جاتی ہی خیال اُسکا اُن شکیون کے یاد رکھنے پر غضبیں
 وہ دیکھتا ہی قادر ہوتا اور مطالب کی صورتوں کو جو جو اس کے
 وسیلے سے اُس کے دل میں گزریں انکی درخواست نہ کرنا ہی
 جیسی خصو صبت ماکا اور اُسکے غیر کی ہی اور اس قوت کے
 کامل ہونے سے ایک نوع کمال قوت غضب کی اُس میں پیدا
 ہوتی ہی نا اُس کے وسیلے سے دفع ضرر کا اور مزاحم و مانع کی
 صورت میں مقصد پانیکے لیے نہایت متاومت کر سے پھر جو
 اسکے مانع کو استقلال بنا دے تو شور و قریب اور اپنے غیر کی
 اعانت سے کمک دھونڈھے پھر جب یہ قوت پوری ہوتی ہی
 تب نفس ناطقے کا ایک اثر خاص جس کا نام قوت جبا ہی
 اُس میں ظاہر ہوتا ہی اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہی در بیان
 نیک و بد خوب صورت و بد صورت کے اور یہ قوت بھی آہستہ
 آہستہ مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہی پھر جب قوت
 شہوی اور قوت غضبیں شخص کتب اُس کمال کو جو اسکے لائق
 ہی پہنچاتی ہی تب وہ عمدہ نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہی مثلا
 پہلی قوت بسبب کھانے پینے اور ترہنے کے جب اُسکو ایک
 مرتبہ کمال کی طرف نزدیک کر دے تو وہ چاہتا ہی کہ ایک اور

سٹھنھن کو پیدا کر کے اس کیسے کہ بسبب اُسکے نوع باقی رہے
 تب مادہ منی کا اس منن پیدا ہوتا اور خواہش نکاح اور
 جنسے جمانے کی کرتا ہی * اور دوسری قوت جب اسکے حافظے
 منن قرار اور مضبوط ہو تب امور ناموافق کے دفع کرنے کے لئے
 اور مذہب و ملت کی حرمت کی پاسداری اور سیاسیات
 و غیرہ کے واسطے جنکے قائد سے انواع کی طرف رجوع کرتے ہیں
 سعی کرتا ہی لیکن نسری قوت یعنی قوت تمیز جب جزئیات
 کے درک کرنے سے مستحکم ہو تب کلیات کا تعلق اور انواع
 و اجناس کا تصور کرنے لگتا ہی * پھر جب اسپر قادم ہو تب
 وہ اسم عقل کا مصداق ہوتا ہی * پھر ان کمالوں کے ظاہر کرنے منن
 جو خاصہ انسانی ہی شروع کرتا ہی یہی وقت انسان یا بفعل
 ہونے کا آغاز ہی پر اسکے آگے اسکو انسان کہنا کیسے جیسے
 کبری کو آم کہنا اور اسی مرتبہ کے پیچ ان کمالوں میں جن کا تعلق
 طبیعت کی تدبیر سے ہی منتهی ہوتا ہی * اور یہ مرتبہ تدبیر صنایع کی
 ابتدا ہی یہاں تک کہ اس کمال اصلی کو جو انہی مراتب انسانی
 کا ہی اور اسکی تعبیر بطح کے درمیان نیابت خدا یعنی بادشاہت
 سے کی ہی پہنچے * پس طالب کمال کو لازم ہی کہ اسی طریق

سے تحصیل کمالات معنی رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب
 کمر سے ناس کے سبب مادہ عفت یعنی پارسانی حاصل ہو پھر
 قوت غنہی کو تاکہ شجاعت حاصل کرے تیسرے سمجھے تکمیل
 قوت تمیز کی کرے بہانہ تک کہ حکیم کہلاوے * بس اگر اتفاقاً
 ابتدا سے پیدائش میں قانون حکمت کے طریقے سے تربیت
 پائی ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن ان قوتوں کا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب
 جانے اور شکر اس نعمت عظمیٰ کا اس حکیم مطلق کی درگاہ میں
 پہنچاؤ ہے اور جو برعکس اسکے پرورش پائی ہو تو ناامید * اچاہے مادہ
 آئندہ اسکے نذار کہ معنی ہمیت مصروف رکھے * جانا چاہئے کہ بغیر
 ان لوگوں کے جنکی خدا نے تائید کی ہی اور بحکم اس آیہ قرآنی
 کے جسے یعنی یہ ہیں * کہ اللہ نے مجھے گمراہ پایا بس نیر سے نہیں
 ہا ایت کی انہیں کہاں خلقی اور فضل غیبی کے وسیلے سے
 عمل کسبے اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہی کوئی شخصیں
 نوضیات کہاں کے ساتھ مخلوق نہیں ہی اور اسکے حاصل کرنے
 کے لیے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہیں اگرچہ یہ سبب
 تفاوت استعداد کے کوئی یہ آسانی حاصل کرنا اور کوئی بدشواری *
 پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی چاہیے

یہاں تک کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالبِ فضیلت کو اُنکا مومن
 پر جو موجب اُسکی تحصیل کا ہی اقدام کرنا لازم تا وہ نامکہ اُسکو
 حاصل ہو بہرہ صناعت فن طبابت کے ساتھ مشاہدت نام نہ کھٹی
 ہی کیونکہ سزنگو ر نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدالِ مزاجی کا ہی
 چہ تک کہ ممکن ہو اور اعادہ کرنا اُسکا بعد زوال کے اور اس فن کے
 طلب کرنے والے کا قصد اعتدالِ خلیق کی احتیاط کرنی ہی پھر اسے
 حاصل کرنا بہ سبب اختلاف کے یا مکہ یہ علم حقیقت کے رومے
 خود طب و روحانی ہی جیسے سابق مذکور ہوا ہے ہیں سے ہی کہ
 چالیوس حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لکھا تھا کہ پہرہ نامہ
 طبیبِ ہدنی سے طبیبِ روحانی کو پہنچے * پس جیسے علمِ طبیب
 کے دو جز ہیں * ایک احتیاط کرنی صحت کی * دو مہر ایساری کو
 دور کرنا * ویسے اس فن کی بھی دو قسمیں ہیں * ایک وہ جو
 فضیلت کی محافظت سے تعلق رکھے * دو مہری جو دفعِ ذیلت کے
 لیے کام آوے * پس طالب کو پہلے اُن تینوں قوتوں متین نظر کرنا
 لازم ہی جسکا ذکر سابق مذکور ہوا * اگر اُن سبھو لگا احوالِ اعتدال
 کے طور پر ہی تو اُسکی محافظت کی سہی کیا چاہیے * اور جو اُس
 سے منحرف ہو تو اُسکے بدل نے میں کوشش کرے * جب اُنکی

ہندسیت سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت منہ
 مقدمہ اور بھر سہی بلخ کرنا واجب جانے یہاں تک کہ کوئی دقیقہ
 فرگذاشت نہو * اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اُس منہ مبروف
 رکھے تب کمال تحقیقی کے نہایت مرتبے کو پہنچ جائے * ذو ان لمعہ *
 صحت فہسانی کی محافظت منہ * جب روح کشنیں کسی نوع کی
 فضیلت حاصل ہو تو اُسکی حفاظت کرنی اور اُس قوت قاضہ کو
 اپنے اختیار منہ رکھنا اور اچھے اچھے آدمیوں سے صحبت و
 ملاقات رکھنی اور بُرے لوگوں کی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہی
 کیونکہ اپنے بار و مصاحب کی خوئیں طبیعت منہ جلد اثر کر جاتی
 ہیں * اسی واسطے حکیموں نے کہا ہی کہ طبیعت گویا چوری یعنی اپنے
 ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لے لینی ہی اور جسے بدون کے
 اختلاط سے اپنے تئیں بچانا واجب ہی اسی طرح سے انکی باتوں
 سے بھی خصوصاً اُن کلاموں سے جنہیں اُن کے خیال اور وہم
 باطن تراش کر اُنکو بناوٹ منہ رکھنے ہیں کیونکہ ویسی ایک
 مجلس منہ سمجھنا یا ویسی ایک بات کو سنا سنا اس شیوے منہ
 اتنی بد بیان مزاج منہ آجاتی ہیں کہ اُنسے چھوٹا سا ایک مدت
 کے اور بہت سی تدبیر کے میسر نہیں ہونا * اور اکثر ہی کہ ہمہ صحبت

علماء و دانشمندان کی بھی گمراہی کا سبب ہو جاتی ہے * اور علم فقہ
 منہن جو مقرر ہو اے کہ ان شرعون کا ترجمہنا جو برسی باتوں پر مشتمل
 اور انمنہن طبیعت کی رغبت ہو اور حرص کی طرف ہو حرام ہے * سو
 اسی حکمت کی طرف رجوع کرنا ہے اور اسباب سردی کے جو کچھ
 مشابہ خوارون کے شمار ہیں انکا حرام ہونا بھی اسی قسم
 سے ہے کیونکہ عمل کرنا ان یخرد نکا موجب ہی شہوت پرستی
 اور بدکاری کا * بھیدہ اسکا یہ ہے کہ پیدائش انسانی منہن سبب
 طاقت بدنی کے روح کو قوائے جسمانی کے ساتھ بھی نسبت ہے
 اور اسباب شہوت و غضب کے اس منہن داخل
 ہیں بھر ہو اور حرص کی طرف رغبت کرنی کسی ہی جیسے
 نیچے آنا کہ اس منہن کچھ تکلف نہیں اور فضیلت کا قصہ
 کرنا کیسا ہی جیسا باندی پر چڑھنا * پر یہہ بدون محنت شاقہ
 اور تکلیف نامہ کے متصور نہیں یعنی بغیر ترک کئے ہو اور
 جسمانی کے بسہ کمان * ع * آسمان سردی یار و ہمت ہی
 دوری * ہیں سے ہے کہ پنہمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
حدیث منہن آیا ہے کہ * بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضون
 سے اور روزخ ہو اور حرص اور خواہشون سے * جانا چاہیے

محکمہ دستوں سے آمیزش کرنی اور ہنسنا بہ لانا ایک
 آنداز موافق کے ساتھ بہتر ہی بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت
 دائمی کا سبب ہوتا ہے * جیسے اور خلقوں کی دو طرف ہیں
 و بسے اسکی بھی دو جانب ہیں * طرف انراط کو جھوٹہ اور
 مستحراہن اور بے غیرتی کہتے ہیں * اور جانب تفریط کو بے عزگی
 اور بگارت اور ہشیامانی * پس بے دو طرفین مانند اور طرفوں
 کی مذہبوم ہیں اور مرثبہ وسط کا محمود آسکانام کشادہ روشی
 خوشش خوشی خوش طبعی اور ظرافت ہی اور اس حد کے
 نگاہ رکھنے والے کو خندہ رو خوش خوش طبع اور ظریف کہتے
 ہیں * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم آس عظم
 شان کے ساتھ مزاج کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے * اور
 امیر المؤمنین حضرت عر رضی علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود
 آس مزبہ ولایت کے ہنسی اس مرتبے سے کرتے کہ وہ
 ینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی
 رضی اللہ عنہ سے کچھ ہنسی کی بات کی تب آن نے کہا یہ وہ
 مٹی ہی کہ اسنے نگو سب کے پیچھے ڈالا سبب اسکا یہ ہی
 کہ حضرت کی خلقت میں شق ولایت کا جو موجب جذبہ باطنی

اور غلبہ وحدت باقی گاہی بیشتر تھا اور خلافت واسطہ^۶
ظاہری اور علاقہ کثرت فانی کے سوا نہیں انکے درمیان آسمان
وزمین کا فرق ہی اسی واسطہ چند ان شق ثانی کی طرف
میلان طبیعت کا نہ تھا * بیت * موسیٰ آداب دانان اور رہین *
دل جلے اور سینہ ہریان اور رہین * جو چاہے کہ اپنی روح کو
صحیح اور تندرست رکھے تو اُسکی حفاظت منن سعی کرے
طریق اُسکا اس طور پر ہی کہ اپنے قوا کو خواہ وہ سے نظری ہوں
یا عملی اچھے کاموں منن مصروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنے
اپنے کام کی مشافی سے مضبوط اور خفیات کے سبب سست ہو
جاتی یہاں تک کہ محل زوال منن پہنچتی ہی اور بہہ طریق ریاضت
بدنی کے برابر ہی * کیونکہ طبیب کو لازم ہی کہ صحت بدنی کی
حفاظت کے لیے مراتب سعی منن سے کسی مرتبے کو فرو گناشت
نہ کرے یہاں تک کہ بدن صحیح و تندرست ہو کہ ہر طرح کی
بیماریوں سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیے
مشقت کے رو سے زیادہ ہی ریاضت بدنی سے کیونکہ اس ریاضت
کے واسطے کئی ایک باتوں کے سوا نہیں بخلاف ریاضت
نفسانی کے اس لیے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی موافقت

سے معطل رہے اور خالق کمال کے ادراک سے جو غرض
 اصلی ہی اعراض کرے تو بے شبہ حماقت و نادانی سے
 موصوف ہوتا ہے * اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذا سے
 روحانی اور رزق آسمانی ہی محروم رہتا * باطن منین کمال
 انسانی کے مرتبے سے گر جاتا اور ظاہر منین حیوان بے زبان
 کی مثال دیکھا ئی دیتا * پھر جب غفلت کی نیند سے چونک
 اُٹھے خواہ اس عالم منین یا اس جہان منین سو افسوس و
 پشیمانی کے کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگے * چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا
ہی اُسکے معنی بلے ہیں * کہ اگر تو دیکھے گناہ گاروں کو جس حال

ہیں کہ وہ اپنے خدا کے حضور منین سر نیچے کیسے اور کہیں یا
پروردگار ہمارے ہم نے دیکھا اور سنا پھر ہمیں دنیا میں بھیج
 تو ہم نیکی کریں اور ہم یقین کرے والے ہیں * ہر چند کہ علم
 و فضل سے زمانے کا یکتا ہو اور اُسکے عصر منین کوئی امرکا ہمتا ہو
 چاہیں کہ حجب و پندار کے سبب مراتب کمال سے گرنے پر سے
 اور اب تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نہ رہے * کیونکہ
 اس عالم تردد منین ایک سے ایک عالم مبتخر اور دانائے عصر
 ہی اور اپنے کبر سن کو کب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر

اور سستی و ناتوانی کا بہانہ نہ کرے * افلاطون سے پوچھا کہ نعمت کب تک مستحسن ہی بولا جب تک کہ عیب جمالت کا رہے * اور لازم ہی کہ جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہی اُسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سننے میں کا ہلکی نہ کرے * کیونکہ فراموشی علم و ہنر کے حق میں برسی آفت ہی * صحت روحانی کے احتیاط کرنیوالے کو چاہیئے کہ اپنے دل میں سوچے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے ہرزے جو محل زوال اور مقام انتقال میں ہی اُسکے پیدا کرنے کے واسطے کیا کبار خ و محنت اور سفر کی اذیت اٹھاتے ہیں * پس دولت حقیقی اور خصات ذاتی کے حاصل کرنے کی ناکید جس سے اُسکے جو ہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے اپنے اوپر واجب جانے * اور اس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح نہ دے * فرض کیا کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی * پھر جب وہ مر گیا تو اُس کے ورثے جو اکثر اُن میں سے اُسکے دشمن بھی تھے لے لیتے ہیں * بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق و نون جان میں ہی * اسی واسطے بشمیر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے تو خدا تیرے تئیں چاہے * اور ترک کر اُن چیزوں کو جو

آدمیوں کے پاس ہیں تو دسے لوگ تجھ کو پیار کرین * اور
 دو صری حدیث سنیں ہی تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر
 ہو کے رہ اور اپنے تئیں قبر کے رہنے مارون سنیں سے گن *
 ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جو کوئی دن کا تیسے پر قادر ہو چاہیے کہ وہ
 زیادہ طلبی سے باز رہے اس لیے کہ اُسکی نہایت نہیں اور
 اُس کے ڈھونڈنے والے کو بہت سی آفتیں پہنچتی ہیں * اور کہا ہی کہ
 اسباب دنیاوی سے غرض دفع احتیاج کے سوا نہیں * جیسے
 بھوکھ اور پیاس اور آفت بدنی سے پیمانہ اُس کی لذت
 مقصود ہی بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہی جو میانہ روی
 کی چال سے ہاتھ آتی ہی * پس معلوم ہوا کہ زیادہ طلبی سے
 اعراض کرنا سبب ہی لذت و صحت و دونوں کا * اور اُسکی
 خواہش سنیں منشا ہی دونوں کے گم کرنے کا * سلیمان ابن داؤد
 کے صحیفے سنیں علی بنیاد علیہما الصلوٰۃ لکھا ہی کہ دنیا کے درمیان
 طلب زیادتی کی نہ کرو اس لیے گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان
 اسٹہا سے زیادہ کھانہ نہیں کتنا * پس غنی اور غریب قدر
 حاجت سنیں برابر ہیں بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہی *
 اور اُسکو سوال کے کچھ اور فائدہ نہیں جو کہے کہ یہہ جزیرہ

ہی * اور جکے گھر میں اوقات بسر کا خرچ نہو تو مقدر حاجت سے تجاوز نہ کرے اور پوچ کا مون سے پرہیز کرے * اور چاہیے کہ کسی وجہ سے شہوت و غضب کو اپنے اوپر غالب نہ کرے * اور نخر یک اُسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نہ رکھے بلکہ عقل مصلحت اندیشی کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے تئیں اُن آدمیوں کے برابر نہ کرے جو اپنے دل میں اُس لذت کا خیال کیا کرتے ہیں جو معاشرت یا فحشے کے وقت مثلاً اُٹھو پہنچی ہو پھر اُسے سبب اُسی طور سے ایک لذت ایسی اور اُٹھائی جو وہ سبب دوسری اور شہوت یا غضب کا ہو * پھر اسی وضع سے اپنے تئیں ایسے وبال سے گرفتار رکھیں کہ اُسے چھوٹا بہت مشکل ہو یہ حالت اُس شخص کے حال سے شبہ ہی جو اپنی چال سے بلا میں مقید ہو جائے پھر اُسے چھوٹنے کی تدبیر میں مشغول ہو * اور ظاہر ہی کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر اقدام نہیں کرنا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اس طور سے کرے کہ اُسے وقت میں عقل کی مصلحت سے انتظام پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہو نا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے مرتبے کو پہنچے * اور لازم ہی کہ

کہنے بولنے کام کرنے... سٹھنے اٹھنے چال چلن میں پہلے سوچ لے تا عادت
انسانی کے طور سے جو چیز کہ مخالف ہی ارادہ عقل کا اُس سے
سرزد ہو* اچانا اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا کام
جو اُس کے قصد کے برعکس ہی اُسے ہو گیا تو اپنے تئیں مذمت
میں اس وضع سے ڈالے جو اُس کی عبرت کا موجب ہو* جیسے
اُس نے ایسے کھانے پینے کی جرات کی جس سے پرہیز کرنا عقل کے
رو سے واجب ہی تو اسکی سرِ اپنے اوپر اس طور سے مصلحت
سمجھے کہ بار دیگر اُس کی خواہش نہ کہے بلکہ روزہ رکھے اور اپنے تئیں
اس تصور کے واسطے زجر و ملامت میں ڈالے اور جو اتفاقاً
اُس سے بیجا غصہ سرزد ہوا تو علی الرغم اُس کے ایک
نادان کو اپنا ملازم کرے تا یہ سبب صد و امر ناملائم کے اُسے
چھپکا ہو رہے اور رخسے کو پی جا یا کرے یا کچھ مال جرات یا خدا کی
ہنگامی ایسی جو اُس پر شاق گذرے کرے* تا بار دیگر ارتکاب
ایسی حرکت کا نہ کرے* حکیموں کی تواریخ میں منقول ہی
کہ جب بادشاہ نے سقراط کو تاپیل کے لیئے حکم کیا اس لیئے
کہ اُس سے کوئی نسل یادگار رہے اور اُس سے لوگ
فائدے حکمت کے اٹھادیں* تب اُس نے ایک ایسی کلمہ

و رازِ حوریت کو اختیار کیا کہ ہر کہہ و سہ کے پاس وہ زبان
 و رازی مین علامہ عصراور مشہور تھی * اس لیے کہ اسکی
 صحبت سے قوتِ غیبی کو مقہور کر کے اور اقلیدس حکیم
 شہر کے احمقوں کو خلوت مین بلا کر پیسا دیتا تا اسکو
 ہر ملازجر و ملاست کرین * اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی
 دریافت کر سے چاہیے کہ نیک کاموں کی مشقت سے جو اسکی عادت
 معہود سے زائد ہین اپنی نادیب کر سے * غرض ان کاموں کی
 مشق مین خو کر سے کہ طبیعت کو ارکانِ عنفات و اہمال کانہو
 پیمان تک کہ ان پر قادر اور ان سے خوگر ہو جائے * اور بر سے
 کاموں کو اگر دے چھو تے بھی ہوں تو ان کو چھو تانہ جانے * اور
 ان سے اقرار کر سے تا موجب سستی کانہو * یہین سے ہی
 کہ شرع کے بعضے اماموں نے تصریح کی ہی کہ جس گناہ کو
 ضغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہی *
 اس مثنیٰ کو پیغمبر ﷺ کی حدیث سے بھی نقل کیا ہی * اور
 ضغائر آہستہ آہستہ باعث کبائر کے ہونے ہین بلکہ گناہ ضغیرہ
 کے بار بار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا
 ہی * باعتبار اس اختلاف کے جو علما کے بیچ ہی * اور لازم

یہاں کہ اپنی پہچان کے سببی کرنے منین مقدر و ربھر کو تا ہی نہ کر سے *
اور اُس دہم کے رد سے جو جا یوس نے کہی ہی کہ ہر کوئی
اپنے تین جاہتا ہی اور بلکم اُس قول کے جسکے منے یلے ہین * کہ
دوستی ہر ایک سشی کی بجھے اندھا اور گونا گونا کر دہتی ہی * نہ اپنے
عیب سے واقف ہو سکتا نہ پر اسے عیب سے * پس مناسب
ہے ہی کہ دوستی کسی دانا کی اختیار کر سے اور بعد اسکے کہ
جب رابطہ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخواست
کا مضبوط ہو تب اسکو اپنے عیبوں کے اطلاع کر دینے کی تکلیف
و سے اور اس بات منین بہت سا مبالغہ اور الحاح کر سے *
ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھے منین کوئی عیب نہیں دیکھتا ہوں راضی
نہو بنا کہ پوچھنے منین اور بھی اصرار کر سے * پھر اگر اُس نے کسی
عیب سے مطلع کر دیا تو لازم ہی کہ بیزار نہو بنا کہ خوش ہو اور
اپرا امو منین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمانے مطابق
جسکا مضمون یہ ہی * کہ جس نے میرے عیبوں سے مجھکو واقف
کر دیا نہ اس پر رحمت بھیجے * اُسے اپنے حق منین احسان
سمجھے اور شکر اُسکا اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے چھوڑنے کی
بہر مین رہے اگر دوستوں سے اُسکا مقصد نہ آوے تو

دشمنوں سے الٹاس کرنا واجب ہی کہیوں کہ دشمن
اظہارِ عیوبِ منین پر وا نہیں کرنا بلکہ وہ اُسکے افشا
کرنے منین اکثر ساعی ہوتا ہی * پس اسی طریقے سے
اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہی * پھر ابا کر سے جو کسی
طور سے اس منین خلل راہ پناو سے * یہی معنی ہمیں
اُسکے جو جالیئوس نے دوسرے مقام منین کہا ہی کہ نیکوں کو
دشمنوں سے نفع حاصل ہوتا ہی * اور حضرت عیسیٰ علیہ
السلام سے منقول ہی کہ میں نے بے ادبوں سے ادب
سیکھا * اور بعض حکیموں نے کہا ہی کہ فضیلت کے طلب کرنوالے کو
چاہیے کہ اپنے آشنائوں کے احوال کو آئینے کی مثال خیال کرے
اور اپنی سیرت اور خو خوارق کی صورت اُس منین دیکھ لے
تو افعال بد کو اپنے معاہوم کرے * کیونکہ نفس انسانی جس طرح
غیر کی برائیوں پر جلد واقف ہو جاتا ہی اس طرح اپنی
بدیوں سے خبردار ہو نہیں سکتا * ^{دعو ان لمعدہ} * امراض
انسانی کے معالجہ کرنے منین * جیسے طب جسمانی منین مقرر ہی
کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزوں کے اختیار
کرنے سے ہو سکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو

اسکی ضد ہی مندفع ہوتی ہی * طب نفسانی میں بھی یہہ قاعدہ
 جاری ہی * اور جب کہ فضیلتوں کی چار قسمیں اور رذیلتوں کی
 آٹھہ ہیں چنانچہ سابق گذرین * پس رذایل کو اس اصطلاح
 کے رو سے جو کہتے ہیں کہ دو ضد ان دونوں موجود نہکانام ہی
 جنکے درمیان تفاوت اس مرتبے سے ہو کہ کہ ہی دو اکٹھے
 نہوسکین * اضداد انصائل کے نہ کہہ سکئے لیکن باعتبار اصطلاح
 عام کے اطلاق ضدون کا انہیں دونوں پر منحصر نہیں * اور
 طب نفسانی کی اصل یہہ ہی * کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر
 شناخت اسکی کہ کس مرض کا کیاسبب ہی اور اسکی
 علامت کیا * پھر دریافت کرنا اسکا کہ اس مرض کی دو اکس طور
 سے کیا چاہیئے * اور جب کہ قوا سے انسانی کی تین نوع ہیں *
 قوت تمیز * قوت غضب * قوت شہوت * تو ان کا منحرف
 ہونا عدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے
 ہی * یرمائی زیادتی کرنی عدال کی حد یر یا اس حد سے نقصان
 کرنا * پس ہر ایک قوت کی بیماری تین وجہہ سے ہو سکتی
 ہیں * افراط یا تفریط یا رداوت کیفیت سے * اما افراط قوت
 تمیز کا باعتبار شوق نظری یا بنظر شوق عملی کے ہوتا ہی * اول جیسے

فکر کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے میں مبالغہ کرنا *
 اور بے محل تھمہر جانا منشا اسکا شبہ بیجا ہی * اور ان محصولوں کے
 عرف میں جو لذت یقین سے محروم ہیں اسے مذہب کہتے ہیں *
 اور یہ سب اس کے مطالب یقینہ سے رہ جاتے * پر دوسری
 قسم اگر امور جزوی میں ہو اس کا نام کربزی ہی یعنی خلاف
 حکمت * اور جو امور کلی میں ہو اسے دماغ کہتے ہیں یعنی انداز سے
 زیادہ عقلمندی * اور تفریط قوت نظری کی خمبود یعنی سستی
 فکر کی اور بلادت ہی * اور قوت عملی کی بلاہت ہی * غرض وہ
 تصور کرنا فکر کا ہی حد واجب سے عملیات میں ہو یا علمیات میں *
 اتار دات اس قوت کی جیسے شوق ان علموں کا کرنا جو نتیجے
 کہاں حقیقی کے نہیں دیتے زیادہ اس قدر سے جو ممد تحصیل یقین کا
 ہو * چنانچہ علم بدل اور خلاف اور سفیضے کا یعنی بحث کربکا
 ہی زیادہ اسے کہ تحصیل یقین کا ہو * اور جیسے علم جادوگری رمانی
 بازی گری کا اس لیے بہ سبب ان کے غرض اضالی کے رہتے
 سے رہ جاتا ہی * اتنا قوت غیبی کا افراط جیسے بہت غصہ کرنا
 اور انتقام کے پیچھے پڑ جانا اور آتش خشم کو مرتبہ اعتدال
 سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اسکی جیسے بے غیرتی اور ہزدلی ہی *

پر رذائے اس وقت کی کسی جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکار پتھر
یا چار پایون یا لڑکون یا آن لوگون پر جو انکے تابعدار ہیں غصے ہونا
یا مسوجب خنگی کرنی * پر وقت شہوی کا انفرط جیسے کھانے
پینے پر زیادہ حرص کرنا اور عورتوں سے بہت صحبت رکھنی
ایسی جو اس نحر سے غارح ہو * اور لفظ اسکی
یہ ہے کہ جس قدر کھانا مینا ضروری ہی اس میں قنور کرنا اور
پہ شادی کا ازادہ جس سے بقاء نسل متصور ہی نہ کرنا اسے گام
نمود شہوت ہی یعنی شہوت کو سمجھنا پر رذائے اس وقت کی
جیسے سنی اور گویے کھانسی بھوکھ ہونی اور شہوت رانی مردوں کے
ساتھ کرنی غرض شہوت رانی انوضع کی کہ عقل کے نزدیک
بد ہو اور بے سب امراض بسبب کی جنس ہیں * اور انکے تحت
میں بہت سے انواع مندرج ہیں * پھر انکے آپس کے مانع سے
بہت سے مرض پیدا ہوتے ہیں ان میں سے بعضوں کو مہلک
کہتے ہیں * اس لیے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے
ہیں * جیسے ہجرت نادانی غصہ وری بزدلی غمگینی حسد انتظاری
عشق اور برکاری ہی * اور جب کہ ناشر ان بیمار یوں کی
بہت ہی تو معالجہ آنکار ضرور * لیکن ہر ایک اپنے اپنے مقام میں

ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ * اور جبکہ بدن اور روح کے درمیان ازبکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہی * چنانچہ انکے کسی مینن جو کیفیت پیدا ہو دوسرے مینن بھی سمراپٹ کرتی ہی * پس سوچا جائیے کہ سبب اس کیفیت رویہ کا اگر کوئی مرض بدنی ہی جیسے سوء مزاجی یا بدترکیبی تو دوا اسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور * اور جو علت اسکی بدکاری کے سبب سے ہو تو طب نفسانی سے * اور جسے تدبیر جسمانی غذا کے اور دوا کے استعمال کرنے سے ہو سکتی ہی * اور کہ ہی اتفاق ایسا ہو جاتا ہی کہ احتیاج زہر اور سخت کامونکی طرف ہوتی ہی جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کات ڈالنا * تدبیر نفسانی بھی اسی روش پر ہی * پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے اور برے کاموں سے اپنے نمین نیک کامونکے وسیلے سے بچا دے یہ گویا غذا کی قسم سے ہی * دوسرے اپنے نمین کہنے سننے کام کرنے اور سوچنے کے رو سے زجر و ملامت مینن رکھے یہ گویا دوا کے طور پر ہی * تیسرے ارتکاب کرنا اسکا جو موجب ایک ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اسکا ہی یہ صورت نشیہ رکھتی ہی اس حالت کے ساتھ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو * چوتھے

عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اُن
ریاضتوں میں متروک ہونا جن سے نفس انسانی کو رنج پہنچے
بہان تک کہ وہ وقت ضعیف اور فرمان بردار ہو جاوے یہ داغ
دینے اور قطع کرنے کا سبب ہے * یہ طریق معالجے کا ہی اجمال کی
وجہ سے * پر تفصیل کی وجہ سے کتنے مریضوں کے علاج کا بیان
جو اُن تینوں وقتوں سے علاقر کھتے ہیں ہو گا تا اور مریضوں کا
قیاس اُنہر کریں * چرقت تمیز کی بیماریاں اگر بہت ہیں لیکن
مخوف تر انہیں سے تین قسم کی ہیں * ایک حیرت * دو سری
جہل بسط * تیسری جہل مرکب * پہلی نوع انراض کی قسم
سے * دو سری نوع تفریط کی * تیسری رداوت کیفیت کی
قسم سے ہے * لیکن علاج حیرت کا یہ ہے کہ جب دلیلیں ایک
مطاب کی آپس میں متعارض ہوں اور وہ مطاب نئی ہو
مثلاً نفس انسانی اُسکی دونوں طرف کے یقین کرنے سے لاپار
ہو تو پناہیئے پہلے اس قضیئے پر ہبہ کہ سوچے کہ دونوں تقرضو زکا مانا
اور اُن کا اتمہ جانا محال ہی * جب اُسے یقین اجتماعی حاصل ہو
کہ نفس الامر میں ہر ایک مسئلے کی دونوں طرفوں میں سے
ایک طرف ہی ہوگی اور دوسری جانب باطل * پھر اُس

مطالب کے مناسب مقدموں میں بطور قواعد و قوانین منطقی کے
 تفسیر کرے * اور اس تفسیر میں احتیاط کی شرطیں اچھی
 طرح سے ملحوظ رکھے * یہاں تک کہ حق باطل سے علیحدہ ہو * اور
 وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جاوے * علاج جملہ سبب کا
 وہ عبادت ہی نادانی سے بلے اعتقاد کیسے علم کے اپنے شان میں
 پر اہل اس میں بہہ بد نہیں ہی بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہی * کیونکہ
 اگر وہ عالم ہی یا اپنی شان میں اعتقاد علم کا کرتا ہی تو سیکھنا
 محال لیکن اس مرتبے میں رہنا ہی اور شرع و عقل کے رو
 سے اس کو ملامت کرنا واجب * علاج اس کا یہ کہ وہ انسان
 اور دوسرے حیوانوں کے احوال میں داخل کرے تا اسے
 یقین ہو کہ ان پر فضیلت آدمیوں کی باعتبار علم و تہذیب کے ہی اور
 وہ نادان جو زیور علم خالی ہیں عقیدت میں گونگیے جانور و انکی
 مثال ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر * چنانچہ مطاح کے درمیان
 ظاہر ہو چکا اسی واسطے ان فضلاء کی محفل میں جو میدان کہاں کے
 شاہ سوار ہیں جب حاضر ہوں تو ان سے گفتگو کرنے کی کچھ راہ
 نہ پائے * اور حیوان بلے زبان کی مانند منہ دیکھ کر رہ جاوے *
 پس سوچا جائیے کہ دسے آپس میں جو باتیں کیا کرتے ہیں

سو جانور و وہی آواز سے مناسبت رکھتی ہیں یا آدمی کے کلام سے * اس لیے کہ ان کی باتیں اگر نطق انسانی کے شمار میں ہوں تو ان علما کے مجمع میں جو امر بیان کے بازار کے جوہری ہیں رواج باتیں * بانہ انہیں آدمی کہنا گیا ہی جسے گیہوں کے جھار کو گیہوں اور اگیو ر خام کو اگیو رکھنا * اور تھوڑے تامل سے ظاہر ہوتا ہی کہ اتنے گونگے جانور بہ حسب پیدائش کے اپنے کہاں نوعی کے پہنچنے کے لیے قوا اور آلات جسمانی کو مصروف رکھتے * اور اس راہ راست جس سے اُسکی نہایت کو پہنچنے ہیں منحرف نہیں ہوتے * بخلاف اس نادان کے جو بھلے بُرے کی پہچان سے غافل ہی * اور اپنے ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدائش کے خلاف متقاضی میں صرف کرنا اور تحصیل کہاں کی سبب ہی راہ سے جو خاصہ نوع انسانی کا ہی باز رہتا ہی * پس یہ جاہل بے شبہ ان حیوانوں سے بدتر ہی * پھر جب اسی قیاس کے اوپر احوال جمادات کا ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہو کہ ! اس مرتبے سے بھی وہ فروتر ہی کیونکہ اس نے بہ سبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو اعلیٰ اعلیٰ کے مرتبے سے اسفل اسافلین میں ڈال دیا * اور نظماً طالیس نے کہا ہی کہ اگر بیٹا اور نابینا دونوں کو سٹے میں

مگر ترہین نو کم بختی مبین دونوں شریک ہیں پر اندھا بہ سبب
اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہی اور بنا پڑ سبب تقصیر کے
عقل کے نزدیک مستحی ملامت و عتاب کا ہوتا ہی * چنانچہ
عربی شعر مبنی کہا ہی مضمون اس کا یہ ہی * بیت * مبنی نہیں
دیکھنا ہوں انسان مبنی * عیب جیسا ہی نقص قادر کا * اور
اہل نقل و علم کے اتفاق سے ثابت ہو ہی کہ کوئی فضیلت بدون
علم کے تمام نہیں ہو سکتی! اسی واسطے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے
کتاب اعجاز انتساب مبنی پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی
کے دو عامانگنہ کے لیے حکم کیا اور فرمایا ہی * کہہ ای محمد کہ ای
میرے پروردگار میرے علم کو زیادہ کر * اور جب عائشہ صدیقہ نے
حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ * آدمی کس
چیز کے سبب اچھے ہوتے ہیں فرمایا کہ عقل کے سبب * اور
حضرت مصطفیٰ علیہ السلام نے حضرت مرثیٰ علی رضی اللہ
عنه سے فرمایا کہ ای علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب
منزلت ہر طرح کی بندگی کے سبب پیدا کرتے ہیں * پس تو
عقل و فکر کے وسیلے سے اُنکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت
کر * اور حدیث مبنی آیا ہی کہ * آدمی عالم یا مسلم ہی اور

باقی گوہر کے کیر سے * ایک اصحابی نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہے * فرمایا کہ
علم پھر آسنے ہی سوال کیا تو یہی جواب ارشاد ہوا * بیان
تک کہ آسنے میں بارہویہ اور حضرت نے یہی جواب دیا * تب
آسنے عرض کی کہ میں عمل سے سوال کرتا ہوں نہ علم سے فرمایا
کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہتر ہے بہت عمل سے جو جمالت کے
ساتھ ہو * علاج جل مرکب کا * حقیقت اُسکی اعتقاد کرنا ان
باتوں کا ہی جو مطابق واقع کے ہیں اور یہ بے شبہ مستلزم ہی
اپنے عالم ہونیکے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم نہیں * یا جیادہ
نادان ہی پر نہیں جانتا کہ نادان ہی * اسی واسطے اُسکو جل
مرکب کہتے ہیں * اور جیسے اطباء بدنی بعضے امراض دائمی کے
علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہیں * اطباء روحانی بھی ویسی
یہاریون کی دوا سے لاچار ہیں * کیونکہ جب کوئی اپنے نہیں
عالم اعتقاد کرنا ہی پھر علم کی طلب اور اُسکا حاصل کرنا کیونکر
اُسے منصور ہو * چنانچہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام نے
فرمایا ہی کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو میں اچھا کر سکتا ہوں
پر احمق کے علاج سے لاچار ہوں * لیکن جو علاج کہ فی الجملہ چشم

صنعت اُسے متوقع ہو سو علوم ریاضی کا اسٹعمال ہی گبونکہ
 اُس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدا ہی رکھنا ہی
 اور وہم کی مداخلت چند ان اُس معنی نہیں جسے علم ہند سے
 اور حساب اور ہائند آسکی تا طبیعت آسکی لذت بقین کی
 پاو سے پھر جب اپنی مقدمات کی طرف رجوع کرے اور
 اس طرح کی چین اور لذت پاو سے اور اپنے خلل سے واقف
 ہو جل آسکا بسیط ہو جانا ہی * اور فضائل کے حاصل کرنے کی
 استعداد اُس معنی پیدا ہوتی ہی * پر قوت غضب کی بیمار بان
 اگر یہ بلے شمار ہیں لیکن سخت تر ان معنی سے تین نوع
 کی ہیں * ایک غصہ * دوسری نامردی * تیسری دہشت
 پہلی قسم افراط کی جت سے * دوسری تفریط کی * تیسری
 رذالت کیفیت کے سبب ہی * علاج غضب کا * غضب وہ
 ایک کیفیت نفسانی ہی سبب اُسکے روح اور خون جو
 سواری آسکی ہی جو شش و خروش معنی آتے ہیں * سبب
 آسکا خواہش انتقام کی ہی * پھر جب وہ کیفیت زیادہ
 زور کرتی ہی تو وہ جوش خروش آسکا اور بھی برآہہ جاتا ہی یہاں
 تک کہ دماغ اور رگین جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہیں

اُسکی آتش خشم کے دھوئیں سے بھری جاتی ہیں * اور
 ناریکی سے اسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی * اور تمام کام
 اسکے برخلاف عقل کے ہو جاتے ہیں * حکیمون نے تمثیل انسان
 کی اُس حالت میں اُسکے ساتھ دی ہی کہ جسے آگ سے
 بھرے ہوئے ایک غار میں کوئی پتہ ہی اور دھوئیں کی شدت
 سے کچھ دکھائی نہیں دیتا * ایسے وقت میں علاج اُسکا مشکل ہی
 کیونکہ اس حالت میں اُسے جتنی نصیحت اور زجر و ملامت
 کریں تو اور بھی اُسکی آتش خشم کے بھرنے کا سبب ہو *
 لیکن اِس صورت میں اُسے لازم ہی کہ وضع بدل دالے یعنی
 اگر وہ کھڑا ہی تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لبت
 جائے علی ہذا القیاس تاکہ غصہ اُسکا فرو ہو اور اُسکو نافع *
 اور تھنہ * پانی پینا اُسکو مفید ہی اگر کچھ خوف نہ ہو * اور یہ سنہمیر خدا
 علیہ السلام کی حدیث کے موافق و ضو کرنا سو جانا اسی طرح سے
 اُسکو نافع ہی * اور غصہ ہونے میں سب کے مزاج برابر نہیں
 کیونکہ بعضون کے غصے کی آگ ہر نال کی مثال ایک چنگاری
 سے ساک جاتی ہی * اور بعضون کی روغن دار پختہ کے برابر
 شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہی * اور بعضون کی سوکھی لکڑی کی

مانند چھوٹک بھانک کی طرف * اور بعضوں کی بہت دیر سے مشتمل ہوتی ہے * پر یہ مرتبہ بہ سبب عجز و نامردی کے نہیں بلکہ عظیم شانی اور دور اندیشی کے باعث ہے * اور تفادات ان مرتبوں کا باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہی بعد اس کے جب غصے کے اسباب ہی درہی ہوا کہ میں تب و سے سب درجے برابر ہیں بلکہ پچھلے شخص کا غصہ سخت ہلا ہوتا ہے اس لیے کہ اس کے غصے کے ظاہر ہونے کا واسطہ کسی سبب قوی کی جت ہوگا * اسی واسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے * کہ تم حلیم کے غصے سے اپنے تئیں بچائیو * اور حضرت کی حدیث میں ہے کہ فرزند آدم کئی قسم ہیں بعض ایسے ہیں کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد پھر جاتے ہیں اور بعض دیر غصہ ہوتے پھر جلد پھر جاتے ہیں * اور بعض سے ہیں کہ بدیر خفا ہوتے اور بدیر تنہا ہوتے ہیں * اور بعض ایسے ہیں کہ جلد غصے ہوتے اور دیر سے سکین میں آتے ہیں * پر انہیں سے دوسرے درجے کا سب سے بہتر ہے اور سب کا برا اجر مرتبے کا * امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کہ غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہے تو بادشاہ کو لازم ہے کہ غصے کے وقت کسی مسلمان پر حکم عقوبت کا

نگر سے اس واسطے کہ شاید وہ غصے کے سبب قدر مستحی سے تجاوز
 کر جائے * اور اس کے دل میں خوشی حاصل ہو * یہی
 ہے کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو
 دیکھا جب جاہ کہ اسے پکڑ کر درۃ شرعی مارین کہ آسنے گالی
 دی * وہیں امیرالمومنین نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ
 اب اسے اگر نازیبا نہ ماروں تو اپنی تکین خاطر کے لیئے اسکو
 دکھ دوں نہ خدا کے لیئے * ایک دن تقصیر بند دن میں سے
 کسی کو عمر ابن عبدالعزیز کے حضور لائے آسنے سخت درشت
 بائین کہیں نسب فرمایا کہ اگر میر سے نہیں اس وقت غصہ نہوہا
 مہین تجھے عقوبت کرتا * اور اسباب غضب کے دس ہیں *
 عجب * افتخار * مراد * کج عاج * مزاج * تکبر * استہزا *
 خد * خیم * منافقہ * اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو
 عارض ہوتے ہیں سات ہیں * مذامت * ترہب * دنیا و آخرت
 کی مکافات * دوستوں کی دشمنی * استہزا و ذیلوں کی
 شامت اعدا کی * تغیر مزاج کا * نام درہمان حال * لیکن
 حقیقت کے رو سے دیوانے کا خصہ ایک ساعت کے سوا نہیں *
 جیسے حکیموں نے کہا ہی کیونکہ ہر آئینہ خصہ در کا مزاج اعدا ال

صحیح سے بہت حرارت کی طرف مائل ہی ہے پھر اگر یہ مزاج
 دیر پائی کر کے جنون سببی پیدا ہو * چنانچہ قوانین طبی کے
 واقف کار اسے جاننے ہیں * یہیں سے ہی کہ حضرت
 مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے * کہ گرم مزاجی ایک
 نوع کا جنون ہی اگر اس مزاج کے آدمی کو شہانی نہ تو وہ
 علامت ہی استحکام جنون کی * اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روح
 خارج کی طرف حرکت شدید کرتی ہی * اور دل جو روح
 حیوانی کا بیخ ہی خالی رہ جاتا ہے * اور روح کی مدد جو ہمیشہ
 عضو دماغ کو پہنچتی ہی منقطع ہو جاتی ہی یا بہ سبب اسکے کہ حرارت
 فحشہ کی تہش جو ہر روح متین پہنچ جاتی ہی * اور بخار اس کا دماغ
 ہو جاتا ہے * عرض ان دونوں حالتوں متین مرگ ناگہانی کا
 سبب پیدا ہوتا ہے * یا اخلاط اس شخص کے سوخت ہونے
 ہیں اور اسے امراض رویہ جو مودی ہلاکت کی طرف ہوں
 پیدا ہوتے ہیں * اسی واسطے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت
 مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق متین
 کچھ نصیحت کی بات فرمائیے اسکو تین بار خصہ ہونے سے منع
 فرمایا اور اسی پر اقرار کیا * اصحاب متین سے ایک صحابی پندرہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین
 کیا ہی فرمایا کہ نیک خوئی * پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی
 سوال کیا پھر حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا * پھر بائیں
 طرف آ کر پوچھا تو یہی جواب سنا اسی طرح سے پچھے جا کر
 سوال کیا * فرمایا کہ تو نہیں سمجھ سکتا ہی کہ دین وہ ہی کہ تو
 غصے سے باز رہ اور کلام مجید میں ہی * جو کوئی غصے کو پی جا سے
 اور آدمیوں کی خطا سے درگزر سے * علاج غضب کا اور
 بیماریوں کی مثال دفع موجب سے ہو سکتی ہی * پس اگر
 سبب اُسکا پندار ہو وہ ایک گمان کا ذب ہی اپنے حق میں
 اُس مرتبے کا جس کا سستی وہ فی الواقع نہیں ہی اُسکے دور کرنے کا
 طریق بہ ہی کہ اپنے عیب کو دھیان کر سے اور اپنے تئیں غضب
 میں ڈالے پھر اُسکے ساتھ اور ون کے کمال کو ملاحظہ کر سے
 اِس لیے کہ کوئی ایسا نہیں کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال
 کو دیکھے تو جس کمال کا سرا دار ہی ظاہر نہو * کیونکہ ~~.....~~ حق
 سبحانہ تعالیٰ نے موجودات کی ہر ایک شے کو بموجب اُسکی
 استعداد کے اپنے خاص اسموں اور اپنی صفتوں کے پر تو سے
 معین کیا ہی اِس میں کسی کی شرکت نہیں اور اس عالم

نظام کے بیچ ہر شخص کو اسکے حاصل کرنے کی قوت عنایت فرمائی * ع * اس ماں مینن طاوئس سناہی کام مینن ہر ایک گس * اور جو سب اُس کا مال یا جو بصورتی بانسب یا جاہ سے ہی پس اگر مال ہو تو داناؤن کو معلوم ہی کہ جو چیز نوٹ اور چھتے اور چوری یا غارت ہونے کی آفتون سے بچ نہیں سکتی وہ سب افتخار کا کس طرح ہو سکتی ہی * اور جو خوبصورتی ہو تو ظاہر ہی کہ جو چیز نہ صورت سے عارضے سے زائل ہوتی ہی عقلا کے افتخار کا موجب کیونکر ہوگی * بیت * منور و مت ہو ہرگز مال و جمال سے مان * اک شب مینن اُسکو لے کین اور لے سکو ایک تب مینن * اور اگر نسب ہی تو وہ آبا اجداد کی شرافت کے اعتبار سے ہو گا فرض کریں کہ اگر باپ اُس کا مثلاً اُسے کہے کہ تو اس شرافت کا جو دعوا کرتا ہی وہ فی الحقیقت میری ہی اُسے کیا بزرگی تیری جو تو فخر کرتا ہی تو وہ بے شبہہ لاجواب ہو جائیگا اور شاید کہ فضلا سے زمان مینن سے کیسے ساتھ باپ اُس کا درجہ مساوات کا رکھتا تھا اس لیے شرافت اُس کی طرف عائد ہوئی * پس کیونکر اُسے ساتھ نسبت رکھتی اُس فاضل کے برابر فخر کرنے کا سبب ہوسکتیگی *

یہ خصالت ناقصوں کی ہی کہ باپ کی شرافت کے ادب مغرور رہو
 دعو ا فوقیت کا علمایر اس طور سے رکھتے ہیں کہ گویا اپنے
 باپ کے رتبے سے بھی زیادہ ہیں فرض کیا کہ دسے اُن سے کمتر
 ہیں تو تھوڑی بزرگی کے سبب جو ایک شخص کی ذات میں
 ہی اثر ہو سکتا ہی اُن بہت بزرگیوں سے جو اُس کے غیر میں
 ہیں * اور اسی خیال باطل کے سبب اپنے تئیں عقلا کے نشان
 ملاست اور فصلا کے محل عتاب بناتے ہیں * چنانچہ عربی شرح میں
 رکھا ہی اُس کے معنی بل ہیں کہ * بیت * اگر تو فخر آبا کا کر سے ہی
 دسے تو گذر سے ہیں * و لیکن یہ بہت بد ہی کہ تو اُن سے ہوا
 پیدا * اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوہ والسلام نے جو مکارم
 اخلاق کے مندر ہیں ارشاد کیا مضمون اُس کا یہ ہی * کہ

 تم اپنے نسب کی باتیں ہمیشہ نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی گفتگو کرو
 اور امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی موع
 اُس کے بل ہیں * قطعہ * میں بتا ہوں اپنا مری ہی کنیت *
 ادب میں عجم کا ہوں یا میں عرب کا * جو ان ہی وہی جو کچھ
 اُن کہ میں ہوں * نہ وہ ہی جو بولے کہ تھا باپ میرا * نقل
 ہی کہ یونان کے رئیسوں میں سے ایک شخص نے ایک

غلام دانا پر اظہارِ فخر کیا نلام بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب یہ لباسِ فاخرہ ہی جس سے تو نے اپنی سجاوٹ کی ہے تو وہ اس کبر سے مین ہی * اور جو یہ گھوڑا تیرے قدم ہو جس پر تو سوار ہی تو یہ بزرگی تیری نہیں * اور اگر فضیلت یہ رہی ہے تجھے اُسے کیا حاصل * جب کہ ان فضیلتوں میں سے کچھ تیری نہیں پس اگر تجھ سے اپنی اپنی شرافت لے لیں بلکہ جس وقت تیری طرف عائد بھی نہیں تو احتیاج پھیر لینے کی بھی نہیں پھر اُسے تیری کیا شرافت ہوگی * اور روایت ہے کہ ایک حکیم کسی مال دار کی صحبت میں رہنا تھا اور وہ مال و مناع و بناوی کے سبب اپنے تئیں کھینچتا اور فخر کرتا * اتفاقاً حکیم کو احتیاج تھوکنے کی ہوئی وہ اپنے بائیں دیکھ داکھ کے اُس دو لہند کے منہ پر تھوکا حاضران مجاس اُسے بدکنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی چال ہی ہے کہ نام مقول جگہ میں تھوکتے * میں نے جتنا دھرا دھرا دیکھا کوئی مکان اس کے منہ سے جو نادانی کے عیب سے صورت انسانی اُس کی مسخ ہوگئی ہے خراب بنایا * اور اس فقیر نے بعض استادوں سے خدا ان پر رحمت بھیجے سنا ہے کہ پارس کی اطراف میں ایک دنیا دار مال

و متاع اور دولت ثانی کے سبب منور و مسرور تھا ایک دن
 کسی ولی کے پاس گیا جب اُس نے مراقبے سے فراغت
 کی اور اُسکی طرف نظر پڑ گئی خادم پر خٹکی کی اور کہا کہ
 اِس گدھے کو یہاں سے نکال دے اور یہاں تک غصے ہوا کہ وہ
 دنیا دار باہر نکلا پھر جب تھنڈے ہوئے خادم نے استفسار کیا
 بولے کہ میں نے سوائے شکلِ حماری کے اِسکی صورت سے
 مشابہہ نہ کیا * پر مراء اور لجاج جو عبارتِ جنگ و جدل سے ہی
 و علاقہ اُلّت کے زائل ہونے کا سبب اور رابطہ وحدت
 کے توتنے کا موجب ہیں اِس لیے کہ مخالفت ضد ہی موافقت
 کی * اور یہ سبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور فتح مندی ہی سلسلہ
 انتظام کے توتنے کا احتمال اور بنا سے اتحاد کے گر جانے کا شہدہ ہی اِس
 واسطے کہ قوام کثرت لہرمان وحدت سے منوط و مربوط ہی *
 پس بے دونوں خصالتیں جہان کے بند و بست کے اتحاد بننے کا جو
 پر آمینہ ہی سبب ہوتی ہیں * پر تکرر وہ قریب عجب کے ہی
 اور فرق اُنکے درمیان یہ ہی کہ عجب اُس کمال کا اعتقاد کرنا
 اپنی شان معنی ہی جو حقیقت کے رو سے اُس معنی نہیں اور
 تکرر اسی کمال کا دعوا کرنا اور دن کے ساتھ اگرچہ وہ اُسکا

مصدقہ نو * علاج اُسکا اِس طور سے ہی کہ سوچتے ہیں کہان سے پیدا ہوا ہون اور حقیقت میری کیا * جو شخص دو مرتبہ یہ مشاب کی راہ سے نکلا ہو کس طرح وہ سہرا دار کبر و غرور کے ہی جب یقین اُسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی بیماری سے اپنی روح کو صحیح تندرست رکھے * اور مرضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ آدمی کو غرور کرنا کیالائق ہی اِس لیے کہ اول اُسکا غلظت لطفہ اور آخر بد بو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا دھونے دار * اور حدیث قدسی مین ہی کہ کبر میری چادر اور برائی میری ازار ہس جو کہ ان دونوں کے لیے جھگڑے سے اُس کو دو زخ مین ڈالو نگا * اور حدیث ثوی مین آیا ہی کہ حشر کے میدان مین تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چھوٹی چبوتیوں کے برابر بناوین حقیقت اُسکی بہر ہی کہ سو اسے غنی مطلق کے جکے دامن جلال مین کسی طرح سے گرد احتیاج کی لگ نہیں سکتی * اور وجود جمیع ممکنات کا اُسے انوار وجود کا ہر تو اور اُسکے دریا سے بختش کا قطرہ ہی کوئی لیاقت تکبر کی نہیں رکھتا * اِس لیے کہ تکبر و احتیاج مین منافات ظاہری * بیت * کبر بد ہی اور گد سے زشت تر * جیسے جاڑ و زمین کرین جائے کو تر * پیرا ستر

ادنا آدمو ننگا شیوہ ہی اور برتے سے لوگوں کے دل لینے کے لیے
 اور ان کے پاس جانے اور مال و مرتبے کے واسطے بہ چال اختیار
 کرتے ہیں * اور جو کسی کو فضیلت دہنرہو اور وہ آزاد ہو تو وہ
 عیب جانے کہ اس شیوے سے تو سل دھونڈھے بلکہ اپنے ہنر و
 فضیلت سے انکے پاس عزت حاصل کرے * حدیث سنن آیاہی
 کہ روز قیامت من تھتھو لون کو بہشت کے دروازے پر
 بلاوین جب دے وہان پہنچیں در کو بند کر لیں پھر دوسرے
 دروازے سے بلاوین جسوقت وہان جائیں وہیں دروازے
 موندیں * اسی طرح سے ان کے ساتھ بھی سلوک اختیار اور تھتھے کی
 صورت پر انھیں عذاب کریں * لیکن خدوہ دولت اور رینے
 اور اس کے غیر منن ہوتاہی ہر اسکی سب قسموں کا موجب
 جہانت ہی کیونکہ وہ بدون کی بد اور بروکی بڑی ہی اور
 کسی دانا کے نزدیک بہتر نہیں * یہ منمبر خدا صلاواۃ اللہ علیہ وسلم نے
 اس طریق کو اخلاق منافقین سے شمار کیاہی اور فرمایا کہ حشر کے
 دن فریب و بینو لو ننگا ایک نشان ہوگا کہ اُسے سب لوگ انکے
 فریب پر رطاع ہوئنگے یہ خاق ترک نہیں بہت ہوتاہی اور فاجو ضد
 اُسکی ہی روم اور حبش کے بیج اکثر ہی * صیم وہ عبارت

بھی کسی کو تکلیف دینے سے انتقام کے لیے کہ وہ تحمل ظلم کا
 کرے اور اسی اس کی ظلم و انظلام کی حقیقت سے مفہوم
 ہوتی ہے۔ عاقل کو چاہیے کہ انتقام لینے پر اقدام نہ کرے جب
 تک یقین نہ ہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہ ہو لیکن
 یہ بہت سوچ اور فکر زد اور قوتِ حلم کے حاصل ہونے سے
 ہو سکتی ہے بلکہ بخشش ہی دینا بہتر ہے اس واسطے کہ یہ سبب
 اے دشمن دوست ہو جائے اور طوقِ شرمندگی کا آسکی
 گردن میں پڑے۔ کیونکہ اہل غیرت حد کے بخش دینے کو
 باوجود اسکے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہی اپنے اوپر سخت
 و ناگوار جانتے ہیں۔ چنانچہ عربی مثل میں کہا ہے معنی اسکے ہے
 ہیں کہ دشمنوں کا عفو سخت تر ہے دوستوں کے ظلم سے۔
 اور مناسبت وہ دم پھرنا ہے ان نفیس چیزوں کے طلب
 کرنے میں جو مشتمل ہیں کتنے خطروں پر۔ لیکن بادشاہوں
 اور اہل دول کو اتنے احتراز کرنا بہتر ہے پھر ہمارا تمھارا کیا
 چاہنا۔ کیونکہ جس بادشاہ کے خزانے میں نفیس جوہر ہو اسکے
 نفع ہو جانے سے ایسے نہیں رہ سکتا۔ ظاہر ہے کہ گردش
 آسمانی اور انقلابِ زمانی کے سبب بہت سے پیر پھر اور آلت

ہدایت دینا کے کارخانے ہوتے ہیں کہ یہ نیک خیاط روزگار مہکناٹ کے لباس طبع کو خطوط شعاعی کے تار سے سبنا ہی * پھر فتنہ و فساد کی کھونچ کھانچ سے بھارت کر آتش فناسین حلا دیتا ہی * اور نقاش توغنا جس ترکیب کی صورت کو اجزائے عنطری سے بناتا پھر ہون فلکی معنی کوٹ کر اُس مادے سے دوسری ترکیب تیار کرتا * چنانچہ آیہ قرآنی معنی آیا ہی معنی اُس کے بلے ہیں کہ

عادت خدا کی وہ چیز ہی کہ تحقیق آگے گزری اور تو کبھی

خدا کی عادت کے واسطے تبدیل نہ پانگا * اور جب بادشاہ اُن نقاش معنی سے کوئی ایسی چیز جو دل سے چاہتا ہو کھو وے تو بلے شبہ آثار غم و الم کے اُسکے صفحہ خاطر معنی زیادہ اُس خوشی کے مرتبوں سے پیدا ہوں جو اُسکے ہاتھ آتے وقت حاصل ہوئے تھے * چنانچہ نقل ہی کہ ایک بلور کا قبہ نہایت خوبصورت اور برتر سے برتر سے کاری گرون نے اُسے پھیل کر کے گرد و دور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اُسکی صفائی کے آگے آب و تاب جو اہر کی بلے آب تھی * اور دیکھو بلے اُسکی شاہ دانی سے اپنی آنکھیں تھنڈی ہی کر لیتے * یاد شاہ کے حضور بطریق تحفے کے لائے * یاد شاہ نے بہت نامل سے اُسکو

ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند گیا اور اس کی آنکھوں میں دو سہرا
آفتاب و ستارے نظر آیا اور شاہ ہوا کہ اسے خزانے میں
حفاظت سے رکھیں تا دو دنوں وقت اس کے مشاہدے سے دل کو
خوش کرے اور یہ مقرر تھا اس کے کہ کون دو لکھنڈہ تھا کہ زمانہ
اسے مکہ نہ نہیں کرنا جب حادثہ زمانی نے اپنی عادت کے طور پر
اس کو تلف کر دیا بادشاہ اس کے سبب بہت دل گیر ہوا
یہاں تک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبوں کی صحبت رعایا کی
رفاہ سے درگذرا اور از بسکہ تا سفت سے اپنے باتوت
مہیوں کو گویا مردندان سے کاقتا اور غایت افسوس سے
اشک عقیقی چہرہ گہر بائی پر بہاتا اور آنسوؤں کی لڑی
لیکہ اس کے سودا کے بازار میں آیا اور اپنے نقد اوقات کو
اس کے ذکر میں صرف کرنے لگا اس قدر سودا نے اس کے دماغ بیچ
جو شش مارا کہ قبہ بابور میں فلک کا اتح گوہر شب چراغ کے
ساتھ اس کی آنکھوں میں تاریک ہو گیا لہذا باوجود اس
سنگ دلی کے اس کی آنکھیں غم سے موم کی مثال بگھل گیا
اور جگہ مرجان کا اس گران جانی سے خون ہوا خواص و اعیان
ملک کے کسی گوہر نہیں کی تلاش میں جس سے بادشاہ کا

دل پہلے جتنی سنی و نورد کرتے تھے محروم اور نا امید پھرتے *
 آخر الامر عنان ملک داری کا سلطان کے قبضہ اقدار سے
 چھوٹ گیا اور خلیل گلئی امور سنن پیدا ہوا * جبکہ بادشاہ ہونگا
 یہہ حال ہی پس زیر دستوں کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھ لگے
 زبردست لوگ اس کی طمع سے سر اٹھا دیں اور اس کے
 چھبہٹنے کے لیے ہاتھ برہاویں * اگر وہ کچھ چون چرا کرے پشیمانی
 کھینچے بلکہ مذہب کی صورت سنن اپنی جان سے ہاتھ دھو
 بیٹھے * پس عاقل کس لیے ایسا اختیار کرے جس سے اتنے
 فساد برپا ہوں * مصرع * میں جان جہان کی ہوں نہ جہان جان
 ہی میری * یہی ہی کلام غضب کے اسباب اور اسکے علاج
 سنن * پر جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہی غضب کی دوا
 اس کے نزدیک آسان ہی * کیونکہ غضب وہ ظلم ہی اور
 عدالت کی سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہی اور کسی طرح
 بہتر نہیں * جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرنے اور کہتے ہیں
 کہ غضب علامت برائی جو ان مردی کی ہی اور اپنی نڈانی سے
 اس کو شجاعت جانتے ہیں محض خیال فاسد ہی اس لیے کہ جو
 ذہانت سبب فتنہ و فساد کا ہوتی اور جس سے اتنی خرابیاں

مصروف اور خویش واقارب نوکر جا کر ہاند غلام لوگ
 بگرتے ہیں وہ کس وجہ سے عقل کے نزدیک ہنر ہوتے ہیں اسی
 واسطے سینہ خدا صباوۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو امر دوسرے
جو ان مردہ شخص ہی جو غصے کے وقت اپنے نہیں تھا ہے
 اور جب یعنی لڑائیوں سے مراجعت فرمائی ارشاد کیا کہ سینہ
جماد اصغر سے پھر آیا جماد اکبر کی طرف لوگوں نے پوچھا کہ جماد
 اکبر کیا چیز ہے فرمایا کہ اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنا اور
 زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ تیرے دشمنوں میں سے ہر
دشمن تیرا نفس امارہ ہی جو تیرے دو پہلو کے درمیان ہے
 اگر افراط غضب کے ساتھ رداوت کپیٹیت کی بھی لمبا سے نو
 چو ان بے زبان سے تشبیہ پیدا کر کے بہائم و جماد کے ساتھ جیسے
 باس مال و متاع ہیں یہی طریق درپیش کرے اور چار پایوں
 اور کبوتر اور بلی وغیرہ حیوانات کی مار دیرت سے اپنی تھی
 خاطر جائے بہان تک کہ اگر قلم کا قلم مثلاً اس کی خواہش کے
 مطابق نہ ہو یا چلدی کے سبب صندوق یا پتھر کا قفل اگر کھول نہ سکے
 خنکی کے مارے اس کو توڑ دالے اور دیوانوں کی مانند یہ ہودہ
 چالیوں سین زبان کھولے یہ طریق نہایت رذیل ہی ہے چنانچہ

صاف کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ جو نور منی مشہور
 تھا نقل کرتے ہیں کہ جب کشتی اُسکی دریا کے سفر سے دیر کو
 پہنچی دریا پر غصہ کرنا اور حکم کرنا کہ اُس کے پانی کو نکال دالین
 اور بہاؤن سے بھر دین اسی طرح سے دریا کی تہ بد کرتا *
 اور حکیم ابو علی سکویہ نے بعضے احمقوں کی نقل کی ہے کہ جب
 چاندنی رات کو سونا اور دیہار ہوتا تو چاند کے اوپر خنگی کرتا اور
 گلابان دیتا * اور مناب کی پو کتا اکثر ہر چاند کی شان میں
 اُس سے مشہور ہیں * بیت * مناب نور بخشے ہی بھونکے
 سگ پابد * کتے کو یہ چھ غصہ ترا چاند پر ہی کیوں * غرض
 ایسی ایسی حرکتیں نہایت بد اور سب ہنسی کا
 ہیں * پس جو اُن اوضاع کو اختیار کرے حماقت و نادانی
 منی مشہور ہو * یہ خاصیت ناقصوں کی ہے * جیسے
 رندبان اور بیوقوف بدھے اور تر کے اور بہار ہیں * اور
 جس طرح کیفیات بدنی بالفرض مودی اپنی ضد کی طرف ہوتی
 ہیں اس طرح سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفسانی کیفیتوں میں
 بھی رذیلت غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت
 ہو اور جس سے ہی اور ایک وہ سے انکی ضد ہی پیدا ہوتی *

کہو نہ کہ حریص گو جب خواہشوں سے باز رکھیں اُسکے غضب
 کی آگ بھڑکے اور بخیل کا اگر کچھ مال نقصان ہوا ہے دوستوں
 اور ہم نشینوں پر جو کسی وجہ سے اُس میں بغاوت نہیں
 رکھتے ہیں غصہ کرے * لیکن ثمرہ اُن بد خصلتوں کا ناراستی
 اور ندامت کے سوا کچھ نہیں * اور جو صاحب عدالت عقل
 کی ترازو میں اپنے جو امرا خلاق کو سنجیدہ دیکھے * اغراض و
 اکرام و عفو و انتقام میں سے جو حال کہ بیش آد سے طریق
 اعتدال پر چلے * منقول ہی کہ سکندر بادشاہ کی خدمت میں
 ایک بے وقوف شوخی اور عیب جوئی کرنے لگا جو ایشیوں
 میں سے کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اِسکو تہیہ کریں تو
 اِس حرکت سے باز رہے اور اردن کی عبرت کا موجب ہو *
 بادشاہ نے دمایا کہ یہ بات را سے صحیح اور عقل صریح کے
 برخلاف ہی کہو نہ کہ ہم سے اب تک اُسکو کچھ ایذا نہیں پہنچی
 ہی * اور جو شخص کہ اِس ماجرا سے واقف ہو اُسی کو یہ
 کہے * اور جب میں اِسکو دکھ دوں تو بے شبہ پوری مذمت
 اور عیب جوئی میں مبالغہ کریگا اور داناؤں کے نزدیک
 اُسکے لیے جاسے ہزار ہوگی * اور کسی وقت میں باغبانوں

متن سے ایک شخص بہ سبب نافرمانی کے اسیر ہوا تھا
 سلطان کے در اُس کی کنزیشن سے در گذرا اور اُس کو
 آزاد کیا * حضور متین سے ایک شخص نے بہت تیش کھا کر کہا
 کہ اگر میں تمسا ہونا اسے مروا داتا * شاہ نے جواب دیا
 جب میں تجھے سنا نہیں ہوں اس واسطے اس کو نار * علاج
 بزدلی کا وہ چپ رہنا ہی انتقام کے لینے سے جب کہ مناسب
 ہو اور وہ ضد ہی غضب کی اس لینے کہ وہ اسباب میں
 افراط ہی * اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس مرض کے لازم
 ہیں جیسے ذلت و خواری و بد زندگی یا اُس کے حقوق متن
 لوگوں کا طمع ناسد کرنا اور کاموں پر کم ثابت رہنا اور سستی
 مزاج کی اور طلب راحت کرنی جو سبب نا امیدی کا ہی
 سعاد توں سے اور ظالم کو اپنے اوپر قادر کرنا اور اپنی اور اپنے
 بہل کی برائیوں متن راضی ہونا * نصیحت اور گالی سنانہ
 چپ رہنا اور بے غیرتی اختیار کرنی اور سب کاموں سے
 رہنا * پر علاج اس بیماری کا اور مرضوں کے برابر رفع سبب
 سے ہوتا ہی * اور وہ اپنے زمین اس حالت کی قباحت پر تنبیہ
 نے اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے

ہو سکتا * ہر گاہ کہ افراد انسانی متن غضب مرگوزی جب نافرمانی
 ہو تو بیک مار سے آگ کی مانند پتھر سے نکلے تو اس باب میں
 ملاحظہ کرنا اس شخص کے ساتھ جسکے مکر و فریب سے بچ سکیں
 بہتر اور پیش آنا آن آدمیوں سے جو اس کے گالی دینے اور
 خفیت کرنے میں مبالغہ کریں نافع ہی * اس مقام کے مناسب ایک
 نقل ہی کہ منصور بن نوح کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل
 عارض ہوا اور اس زمانے کے تر سے تر سے طیب دوا کرنے
 سے عاجز ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سے اسکی تدبیر نہیں ہو سکتی *
 تب ارکان دولت کی را سے اس پر تھمہری کہ محمد ذکر بارازی
 سے جو رازدان قوانین طب کا ہی مشورت کیجئے * اور کسیکو
 اس کے لانے کے واسطے بھیجا * جس وقت دریا سے شور کے کنارے
 پر آیا ناؤ کی سواری سے آنے لگا آدمیوں نے اس کے ہاتھ
 پانوں باندھے کر کشتی میں ڈال دیا بہر صورت دریا سے پار
 ہو کر حضور تک لائے * اگرچہ ہر طرح کی تدبیر کرنے میں کچھ قصور
 نہ کرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہوتا * فرد * سکنجبین نے قضا را
 برہا یا صفا کو * عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ * بعد
 اس کے بادشاہ سے عرض کی کہ ہر چند میں نے معالجے جسمانی

کیسے پر کچھ فائدہ نہ ہوا اب نہ بہر نسانی باقی رہی ہی اگر اُسے
 آرام ہوا تو بہتر نہیں تو کچھ بھر دسا نہیں دیکھتا ہوں * یہ کہہ کر
 بادشاہ کو تنہا حمام کے درمیان لے گیا اور کہہ دیا کہ کوئی یہاں نہ
 آوے آخر جب حمام کی گرمی نے بادشاہ کے بدن میں تاثیر کی
 تب ایک چھتری نکال کر سامنے آیا اور دست نام منازہہ دینے لگا
 اور کہا کہ تو نے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھ پانوں باندھ کر یہاں میں
 ڈال دین اور بے حرمت کر کے کوسوں کی راہ سے لاوین *
 اب میں اسی چھتری سے انتقام اُس کا نچھہ سے لوں گا * یہ
 بات سنتے ہی سلطان کی آتش غضب بھر کی اور بے اختیار
 وہاں سے اُچھلا کر ذکر بانے جلد باہر آ کر ایک پُرز سے کاغذ میں لکھ کر
 بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لا دو جو
 اس میں لکھا ہی اسی تدبیر سے عمل کرو * اور دوہین تیز قدم
 گھوڑے پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا آخر الامر بادشاہ کی
 اسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ سفاسے کلی حاصل ہوئی سبب
 اُس کا یہ ہی کہ مواد مانندی کو جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی
 نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل کر دیا پھر بادشاہ نے ہر چند اُسے
 باورایا پر اُس نے ملاقات نہ کی اور عذر کر بھجوا کہ بند سے نے خدمت

سلطانی منین جو بے ادبی کی ہی وہ مصیحت علاج کے لیے تھی *
 شاید بادشاہ کدھی اُسکو یاد فرما سے اور خاطر مبارک منین گرائی
 آ سے تو بادشاہوں کے ٹہر سے کسی طرح جان بر ہونا متصور
 نہیں * ان باتوں سے غرض یہہ ہی کہ آتش غضب کا اشتعال
 کرنا اگر یہ وہ بہ سبب مرد مزاجی کے سست ہوئی ہو ممکن ہی *
 حکیموں سے بعضا شخص لڑائیوں اور خوف کی جکھون منین
 جانا اور طوفان کے وقت کشتی منین جانی متھنا اس لیے کہ خوف
 و ہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو * علاج خوف کا وہ عبارت
 ہی ایک ہیئت فسانی سے جو توقع کے نزدیک مکر و ہماو * اور
 نفس انسانی اُسکے دفع کرنے پر قادر نہو * اور نسبت توقع کی
 اُس شی کے ساتھ ہو سکتی ہی جو زمان استقبال منین ہو سکے
 پس وہ شی ضروری ہی یا ممکن اور ممکن کا سبب یا قتل
 شخص ہو یا اُسکے فعل کا غیر لیکن اس صورت منین دَرنا
 مقتضا عقل کا نہیں * پس کسی عاقل کو پچا ہیے کہ اُنکی کسی
 صورت منین خوف کرے * اور اگر وہ شی ضروری ہی اور معلوم
 ہو کہ دفع اُسکا قدرت بشری کے احاطے سے باہر ہی تو علاج اُسکا
 سوا سے اُسکے نہیں کہ اس پر راضی ہو اور اُس آفت کو قبول

کہے * کیونکہ یہ سبب اُس حالت کے دین و دنیا کی تدبیر و ن
 سے رہ جاتا ہے * ایسی خصات کہ جس کے سبب یہ فساد برپا ہو اُس کو
 شتاوت دارین منن پانچاتی ہی اور جو ممکن ہو اور سبب اُس کا
 فعل شخص کا نہو لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے
 ہونے میں برابر ہی ہونے پر یقین کر کے بالفعل اپنے میں غم و
 الم منن و المناخات را سے صواب کے ہی * تاکہ اُسے ہونے ہونے
 پر چھوڑا یا ہیے یہ قسم اگر چہ رضاد تسلیم کے رو سے قسم
 اول کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہی * لیکن جب ہونے کا یقین نہیں
 ہی تو اہم میں خوف منن نہ آتا اولی ہی * اور اگر سبب
 اُس کا فعل شخص کا ہو تو لازم ہی کہ بر سے اختیار و ن سے
 اجتناب کرے اور اُس کام کا اقدام نہ کرے جس سے مال اُس کا
 بد ہو جائے * اس لیے کہ جان بوجھ کے بڑائیوں پر کمر باندھنا مقترضا
 عقل کا نہیں * کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس بڑائی کے ظاہر ہونے منن
 فضیحت ہوتی ہی اور جو چیز ہونے والی ہو اُس کا ہونا کچھ دور
 نہیں پس یقیناً اُس پر اقدام نہ کریگا پس سبب خوف کا
 پہلی صورت منن حکم کرنا ممکن کے او پر ہی اُس کے وجوب کا اور
 اس صورت منن اُس کے امتناع کا ان دونوں کا منن و سمجھ بوجھ کا

تصور ہی اور جب خون کے سپہو نختین سے موت بہت بر اسبب
 ہی تو اُسکو چھوٹا جانا اور اُسے پروانہ کرنا مناسب ہی * علاج
 خون موٹک پہلے سوچا جائیے کہ موت انسانکی فنا سے ذاتی نہیں اس واسطے
 کہ نفس ناطقہ دریا سے ملکوتی کا ترشح اور عالم جروت کے آثار سے
 ہی * اور فنا کو اُسکی بقا کے میدان معنی دخل اور حوادث
 زمانی کا اُسکے جوہر ذات سے کچھ علاقہ نہیں * بیت * مرنا ہی
 کب وہ جو کہ ہوا زندہ حشق سے * ثابت ہی جاو دانی ہمار ہی
 کتاب معنی * اور یہ قاعدہ حکمت کے بیچ عقلمن و لیلوم سے
 مستحکم ہو چکا ہی اس مقام معنی جو کہ مناسب ذکر کا ہو
 یہ ہی کہ اگر انسان فرض کرے کہ اُسکے اعضا معنی سے کوئی
 عضو مثلاً ایک انگلی جاتی رہے تو اُسکی انانیت معنی کچھ نقصان
 نہیں ہوتا * اسی طرح سے اگر دو سیرا کوئی عضو جانا رہے بہان
 تک کہ تمام عضو اُسکے بتدریج منتفی ہو جائیں اور نظر نغمق سے
 مرتبہ ذات معنی نامل کرے تو اُس کو محفوظ نظر باو سے * جب نہ پید
 اس مقدمے کی ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا
 اس واسطے ہی کہ اُسکی حقیقت کو جاننا نہیں اور اُس کے خیال
 معنی گذرنا ہی کہ مرنا موجب فنا سے ذاتی کا ہی * باہر سبب

تصور کرنے اُس الم کے جو موت کی حقیقت منین ہی یا گمان کرنا ہی کہ مرنے منین کچھ اُس کا نقصان ہو نا ہی یا اُن احوال کو سوچنا ہی جو بعد موت کے ہمیش آئیں خواہ اُس کو جسے عاقبت کے عذاب یا اُس کی اولاد کو یا اُسے ہجرت آجاتی ہی کہ مرنے سے کیا ہو گا لیکن جب عقل کی نظر سے اُن چیزوں کو دیکھے اور اندیشے کی کسوٹی پر پرکھے تو دو سبب خوف کا ہو نہیں سکتی ہیں * پہلی صورت منین اِس واسطے ہی کہ تمہید سے معلوم ہو کہ حقیقت موت کی عبارت ہی علاقہ نفس انسانی کے چھوٹ جانے سے جو بدن کے ساتھ ہی اور آلات بدنی کے رہ جانے سے * اور دوسری صورت منین اِس سبب سے کہ ہر گاہ الم جسمانی حیات کا سبب ہی اور حیات تعاقب نفسانی کا پر تو اور موت اِس تعاقب کو اُتھا دیتی ہی * پس حقیقت منین موت اُس الم کے دفع ہونے کا سبب ہی کیونکہ جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنے کا سبب نہیں سو تو منعم ہو گئی پھر خوف کس بات کا * اور دوسری وجہ منین جانا چاہیے کہ موت حقیقت انسانی کے آثار کی منعم ہی * چنانچہ قدیم حکیموں نے اُس کی تعریف منین کہا ہی کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہی پس موت

اُس کی نہایت اور تمامی ہوئی پھر اُس میں تو ہر نقصان
 کا کرنا تصور عقل ہی * مصرع * سنا نہیں کہ مواجہ کوئی تمام ہوا *
 دانا کو چاہیے کہ طبیعت کے بند ہی خانے سے نکل کر عقل کے میدان
 وسیع میں آوے اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر
 ترجیح دے * اور اُس کمال کی طرف جو عقل کے وسیلے
 سے حاصل ہو قصد کرے * اور اہمیت کے پانوں سے ساتوں
 آسمان پر چڑھ کے عالم ملکوت میں اپنی منزل اختیار
 کرے * آیات * سحر کو طائر قدسی سے پیش سنی یہ صدا *
 مقام رہنے کا مرکز نہیں ہی پھر دنیا * بنایا عالم علوی میں گھر ہی
 تیرے لیے * عہت تو دام ہو سس کا یہاں اسیر ہوا *
 * فرد * تجھے جو دولت وصل اُس کی ہاتھ آئی علا * ندال
 طرح اقامت کو تو یہاں حاشا * اور جو بھی وہ میں جب
 ترناب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہی * یس چاہیے کہ جو
 موجب گناہ کا ہو اُس پر اقدام نہ کرے * کیونکہ منشا سے خوب
 اُسکی بدفعیایں ہیں * اور پانچویں صورت میں اگر دہشت اُسکی
 اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہی
 تو سوچے کہ فیضان ہا بیت ازلی کا بہ منتضا سے حکمت لم بزی کے

اسنی عالم موجودات کی ہر ایک شئی کو جس طرح اُسکا
 بندوبست مناسب جاتا اُسکی نہایت مہین پہنچا دینا ہی کہ کسی
 شخص کو اُسکے بدلنے کا بقدر نہیں ہو سکتا پھر کیا غم ہی *
 فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہے لیکن اُس کے جیتے جی مہین
 پرورشش اُن لوگوں کی اُسکے ارادے کے موافق میسر کہاں
 ہلکہ مشیت الہی کے دتیرے سے پرورش پاتے ہیں * چنانچہ
 آنکھوں دیکھتے ہیں کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے
 واسطے بجان و دل سعی ہوتے ہیں پر کوشش اُن کی اصلاً فائدہ
 نہیں کرتی * اور جو تاسف اُس کا اس لیے ہی کہ وہ سب
 سے جدا ہو جاتا اور مال و ملک اُسکے ہاتھ سے چھوٹتا ہی تو یہ
 حزن کی قسم سے ہی لیکن یہ اُن چیزوں کے واسطے غم کھانا ہی
 جن کی غم خواری مہین کچھ فائدہ نہیں * انشاء اللہ تعالیٰ علاج
 حزن کا بھی اُسکے سمجھے پان ہو گا * پھر اُسکے بعد تتر بر کی جاتی
 ہی کہ حالت کے درمیان ستر ہی کہ (ہر ایک موجود کو معدوم
 ہونا ہی) اور بدن انسانی بھی جمہ موجودات سے ہی پس
 اُس کو معدوم ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزائے عنصری اگر پہ
 حرکات فلکی کے سبب آپس مہین لیے ہیں لیکن ہر ایک بنظر

اپنی اپنی ذات کے داعی افراق کا پس بالضرورت ایک دن جد سے ہو جائینگے اسکے لیے کیا اندیشہ ہی بیت * بے سبب متفق کہ اکھاڑینگے بہہ درنت * بے باد مختلف کہ مجھادیو میں یہ چراغ * پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرایش چاہتا وہ ضمناً اس فساد کو چاہتا ہی جو اس کے بدن کو لازم ہی چاہیے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوقی تو مقاصد کی نوبت ہم تک کیونکر پہنچتی * ابوعلی سکویہ نے کہا ہی اگر فرض کریں کہ اسلاف سن سے کوئی ایسا شخص جس کا حفظ نسب مقصود ہو جسے حضرت ولایت پناہ امیر المؤمنین مرضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل و اولاد کے ساتھ اب تک کہ مدت چار سہی برس کی ہی اور وہ زمانہ ابوعلی سکویہ کا تھا زندہ رہتے یقین ہی کہ دس ہزار سے زیادہ ہونے کیونکہ باوجود اتنے ظلم ستم کے جو اس خانہ ان منین ہوئے اور ظالموں نے ان کے استیصال کرنے میں سعی و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھ کے انمنین سے بلاد شہزاد منین موجود ہیں اور ہر ہر شخص منین جو انکا ہم عصر تھا اگر یہی اعتبار کریں تو اس چار سہی برس کی مدت منین زیادہ اس حساب سے ہووے اور بہش سے معلوم ہوا کہ اگر چار سہی برس تک آدمی نمزین

اور تو والد و تناسل کا سلسلہ ہر قرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہو جائے پھر جب یہ مدت دونی ہو یو لوگوں کا دونا دون خانہ شطرنج کے دو نئے دن ہر شمار کے درجے سے باہر جائے اور کوہ دیباہ اور عرصہ ربع سکون کو جیسے مہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے نیا ہی اگر ہر ایک شخص کے لیے تقسیم کرین تو کسی کو اتنی جگہ میسر نہ آوے جو پاؤں رکھے اور سپدھا کھڑا رہے اور جو چاہیں کہ ہاتھ اٹھا کر آپس میں ملکر کھڑے ہوں جد بھی زمین تنگی کرے پھر یہ سٹھنا اٹھنا سونا آرام کرنا چنانچہ ضرورت کے واسطے کہان پلینے کھیتی جو یابی وغیرہ درکنار * جب کہ آٹھ سہی برس کی مدت بامکہ اسے کمتر میں توبت یہاں تک پہنچے تو اسے دو نئے دن کا کیا دخل * پس حیات جاودانی چاہی اور مرے کو پڑا جانا خیال فاسد ہی * وانا کو لازم ہی کہ آئندہ خاطر کو ایسے گمان کا سد کے غبار سے صاف و مصفا رکھے * اور سوچے کہ جو اس عالم امکان کے بند و بست میں مشاہدہ کرے تو آئین کامل اور قانون افضل ہی اور تو ہم فیاضی کا لا حاصل * پرجو کوئی آرزو دوام زندگانی کیا کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات

سے غرض لذت زندگی ہی اور معلوم ہی کہ پیری کے وقت تمام
 قوتیں اُسکی سست ہو جاتی ہیں اور اُسکے حواس ظاہری و باطنی
 میں خلل راہ پاتی ہی اور تندرستی جو اصل لذت ہی نہیں
 رہتی اور اس آبت کے مقتضا کی طرف جس کے معنی یہ

ہیں کہ حسے ہم بہت عمر دیتے ہیں اُسے خلق کے بیچ سرنگون
 کرتے ہیں تمام احوال اُسکے راجع ہو کر قوت اُس کی سستی
 سے آرام بے آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے متبدل
 ہوتی ہی چنانچہ قبیلہ اور اولاد اُسے بسترار ہو جائیں علاوہ مردم
 ایک ایک ہمدم کی مفارقت یا رو آشنا کی جدائی اور ہر ساعت
 طرح بطرح کے دکھ درد میں گرفتار ہووے پس جو شخص حد اعتدال
 سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت میں اُن پریشانیوں کا طالب
 ہو جو اُسکے تابع ہیں * اور جب معلوم ہو کہ موت سے چارہ
 نہیں اور حقیقت اُسکی نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کیفیت
 کے بوجھ اُتھانے سے اور آزاد ہونا ظاہر ملکوتی کا قالب ناسوتی
 کے نقص سے ہی اور تحقیق ہوئی کہ قرار گاہ نفس انسانی کا اور
 ہی عالم ہی پس دانا کو چاہیے کہ سعادت سرمدی کے حاصل
 کرنے اور لذت ابدی کے ہانے کے لیے سعی و کوشش کرے *

اور چار پایوں کی مانند دانے پانی کی طرف سر نہ جھکاوے * اور
 تو اسے جسمانی کو لذات عقلمانی کے تحصیل کرنے کے واسطے مصروف
 رکھے اور اس پیدایش میںین علاقۃات بدنی کے تغلق سے
توطع نظر کر کے مطابق اس آبت کے جسکے منغے نیلے ہین کہ نم موت
 کے آگے سے مر جا د اپنے تین موت ارادی سے مردہ صفت بناوے *
 پھر جس وقت مرگ طبعی آپہنچے تو زمین و مکان کی تنگی سے
 چھٹکارہ پا کر اعلیٰ علیین کے وسعت آباد میںین رب العالمین
 کی درگاہ میں جو مقصود اصلی اور ایسا اور اسکے دو ستون کا
 مکان ہی پہنچ کر جیات ابدی حاصل کرے * چنانچہ افلاطون نے کہا
 ہی تو اپنے ارادے سے مر جا پھر جیات طبعی سے زندہ رہ * شمر *
 ثوب دن وہ ہی کہ اس منزل ویران سے چلون * ساتھ جانان
 کے چلون راحت جانی پاؤن * ذرہ سا رقص کنان راہ طلب گاری
 میںین * پہنچون مطلب کو گر اس چشمہ خورنک پہنچون * یہی
 علاج ہی امراض قوت غضب کا * اما قوت شہوی کی بیماریان
 بھی افراط یا تفریط کی جت سے یار داءت کیفیت کے سبب
 پیدا ہوتی ہین * اور ہر ایک کے تحت میںین بہت انواع ہین
 لیکن مخوت تران میںین سے چار ہین * افراط شہوت * بطالت *

حَزَن * حَسَد * پس ان کے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہی * علاجِ افراطِ شہوت کا اگر وہ یہ سبب کھانے پینے کے ہو تو ان کی رذالت اور شر یہ یوں کی خست کا ملاحظہ اور ان خرابیوں اور برائیوں کا جو ان سے پیدا ہوتی ہیں ضرور ہی * جیسے سستی اور ذلت اور بے اعتباری اور لوگوں کے نزدیک سبک ہونا ہی * اور ہر طرح کی خرابیاں جو جیسے کم عقلی اور بے وقوفی اور نوعِ بنوع کی بیماریاں جو قواعدِ طبی کے طور پر ان سے ظاہر ہوتی ہیں * چنانچہ طبیوں نے کہا ہی کہ تمام مرضوں کا موجب کھانے پینے کی زیادتی ہی * اور حضرت علیہ السلام کی حدیث منن آیا ہی کہ شکمِ غالی رکھہ کر کھاؤ تو صحیح و تندرست رہو * اور دوسری حدیث منن فرمایا ہی کہ * پر شکم کھنا سب بیماریوں کی جڑ ہی * اور جو مشنہی عورتوں سے ہو تو لچا کپا چاہیے کہ ضعیف بدن اور فسادِ عقل اور نقصانِ عمر اور تلفِ مال کے برائے سببوں منن سے عورتوں کی چاہ ہی * امامِ حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی علیہ الرحمہ نے اس شہوت کی تشبیہِ عاملِ ظالم سے دی ہی کہ اگر بادشاہ اُسکو مطلق العنان کر دے

تو رعیتوں کا مال و اموال لوٹ لے اور ان کو فقر و فاقے میں
 ڈالے اور بادشاہ کے خزانے میں فوج کے بند و بست کے
 لیئے کچھ نہ پہنچا دے * اسی طرح سے یہ قوت شہوت بھی
 اگر مغلوب و تابع عقل کے ترہے تو تمام مواد صالحہ و اخلاط
 محمودہ کو جسے قوت غاذیہ کی رعیتوں نے حاصل کیا تھا اپنے
 حوارج میں صرف کرے * اور سب مواد اعضا کو ضعیف و
 سست کر دے اور جو عقل کے حکم سے اعدال کے طریقے
 پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی رہنے کے لیئے اقتصار کرے تو
 اُس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر
 کرتا ہی * اور بادشاہت کے انتظام کے واسطے جیسے گھاتی
 بند کرنی پل بند ہونا شکر و دانہ کرنا ہی صرف کرے لازم
 ہی کہ سوچے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کی لذت اکل و شرب
 کے مزے سے زیادہ تر ہی * بس جیسا عقل کے نزدیک بد ہی
 کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر میں موجود رکھے کہ اس قسم کے
 طعام کے واسطے گھر گھر مانگتا پھرے * و بسا ہی کہ عقل
 و شرع کی آبر و کھو کر اپنی حلالہ کی قربت کو چھوڑ کر حرام
 کے مقاموں میں ہر اسی خبیث عورتوں سے صحبت رکھے باوجود

اسکے کہ اتنے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اُسے پیدا ہوتے ہیں *
 چنانچہ حدیث پیغمبری میں آیا ہے کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی
 اور برکت رزق کی جانی رہتی ہے * اور زبور میں مسطور ہے کہ
 جو بلائیں زانی پر مسلط ہیں ان میں سے کمتر بہہ ہی کہ اُسکی
 روزی سے برکت اُتھ جاتی ہے اگر عنان اختیار کو ہو اور حرص کے
 ہاتھ میں دسے اُس درجے کو پہنچے کہ فرض کر بن دینا کے
 پر دسے میں ایک ہی عورت باقی رہے کہ اُسے قربت نکلی ہو اور
 خیال کرتا ہے کہ اُسے ساتھ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہے کہ
 کسی عورت میں متصور نہیں یہ نہایت نادانی اور اُس کی
 حماقت ہے * اور اگر بعد راعتدال کے قوت شہوت کو استنہال
 میں لا دے تو اُن بُرائیوں سے محفوظ رہے * اور قوم نے اس
 مقام میں عشق کو شہوت کے مرضون میں سے شمار کیا
 ہے * اور اس قوت کے مرضون میں سے اُسکو بدترین بیماری
 کہا ہے اور وہ اپنی ہمت کو مصروف رکھنا ہی ایک شخص
 معین کی تلاش میں بہ سبب غلبہ شہوت کے پر علاج اُسکا
 یہ ہے کہ اُسکا خیال چھوڑے اور اُن دقیق علموں اور اچھے
 پیشوں میں اشتغال رکھے جن میں بہت نامل اور مشقت کی

احتیاج ہو * اور اس ترغاب کی دو اہم جن سے قوت شہوی کے
 مواد تحریر کے اخراج بائیں یا ایسا علاج اختیار کرے جس سے
 آتش شہوت تھمے ہی ہو رجب * چنانچہ طب کی کتابوں میں
 مشروح ہی * اشراقِ یلے باتیں عشقِ بیہمی متن تھیں جو مست
 افراط شہوت کا ہی پر عشقِ نفسانی کہ سبب اُسکا مناسبت روحانی
 ہی رذائل کے عدد میں نہیں ہی بلکہ فضائل کی قسموں سے ہی *
 کیونکہ لطیف طبہوں کو اچھی صورتوں کی بحکمِ اس کے کہ جنسیت
 موجب آمیزش کا ہی برسی خواہش ہو سکتی ہی * چنانچہ اشارہ
 اسکا عدالت کے بیان میں ہو ہی * اور جو اس مقام میں
 مناسب ہی بیان اُسکا یہ ہی کہ مزاجِ شخصِ نخص کے اعتدال کی
 نسبت جتنی بہت لطیف و شریف ہوگی اتنی ہی اُسکی روح
 کی خواہش اچھی صورتوں اور خوش آوازوں اور نیک نوعی
 کی طرف ہوگی اس لیے کہ جب عاشق و مشوق کے کمال کا
 درخت ایک ہی سہ زمیں سے پیدا ہو اور ایک ہی آب و ہوا کی
 تاثیر سے پرورش پائے اور اُنکے اعتدال مزاجی کے پودھے ایک ہی
 حشمت سے سیراب ہوں تو اُن کے درمیان خواہش اتحاد کی جو
 حقیقت متن محبت اسی کا نام ہی یقیناً ظاہر ہوگی جب و سے دونوں

حشر یف نسبتین دو محل میں ظاہر ہوں تو بہ سبب اختلاف
 استعداد و خصوصیت محل کے بلے شہد ایک اتم و اعلیٰ
 ہوگی اور دوسری نقص و ادنیٰ پس عاشقیہت نقصان کے
 جیب سے سر نکالتی اور مشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ
 دکھاتی * اور اول خفا و انتفا کو چاہتی ثانی بلا اور بقا کو * اسی واسطے
 اعداد متغایہ میں کہ وہ عبارت ہی ان دو عددوں سے جن میں ہر ایک کے
 کسور ماکر دو سر سے کے عین ہوتے ہیں جیسے دو سو بیس اور دو سو
 چوراسی یکسو نے کہا ہی کہ اگر دو مشنصون کو کمی امر میں
 اتفاق ہو ان دونوں عددوں پر کھانے کی چیزوں میں سے یا انکے
 غیر میں سے باہر ایک اٹمنین سے ان دونوں عددوں سے کسی کے
 وفق عدد کو نختی میں کھد واکرا اپنے پاس رکھے تو ابلنہ انکے در میان
 محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لبتے اور بر سے کو
 مشوق کے واسطے مقرر کیا ہی * جانا چاہیے کہ کسور سے یہاں
 مراد کسور صحیح ہی اور کسور صحیح دو سی بیس ۲۲۰
 کے جو اقل عدد متغایہ کا ہی گیارہ ہیں اس حساب سے
 آدھا ایک سی دس ۱۱۰ چوتھائی پچیس ۵۵ پانچواں جز چالیس ۴۴
 دسواں جز بائیس ۲۲ گیارہواں جز بیس ۲۰ سسواں جز

گیارہ ابا سوسوان جزدس ۱۰ چو اسیسوان جزپانچ ۵ پچانو ان جز
چار ۱۴ ایک سی دسوان جزدو ۲ دوسے سسوان جز ایک ایلے
تمام اجزا عدد اقل متخابین کے برابر ہین عدد اکثر متخابین کے اپنے
عدد کے برابر نہین اس لیے کہ مجموع ان گیارہ اجزا کے دوسری
چوراہی ۲۸۱۴ ہن اور یہی مقدار عددین متخابین کے اکثر عدد
گاہی اور کسور صحیحہ عدد اکثر متخابین کے پانچ ہین نصف ایک
سی یا بیس ۴۲ اربع اکثر ۷ ستر دان جز چارہ ایک سی
یا سسوان جزدو ۲ دوسری چوراہی سوان جز ایک ا مجموع
ان پانچون جز کے دوسری بیس ۲۲۰ ہوسے یے مساوی عدد اقل
متخابین کے ہین اپنے عدد کے نہیں اول عدد کا نام رک اور ثانی کا
نام رکد ہی اخلاق جلالی اور ترجمے میں اسکے اعداد
متخابہ کا حساب نہ تھا اور اکثر طالب العلم یہاں گھبراتے تھے
اس لئے خادم اکطلبہ غلام حیدر نے اس حساب کو یہاں پر
وضاحت کے ساتھ لکھ کر لائق کر دیا تاکہ شائقون کو نفع پہنچے
اور اس گتہ گار کو ثواب اور بہرہ عشق شمار حکماء متا کہین
گاہی اس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشن دلی کا
موجب ہی اس لیے کہ جہان کہین آفتاب جہاتاب عشق کا

بگم اُس آیت کے جسکے معنی بے ہین میں نے زمین کو اُس بجے
 پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے
 نکلے کثافت طبعی کی تاریکی عدم کے مغرب میں غائب ہو جائے
 اور جس جگہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہی نام
 عالم کو وصف حال اُس کا ہی وجود کی بستی میں لگے * طبیعت کے
 گھروں کو در و بست جلا دے * شرع * آتش عشق نے
 یہ خرمن بندار جلا یا * جان و تن دین یہ دل سب کو یک بار
 جلا یا * بل بے ای عشق جہان سوز عجب نشی ہی تو * دین کو
 زندہ کیا کفر کا آثار جلا یا * اس واسطے حکیموں نے کہا ہی کہ تین
 چیزوں سے ذہن کی نیتری اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی
 ہی * پہلی عشق * دوسری فکر * تیسری ناصح ذکی و شریف
 کی نصیحت مانتی اس ایسے مشائخ صوفیہ نے طلب گار کو پہلے
 عشق کے واسطے ارشاد کیا ہی * ممرع * اس سے بہتر اور
 کیا ارشاد ہی * اور حدیث میں ہی کہ جو عاشق پاک ہو
 اور اسے چھپا کر مواتو وہ شہید موات * اور دوسری حدیث
 میں ہی کہ خدا جمیل ہی اور جمیلوں کو دوست رکھتا ہی * اور
 شیخ ذی النون مصری نے فرمایا ہی جو چاہے کہ خدا سے انس

پیدا کرے تو ہر ایک شئی ملیج اور جہرہ صبح کے ساتھ آنس
 اختیار کرے * اور عاشقوں کے بادشاہ ابو محمد روز بہان فرماتے
 ہیں کہ اسرار لائوتی رحمت ناسوتی سے بچے ہوئے ہیں * اور
 حسن ناسوتی عکس ہی جمال لائوتی کا * شعر * کون ایسی
 جاہی دان نہیں اسکے جمال سے * پر نو چمک جھلک جو کہو
 کائنات میں * اور حقیقت یہہ کہ بحکم ایک مقولہ عربی کے جسکے
 معنی بے ہیں * کہ جڑ ہہ شاخون سے لگی ہوئی ہی محبت ازلی کے
 اسرار ممکنات کے قلوب میں بھرے ہوئے ہیں * اور عشق
 اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اس کلام قدسی کا ہی جسکے
 معنی بے ہیں کہ * بس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات
 کے ذرون پر پرتی ہوئی ہی یقین ہی کہ وہ ایک پرتوی کہ افلاک
 میں ارادہی کے طور پر جو سب اہی حرکت دوری کا ظاہر
 ہوا اور عنصریات میں طبعی کی صورت سے پرتا * اور
 نباتات میں نشوونما کا سبب ہوا حیوانات میں بصورت قوت
 شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کا ماہ انسانی میں بصفت عشق
 انسانی کے جلوہ دکھایا * اور جو کوئی عبرت کی آنکھوں سے دیکھے
 اور تمام عالم میں بھر آوے اور فرشتوں کے مقام سے ہو کر

جو کسافت طبیعت سے بری ہیں آسمانوں کی سیر کرے
 پھر دہان سے مرکز زمین میں آئے تو ایک ذرے کو بھی نور
 عشق کے برتوں سے خالی نہ پاوے * شعر * عشق کی خم سے دیا
 اُنکے ازل میں اک جام * چرخ کھاتے ہیں فلک اور زمین
 بست کرے * بیت * نری چاہ سب کے دلوں میں بھری *
 نہیں کوئی تیر سے ہی غم سے بری * سریان کے برتے برتے گلہ بھون
 نے عشق کو موجودات میں سے ثابت کیا ہی لیکن جب کہ نازقہ
 کرنا درمیان عشق نسانی اور عشق بہیمی کے مشکل ہی اور
 پھر ایک کو تو اسے شہوی اور طبیعت کی خواہشوں کے منلوپ
 کرنے کی قدرت نہیں ہی کیونکہ * مصرع * کیا جانے ہی ہر کوئی
 آئندہ بنانے کو جو چالاک آدمی عشق کی راہ میں نامرادی کے
 پاؤں جرات سے رکھتے ہیں اور جیسے مرد ہو کر طبیعت کی
 خواہشوں اور شہوت کی لذتوں سے اپنے نفس بند کر سکتے وہ
 گوگرد سیرخ سے بھی عزیز تر ہیں اور اگر آدمی اسے نہیں کہ
 ہوا اور جس کے دام میں گرفتار ہو بد نظری کے قید سے نہ چھوٹ کر
 عشق کا نام عشق رکھتے ہیں * چارہ پایوں کی خاصیت کے
 ساتھ دعا کا لیت کا کونے ہیں * اور باوجود پابندی رشتہ

ہوس کے مرتبہ آزاد کے مدعی ہیں * افسوس مند افسوس
 بیت * توشہ اس راہ کا ہاتھوں میں سبمان کے دیا * ہر کس
 کب یہ سنا ہی کہ وہ شہباز ہوا * اس سبب بہ طریق
 بہت راست ہو سکتا ہی * شعر * زندگی کر لو کہ خالی ہو و سے
 پناہ و پیار سے * اول و آخر ہی اُس کا قتل اور آزار سے * یہ
 نصیحت مبین نے کی تیرے تئیں اب دوست جان * برخلاف
 اُسکے فلان جس نے کیا پینزار سے * جس علامت سے عشق
 نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کر کے چنانچہ امام غزالی نے
 بعضے تہذیبوں میں لکھا ہی وہ بہی * کہ اگر کوئی شخص جس سے
 لذت اسطر کلی پاوے جیسے سبز سے اور آب روان اور
 آسکے مانند کے دیکھنے سے پانا ہی تو یہ نشانی شہوت مارنے کی
 ہی اور اس صورت میں نظر اُسکی مباح ہی اور اگر دوسری
 لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی گاہی اُس کا نام عشق
 بہیمی ہی تو نظر اُسکی حرام اور دوسرے حکیموں نے کہا ہی کہ
 عشق نفسانی میں اکثر بات چیت اور ناز و انداز کی رغبت
 ہوتی ہی اعضا اور اُن کی خوش ترانی کی رغبت سے اس لیے
 روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر ہی جسمانی کی

خواہش سے اور جب کہ عشق کی باتیں ایسی نہیں جو ضمنا بیان کی جاوین تو اسی قدر پر اختصار کر کے اصل بات کی طرف رجوع کیا * علاج حزن کا وہ عبارت ہی ایک الم نفسانی سے جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے پیدا ہوتا ہے سبب اُس کا طمع اور حرص کرنا ہی شہوات جسمانی اور لذاتِ بدنی کے حاصل ہونے میں اور توقع رکھنا ہی متاع اور آرایشِ دنیاوی کے بیچ * علاج اُس کا نا مل کرنا ہی اس میں کہ عالم کون و فساد کے اسباب قابل ثبات کے نہیں جیسے خوف موت کے علاج میں اُسکی طرف اشارہ ہوا ہے * اور جو کہ ثابت و باقی رہ سکتا ہے وہ امر عقلی اور سعادتِ نفسانی ہی * کہ زمان و مکان کے علاقے اور ضدون کے تصرف اور فساد کے دخل سے برتر ہے * جب اسباب کا یقین کامل حاصل ہو طمع بے جا اور خیال بیہودہ چھوڑے اور دل کو اسبابِ دنیوی میں جو تھکتے ہوئے سائے کے برابر ہیں نہ لگا وے بلکہ کمالِ عقلی اور مہارتِ فاضلہ کے حاصل کرنے میں جو نیکی باقی اور ذوالجلال کی درگاہ کے نزدیک ہونے کا سبب ہیں دستِ معروف رکھے * اور حرص کے مکان سے جو محل ہی حزن دائمی

اور الم رو حانی کا نجات پا کر رضا و نسیم کے مقام میں جو کہ
بہت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہی پہنچے * چنانچہ مضمون

اُس آئے کریمے کا جسے منہ سے یلے ہیں کہ مان محقق خدا کے

دوستوں کو کچھ خوف نہیں اور وہ غمگین نہ ہو دینگے

اُس سے خرد تیاہی * بیت * جس کو بھایا وصال سبحانی * کب

اُسے بھاو سے لذت فانی * بیت * جز قصہ جامِ جم سے رہا یادگار

کیا * زہارِ مت لگا تو دل اپنا جہان پر * اور چاہیے کہ جو اپنے

پاس ہی اُس سے نوشِ دل رہے * اور جو اُس کے نزدیک

نہیں ہی اُس کے ایسے غمگین ہوئے * تو ہر دم کے نوشِ وقت سے

زندگانی کرے * چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ

نے اپنی حکمت اور بزرگی سے رضا و یقین کے بیچ راحت و

فرحت کو چھپایا ہے * اگر آسیرِ سخت گذرے تو گروہِ ضائق

کے احوال میں فکر کرے کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہلِ حرنے سے بھی

ہو تو بمقتضا اُس کے کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشے کے

ساتھ نوشِ اور اپنے چال و چلن اور راہ و روش کے

مطابق سرور و محفوظ ہی بلکہ اور دن کو نام و ہر نامی

پس فنِ بیات کے طلبگار کو چاہیے کہ اِس بات میں

نادان گمراہوں سے بھی کم نہوے * اور پرانے مال و مناع
 پر نظر نہ رکھے اور اپنی خسارت سے بھی غم نہ کھائے * چنانچہ خداوند
 تعالیٰ حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجازاً انتظام معنی
 فرماتا ہے کہ * تو اُس چیز کی طرف مت دیکھ جسے بر خور دار کیا
 میں نے کتوں کو اُن کا فرون معنی سے دنیا کی زندگانی کی
 آرایش کے لیے تا انھیں ہم آزماوین معج آسے * اور
 بطلموس حکیم نے کہا ہے کہ حریص ہمیشہ فقیر رہتا ہے اگرچہ نام
 دنیا اُسکی ہو اور قانع نو بنگر اگرچہ اُسکے پاس کچھ نہ رہے اور
 قرآن کی بعضے منسوخ آیوں سے وہ آیت ہی جسکے معنی یہ
 ہشتم * کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے روپے سے
 بھرے ہوئے ہوتے تو ہر آتہ تیسرے کی آرزو کو تا اور اُسے
 آسودہ نہ کریگی مگر خاک * بیت * ہو س کے باد سے پر ہووے
 کب بہہ گاسد * بہہ * سچ کہ اوندہ * پیارا بہرا نڈیکھا کبھی *
 اور کندہ می حکیم اسپر دلیل لایا ہے کہ غم کھانا ضروریات سے
 نہیں ہی بلکہ وہ ایک ایسی حالت ہے جو اختیار کا مدخل اُس
 معنی تا تیر ہی * اور وہ اختیار اس طور سے ہی کہ ایک جوہر
 مطلوب کسی شخص سے منفقود ہو جائے تو تامل کرے کہ الہ

ایک جماعت ہی کہ اُسے محروم ہی اور ساتھ اس کے بھی وہ خوش و مخلو ظ رہتی ہی بہر دلیل اُسکی ہی کہ فقدان مطاب سے غم کھانا کچھ ضرور نہیں اور کچھ مصیبت یا آفت کسی شخص کے اوپر آن پر سے یقین ہی کہ بعد چند سے حزن اُسکا خوشی اور رونا اُسکا ہنسی سے تبدیل ہوتا ہی اور مثال اُس شخص کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی ترنا کرنا ہی کیسی ہی جیسے ایک شخص کسی ضیافت میں حاضر ہو اور خوشبوئی مجلس کے درمیان ہر ایک آدمی کو نوبت بنوبت پہنچائیں اور ہر کوئی اُس میں سے فائدہ اٹھائے جب نوبت اسکی آوے تو خصوصیت کی خواہش کرے اور چاہے کہ اپنے ہاتھ سے نہ لے اور جو اُس سے چھین لیں تو افسوس اور ندامت میں پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی امانت الہی ہیں ہر ایک کو طبقات خلایق سے اُسکے وقت اُسے عنایت کرتے ہیں جس وقت کہ ارادہ بے سبب متعلق ہو اُس سے لے لیں * چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ مال و منال اور زن و فرزند امانت کے سوا نہیں اور بالضرور ایک دن سب کو پھیرے * پس غافل کو چاہیے کہ

امانت کے پھیر لینے میں خوش ہو اور حزن و تاسف کو اپنی طرف
 راہ نہ سے * اور ایک بزرگ نے کہا ہی کہ اگر سو اعلیٰ کے
 دنیا کا اور عیب نہ تو بھی جاہلیہ تھا کہ صاحب ہمت اسکی طرف
 القمات نہ کرتا * مستراط حکیم سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش
 اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہی بولا کہ میں کسی
 چیز پر دل نہیں لگانا ہوں کہ اُسکے جانے سے غمگین ہوں * علاج
 حسد کا وہ پراچی دولت کے زائل ہونے کی آرزو رکھنی ہی
 خواہ اُسے وہ بلینا * اگر سبب اُسکا خواہش اس کی ہو کہ وہ
 نعمت اُسے حاصل ہو تو یہ قوت شہوی کی مشارکت سے
 ہونا ہی * اور جو باعث اُسکا فقط یہی ہو کہ محسود کو دکھ پہنچے تو
 قوت غضب کے زائل سے ہی بلکہ اخلاقی قوت شہوی کے *
 اور یہ مرض سب مرضوں سے نہایت بد ہی اس لیے
 کہ حاسد پراچی بہتری اور فراغت سے مہول ہوتا ہی اور
 کہ ہی نعمت الہی اہل عالم سے منقطع نہیں ہوتی پس حزن
 و الم اُسکا کبھی انقطاع بناوے * اور حدیث میں آیا ہی کہ حسد
 بنکون کو کھا جاتا ہی جسے آگ لکڑی کو کھاتی اور حسد کی نوعون
 میں سے بدترین حسد وہ ہی کہ علما کے درمیان ہو کہ بونکہ اسباب

دنیاوی آدمیوں کی کم توانائی کے سبب محل منا زعت کے
 ہمیں تو کہہ ہی بسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو دولت حاصل
 ہوتی ہی بجز اسکے جو دوسرے سے زائل ہو مشور نہیں
 ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ وہ اس عیب سے منزہ ہے اور
 اُس میں کچھ مزاحمت کا دخل نہیں اور خرچ و تصرف سے
 زائل و نقصان نہیں ہوتا * سچ ہی کہ حسد ان لوگوں کا بھی
 اسباب دنیاوی کی طرف رجوع کرتا ہے * علاج حسد کا خزن و
 غضب کے علاج کے قریب ہی * اور غیبت وہ ہے جو تمنا کرے کہ
 جیسی نعمت اور دن کو حاصل ہوئی ہے ویسی مجھے بھی
 ہو * بلے آرزو کہئے اسکے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہ
 امور دنیاوی میں ہو تو قدر کفایت اور مصلحت سے زیادہ
 چاہنا مذموم ہے اور بانداز گذران اور بہبود کے محمود * اگر
 عاقل و انا آن بختوں میں فکر کرے تو انکی مدد سے اور مرضوں کے
 علاج پر قادر ہو * مثلاً کذب کے معالجات میں ملاحظہ کرے کہ بول
 چال اور گفتگو سے غرض یہ ہے جو غیر کے احوال سے خبر دے
 یا اپنے مافی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اُس کا منافی ہے *
 بس کذب کو اُس میں دخل دینا بلے موقع اور ظلم اسی سے

جہارت ہی * باعث کذب کا حرص مالی ہی باحرص جاہی
 و ذالت اُسکی ظاہر ہی اسی قباس پر تمام ردائل ہیں *
 دوسرا لاجعہ نہ بیز منزل منہن اِس منہن جھمہ لہنے ہیں * بھلا اچھہ
 منزل یعنی مکان کی احتیاج منہن * ہر گاہ کہ انسان اپنی زندگانی
 کے لیے کھانے پینے کی طرف محتاج ہی لیکن غذا سے انسانی
 بغیر تہ بیز صناعی کے جسے کھپنی اور اُسکا تردد اور آباد کرنا پھر
 جب پکے تو کاتنا اپنا کرنا جھارنا کو تپا سنا پکانا وغیرہ کے
 ممکن اور انتظام اُن سیوں کا بدون اعانت و شراکت کے
 منصور نہیں بخلات حیوانوں کی غذا کے اِس لیے کہ وہ
 طبیعی ہی صاعت کا دخل اِس منہن کچھ نہیں * اور جب کہ
 روزانہ قوت لاہدی کا ہر روز ہو جو دکرنا خیلے قباحت ہی تو
 احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجئے اور اُسکو حفاظت منہن
 رکھئے * لیکن محافظت اُسکی پلے آمد کسی مردم منہن اور
 بغیر ایک ایسے مکان کے کہ جہاں محفوظ رہ سکے اور جو آپکے
 کے مانجھ سے بچ رہے ہو نہیں سکتی * پس ضرور ہو کہ جوہاں
 اور گھر بناے اور جب کہ ہر ایک شخص کو اِس پیشے کی
 ترتیب کی جو قوت کے حاصل کرنے کے لیے ضرور ہو احتیاج ہی

تو ائمہ اُس کے واسطے ایک مددگار بھی چاہیے کہ جس وقت
 ملک اپنے مکان سے کسی کام کو چاہے تو وہ نگہبانی کرے
 یا خانہ داری کے ضروری کاموں میں اُس کے ساتھ اعانت کرے *
 پر یہہ احتیاج باعتبار احوال شخص کے ہی اور بنظر احوال
 نوع کے ضروری کہ ایک عورت کو نکاح میں لائے کہ بسبب
 اُس کے تو والد و تناسل ہوا کرے * پس حکمت الہی متنبی
 اُسکی ہی کہ مناکحت سے بندوبست خانہ داری اور سررشتہ
 تو والد و تناسل دو ٹون منبوط ہوں اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر
 اُسکی ابھی روش سے واجب جانے جس وقت ایک جماعت
 یعنی جو رخصتم اولاد کیجے ہوں تو بے شبہہ ان کی گزران کے
 بندوبست کے لیے معاون درکار ہوں تو خدمت گار چاکر نوکر کی
 احتیاج ہو * اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہیں
 انتظام معاش کا انجام دیاوے پھر جبکہ بندوبست ہر کثرت کا
 الفت یکجہتی پر موقوف ہی اس انتظام خانہ داری بھی تدبیر
 صناعتی سے جو موجب رابطہ الفت کا ہی ہو سکتا ہی * لیکن ان
 شخصوں میں سے اس تدبیر میں باپ اولی ہی * تو
 ریاست منزل اور سیاست اہل اسی کی اسے پر مفوض

رہے * اور اس مدبر کو لازم ہی کہ ہر طرح کی تدبیروں سے
 جیسے رغبت و لانی و آنا و حدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دہنی نرمی
 گرمی مہربانی خشم گہنی یہاں داری نعمت خواری وغیرہ ہی اہتمام
 کرے تا جو کچھ اس کی تدبیر مین ہی آئیں مناسب سے ظہور
 یاتے * اور اس مقام میں گھر سے مراد وہ گھر نہیں جو
 گل و لالے اپنے ہنر گھا سس بھوس اور لکڑی سے بنا لوہین بلکہ
 مقصود اُس سے الفت یکجہتی ہی جو ختم جو رو اور باپ
 بیٹے اور نوکروا اقا اور مال و صاحب مال کے درمیان مستحق ہو *
 خواہ ویسے گھروں میں رہن یا خیمہ و خرگاہ اور درختوں کے
 سائے اور غار اور پہاڑوں میں * تدبیر منزل عبارت
 ہی اسی فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اس
 طور پر اختلاف سے مامون رہ سکے اور جب تمام آدمیوں کو
 ایسے اجتماع کی احتیاج ہی پس سب کو اس علم کا حاصل کرنا
 ضروری تدبیر منزل کی اصل اصول ہر ہی کہ مدبر اپنے ارکان
 منزل کے احوال کو دیکھے اور ہر ایک کو اُس کے مرتبے کے موافق رکھے
 اور جو کسی سے خلل پیدا ہو تو اُس کی اصلاح کرے جیسے
 طیب عضو اشرف کی مصلحت کے لئے کسی عضو کا کٹ ڈالنا

جائز ہانگہ واجب جانتا ہی تو نہ بے منزل معنی بھی رکنِ خسب
 کو اشرف کا تصدق کرنا لازم ہی * اور اگر یہ خصوصیت منزل
 کی اس فن معنی ملحوظ نہیں ہی جسے اُسکی طرف اشارہ ہوا *
 لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے ایسے ایسا کیا ہی *
 اور کہا ہی کہ بہترین محلون سے وہ ہی جو مضبوط ہو اور بھت
 اُسکی بلند اور دروازے اُسکے تر سے ہون اور ایک ایک
 پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اُس میں تیار رہے اور اُس
 احتیاط کی رعایت کرنی جس سے جلنے دہلنے سپندھ لگانے
 جو رسی ہونے کبر سے پتنگے سانپ، ٹھو وغیرہ کے صدمون سے
 بچ سکے واجب ہی لیکن حدیث میں آیا ہی کہ چھ گز سے
 اونچا مکان نہ بناوے * اور جب اِس قدر سے زیادہ ہو تو ایک
 فرشتہ بگاڑے کہ کہان تک اِی مسرت * اور ہم سایون کے
 احوال کو بھی لحاظ کیا کرے کیونکہ ہر ذات ہم سایہ بہت فساد
 پر پا کرتا ہی * افلاطون نے زرگر محلے میں جاہ بنائی تھی جب
 اُسکی حکمت کو پوچھا بولا سبب اِس گاہہ ہی کہ جس وقت
 یند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کر دیتی ہی تو اُن کے
 ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اُٹھتا ہوں * دوسرا لہجہ

قوت اور مال کے جمع کرنے کی تدبیر متین * جب معلوم ہوا
 کہ آدمی کی احتیاج قوت لابدی کے پیدا کرنے کی طرف ہے تو
 تدبیر اسکی اس طور پر ہے کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع
 کرے اس لیے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس ان متین سے تلف
 ہو جائے تو دوسری کام آد سے اور بہ سبب کاروبار اور ضروری
 معاملوں کے بسے کی طرف جو حافظہ الت اور ناموس
 اصغر ہی احتیاج ہو اور آب و حرمت اور سنہرائی اور اپنی
 مشہو طی اور بندوبست کے لیے نھوڑا اس متین سے اور
 جنسوں کی بہتایت کے برابر ہی اسی واسطے غلے اور اناج دور دراز
 کے مکانوں سے لانے کی حاجت نہیں ہی اگر پیمانہ ہوتا تو اور
 شہروں سے ضروریات کے ڈھولانے کی مشقت برداشت
 کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ
 یا بالماظ حفاظت کے ہوسنی * پر آمد کی دو قسمیں ہیں * ایک
 اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہے جسے صناعت یعنی
 پیشہ * دوسری وہ کہ جسمین اختیار کا کچھ دخل نہیں
 جیسے میراث یا بخشش ہی * اور سب پیشوں کی جرتین
 چتر بن ہیں * چنانچہ بعض آئمہ دین نے بھی کہا ہے یعنی * کھیتی *

سوداگری * اور * پیشہ * امام شافعی اس پر ہیں کہ ان تینوں
 میں تجارت بہتر ہے * اور اُس کے اصحابوں سے ماوردی نے کہا ہے
 کہ زراعت بہتر ہے * اور متاخرین عالموں سے بعضوں نے
 کہا ہے کہ اس زمانے میں * کورسی میں اکثر شبہ ہے
 اور جو تھوڑے آدمیوں پر غالب تو تجارت میں احتیاط کم ہو سکتی
 پس زراعت بہتر ہے * جب کہ امام شافعی کے زمانے میں
 مال حلال * بیشتر اور دیانت و امانت لوگوں کی اکثر تھی
 اس واسطے اُس نے سوداگری کی ترجیح کا حکم دیا تھا * حکم کہتے ہیں
 کہ سوداگری کا عہد نہ کیا جاویسے کیونکہ شرط اُسکی سرمایہ ہے
 اور وہ نالت ہونے سے بچ نہیں سکتا * اور کسب و حرفے میں
 تین چیزوں سے احتراز کرنا واجب ہے * پہلی ظلم سے جسے
 تولنے یا اپنے میں کچھ تفاوت کرنا * دوسری بے غیرتی سے جسے
 سخرگی بے ہودہ پن اور تھٹھا اور جو چیز ذلت میں دالے *
 تیسری کمینہ پن سے جسے خاکروبی دہاخی ساتھ اسکے کہ وہ
 اچھے پیشے کر کے * لیکن اُن پیشوں میں سے بعضا ضروری ہے
 جسے کشت کاری ہی مثلا اور بعضے غیر ضروری * چنانچہ زرگری
 اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہیں * شربف *

و خسیس * و متوسط * شریف وہ ہی کہ قوت نفسانی کے ساتھ تعلق رکھے یہہ۔ یستہ امتیازی صاحب مروت لوگوں کا ہی پر اُس منین سے ذی شان میں قسم ہیں * پہلی جو علاقہ جو ہر عقل سے رکھی ہی جیسے وزارت کا کام * دوسری وہ جو علم و ادب سے متعلق ہو جیسے کنایت اور لیاقت اور نجومی طبابت صاحب دانی یہہ۔ یستہ شش کا ہر * تیسری جو زور اور شجاعت سے علاقہ رکھے جیسے سپاہ گری * اور کمینچہ پیشوں کی بھی تین قسمیں ہیں * ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سے خالی ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت ہے اور جادوگری اور علم سخنبرہہ حرفہ بد لوگوں کا ہی * دوسری جو فضیلت نفسانی کے برخلاف ہو جیسے سخنراہن کلا نوتی اور جو آ اور یہہ۔ یستہ سفیہوں کا ہی * تیسری جس سے طبیعت نفرت کرے جیسے جھامی دباغی خاکروبی یہہ۔ یستہ کمینوں اور ادنی لوگوں کا ہی لیکن جب کہ عقل کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھ اعتبار نہیں تو تیسری قسم کو عقل بد بھی نہیں جانتی بلکہ زندگی کے ایسے ضرور ہی پس جاہیے کہ ابک فریق اس کام میں مشغول رہے بخلاف اگلی دو قسموں کے اسلئے کہ دو عقل کے نزدیک

بدہینہ * اور جو کوئی جس پیشے میں نام زد ہو لازم ہی کہ اس میں
 سبقت و کمال کا قصد کرے * اور پست ہمتی میں اپنے نہیں
 نہالے * اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ روزی سے بہتر
 نہیں اور اس کے اچھے سیون میں سے وہ پیشہ ہی جو عدالت پر
 مشتمل ہو کر پارسائی و مروت کے قریب ہو * اور جو مال
 کہ غیب سے ملے یا بلے غیر فی اور کمینے میں سے ہانہ لگے اگر بہ
 بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہی شرع و عقل کے رو سے
 احتراز کرنا اُسے واجب ہے * اور جو کچھ حسن مشقت اور حی
 حلال سے پیدا ہو اگر بہ تھوڑا بھی ہو تو بہت اور با برکت ہے *
 و لیکن مال کی بخشش اور اس کے خرچ کرنے میں حد اعتدال کو
 ملحوظ رکھے سب اس کی اس طور سے ہی کہ زیادہ خرچ اور
 بخل سے بچا دے اور دکھانے اور فخر کرنے کے لیے خرچ نہ کرے *
 اور چاہیے کہ خرچ آمدنی سے تھوڑا ہو اور ایام سختی کا لحاظ
 رکھے جسے قسط سالی مناسی حالت میں ہار یکی ہین اور مال اموال
 کے جمع کرنے میں مناسب بہ ہی کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس
 اثاثہ الیت کی قسم سے اور کچھ ملک جسے باغ مویشی
 وغیرہ ہے * اس واسطے اگر کسی میں نقصان آوے تو دوسرے

سے جبراً اس کا ہوسکے اور اموال کا خرچ کرنا تب
ورسے ہی ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے
قانون پر خرچ کیا جاہیے چنانچہ زکوٰۃ و صدقہ دینا اور نذرون کا
ادا کرنا * دوسرا بطریق سخاوت و اکرام کے جیسے
نجنہ خائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا * تیسرا ضروریات کی
جت سے کچھ فائدے کے لیے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے امر او
سلاطین کے یہاں سوغات بھیجی * اور اپنے قبائل کے کھانے
پینے کے لیے خرچ کرنا اور ظالم بذات لوگون کو یہ سادینا کہ
بسبب اُسکے آبرو و حرمت بچ رہے لیکن پہلی قسم معنی چار
چیزوں کا لحاظ ضروری ایک وہی کہ جو کچھ کسی کو دے
تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے
ظاہر و باطن معنی کچھ دریغ نہ کرے اس لیے کہ خدا تعالیٰ اپنے خزانہ
بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرمائے اور
اُسے حکم کرے کہ اُس معنی سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت
بدی کہ عطا کرنے کے وقت خاطر معنی گرانہ لاسے * دوسری یہہ
کہ عزت اللہ دے اور سوا اس کے کچھ غرض نہ کہے تا احسان
اُس کا برباد نہو * تیسری وہ کہ برسی خیراتیں ارباب توکل کو

پہنچا سے کہ حق تعالیٰ نے اُن کی شانِ منن فرمایا ہی مضمون اُسکا
یہہ ہی * کہ نادان اُنکو غنی جانتے ہیں اِس لیے کہ دے کسی کے
دروازے پر سوال کو نہیں جانتے * چوتھی وہ کہ خیرات چھپا کر
دے کیونکہ غلامیہ منن گمانِ نگر اور منت رکھنے کا ہوتا ہی
اور شاید سستی کی خاطر شکنی ہو * اور حدیث نبوی منن آیا
ہی کہ پوشیدہ خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہی * اور دوسری
حدیث منن واقع ہو ہی * کہ خیرات دینے منن بہتر یہہ ہی کہ
دہنے ہاتھ سے اِس طور پر دے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہو * اور
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب
حضرت حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی بس
پہاڑوں کو خالق کیا کہ اُسکے سبب تھم رہی فرشتے اِس سے
تعجب منن آئے اور سوال کیا کہ ای بارالہ کوئی مخلوق
تیرا بہتر سے بھی سخت تر ہی فرمایا مان آگ ہی * پھر پوچھا
کہ اِسے بھی غالب کوئی چیز ہی فرمایا کہ پانی * پھر سوال کیا کہ
پانی سے بھی اشد ہی فرمایا کہ ہوا * پھر بولے کہ اسپر کوئی جز
غالب ہی فرمایا مان خیرات پنهانی جو نبی آدم دینے ہیں
بشرطے کہ دہنے ہاتھ سے دے کہ بائیں ہاتھ کو خبر بھی نہو اور

تاثیر اُسکی سب سے زیادہ ہی گیونکہ وہ ہلائی سخت کو دفع کرنی
 ہی * اور دوسری قسم منین پانچ شرطوں کی رعایت کیا
 چاہئے * پہلی دینے منین جلدی کرنی اس لیے کہ انتظار کے بعد شاید
 لذت اُسکی انتظار کے الم کے برابر یا اُسے کمتر ہو * دوسری وہ کہ
 پوشیدہ دینا تاکہ اظہار کے شر سے محفوظ رہے * تیسری وہ کہ
 جو کچھ دیے اُسے نھو را جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اس لیے کہ
 ہمہ شیوہ اہل ہر وقت اور صاحب ہستون کا ہی * چوتھی انعام
 کا دروازہ اُسکے حق منین بند نہ کرنا اس واسطے کہ طول مدت
 موجب فراموشی کا اور سابق انعاموں کے ضائع ہونے کا سبب
 ہوتا * پانچویں اچھے مقاموں میں دینا کہ زمین شور منین تخم
 افشانی کے مانند نہو * بیت * مصرف بیجا سے واجب ہی گریز *
 تانہ مسرفت تو کہاوت سے ہی عزیز * اور تیسری قسم منین تین چیز کا
 لحاظ کرنا واجب ہی * پہلی حد اعتدال کا لیکن اگر دفع ضرر
 مقصود ہو تو زیادتی کی طرف میں کرنا اس قدر منین احیاط
 ہی کہ اپنے اور دولت و حرمت کے ضرر سے بچ رہے * اس لیے کہ
 یا کر لوگوں میں انصاف و عدالت نہیں ہوتی بلکہ طمع و حرص
 اور بغض و حسد ان میں بھر سے بہن * پس بنا نفعہ کرنے کی

حرف عامہ 'ناسس' کے قاعدے پر آبرو و حرمت کی حفاظت کے قریب ہی عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسہانہ کی طرف ہی * تیسرا الموعہ اہل خانہ کی تدبیر مہین * پابھیے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی تامل سے سوا اسکے نہ رکھے کہ اپنے نہیں بد کاموں سے بچا سے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے * نہ کہ مشہوت پرستی اور لذات بدنی کا ادا کرے * پر عورتوں میں سے بہتر وہ عورت ہی کہ عقل و شعور اور دیانت و یارسائی اور شرم و حیا اور رحم دلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضا جوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھ نہ ہو لیکن اس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اسکے کہنے کی عورتوں سے ہو سکتی ہے * کہ عورتیں انکی بانجھ نہوں اور جو پیدہ ہو تو تفتیش کرے * کہ اسکے اولاد ہوئی ہے یا نہیں اور بی بی لونڈی سے بہتر ہی تاہم سبب اسکے ہمہ چشمو کی برابری اور دشمنوں کی استقامت اور کار بار دنیاوی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہو * اور یہ سبب سے باکرہ اولیٰ ہی اس لیے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمان برداری اس میں بیشتر متصور ہی اور جو آن

فضیلتوں کے ساتھ نسب و حسب اور حسن و جمال بھی رکھتی ہو
 تو نہایت بہتر ہی و لیکن ان تینوں میں کسی خطر سے ہیش
 اسی واسطے احتیاط کیا چاہیے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہی
 اور جب کہ رند یا ناقص العقل ہوتی ہیش تو یہ سبب پندار
 نسب کے شوہر کی تابعداری میں ناک چڑھاتی اور سُنہہ بناتی
 ہیش * بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ خصم کو خادم کے مثال خیال
 کرتی * اور بہرہ رسوائی اور حال و مال کی خانہ خرابی کا سبب
 ہوتا ہی اور مال و جمال میں اور بھی مناسد ہیش اس واسطے
 کہ خوب صورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کے مانع
 قبائح کی ہی ان میں کثیر اس واسطے بہت سے فساد کی طرف
 منجر ہوتی * اور شوہر کو اپنی اہلیہ کے بند و بست میں تین چرندگی
 رعایت کرنی ضرور ہی * پہلی ہیبت کی بہانہ کہ اسکی نظروں
 میں مہیب دکھائے تا اسکی فرمان برداری اور رضا مندی میں
 سستی نہ کرے پر یہ مذہبیر کی قسموں سے بہت بری مذہبیر ہی
 لیکن انتظام اس کا بغیر ظاہر کیسے فضیلتوں اور بدوں چھپائے
 رذیلتوں کے متصور نہیں * دوسری کرامت کی یعنی اپنے قبیلہ کو
 ایسی باتوں میں لگا رکھے جس سے پیار و محبت روز بروز ترقی

پکڑے تا اُسکے کم ہونگے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر
 اقدام نہ کرے اور ستر و تجاب مین غیر محرم کی نظر و نئے
 محفوظ رکھے اور اُسکے ساتھ دلبری کی مائین کیا کرے اور پہلے پہلے
 ایسی جاں چلے کہ اُسے شوہر کی تالہ اری کی طمع نہ آوے ۛ تیسری
 وہی کہ اُسکے خویش و اقربہ کے ساتھ طریقہ اکرام و احرام
 اور تعظیم تو اضع اور دوستی کا بطریق معروف جاری رکھے اور
 بغیر ظہور قصور کے دوسری عورت نہ کرے اگرچہ وہ حسن و
 جمال اور حسب و نسب مائین پہلی سے زیادہ ہو کیونکہ جس قدر
 رشک و حسد اُنکی طبیعتوں مین بھر اہی ساتھ نقصانی عقل کے
 اُنھیں قباحت اور فضیحت مین ڈالے اور سو ابادشاہوں کے
 جو مقصود تزوج سے زیادتی نسل کی ہی اور عورتوں کی
 نسبت اُنکے ساتھ بغیر فرمان برداری کے چارہ نہیں بہت نکاح
 کا حکم نہیں دیا پس اُن کو بھی اعتراف ان سے اولیٰ ہی کیوں کہ
 نسبت مرد کی گھر کی طرف کیسی ہی جیسے نسبت دل کی بدنی
 طرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہونہیں
 سنا ویسا ایک مرد بھی دو گھر کا بند و بست کر نہیں سنا
 اور اپنی بی بی کو خرچہ یومیہ اور نوکر چاکر باند غلام کی فرمائش

منین جس و جہہ سے بند و بست گھر کو لے گا بخوبی انجام پائے
 مخنار کرے اس طور پر کہ ہمیشہ دل آسکا اور خانہ داری اور
 علاقہ خانگی میں لگا رہے تاکہ بد چالی اور سستی و کاہلی سے باز
 رہے! ایسے کہ نفس انسانی تحمل یرکاری کا نہیں کر سکتا اور
 بے فکری آدمی کو بڑا بیون منین دال دیتی ہی اور موجب باہر
 نکلنے اور نظر بازی کا ہوتی * اور اس سبب شوہر کو حقیر سمجھے اور
 بدیون پر اقدام کرے چاہنے والے بھی اسکے سمجھے بہرین اور
 سبب ساد کا ہو پر و دین بخرین جسے پر ہیز کرنا واجب
 ہی * پہلی آن منین سے بہت چاہت اس لیے کہ یہ سبب اسکے
 اپنے تئیں تراستی اور نافرمانی کرنی بلکہ چاہتی ہی کہ شوہر کے
 اوپر حکومت بھی کرے بہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہی
 کیونکہ جب حاکم محکوم ہو اور مالک مملوک تو ایسے انتظام منین
 اختلال آوے اگر اسکی محبت منین مبتلا ہو تو اپنے دل منین
 رکھے اچانا اگر غلبہ کر جائے تو ان نہ بیرون سے جو باب عشق
 منین کہا ہی دفع کرے * دوسری وہ کہ ترے کامون منین اسکے
 ساتھ مشورت نہ کرے اور اپنے اصرار پر بھی مطاع نہ کرے اور
 مال و اموال کرے کرانے سوا سے قوت لابدی کے اُسے پوشیدہ

رکھے اسلیے کہ کم عقلی اُسکی باعث مفاہمہ کا ہوتی تھی * اور
 تواریخ سنن لکھا ہی کہ حجاج کا ایک دربان تھا اُسے بہت چاہنا
 کس وقت بات چیت کرنے سنن حجاج نے کہا کہ راز اپنا جو رو
 سے نہ کہا جاوے * اور اُس پر اعتقاد نہ کرے تب دربان نے کہا
 کہ میری جو رو بہت دانادا دربان ہی اُس پر بہت اعتقاد
 رکھتا ہوں میں اس واسطے کہ بار بار کے امتحان و تجربے سے اسکے
 احوال کا ذوق حاصل ہوا ہی اور اُسکو اپنا محرم اسرار
 جانتا ہوں حجاج نے کہا بہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہی میں
 اس بات سے بجا و واقف کر دوں اسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا
 نوڑا لائے اور اُس پر اپنی مہر کی اور دروان کو دیا اور کہا کہ بہ
 نقد تجھے میں نے بخشا ہے میری بہ مہر اُس پر رہے اسے گھر لیا
 اور اپنی جو رو سے کہہ کہ اُس نوڑے کو بادشاہی خزانے سے
 چرا کر تیرے لیے لایا ہوں دربان نے ویسا ہی کیا حجاج نے کہنے
 دن پیچھے ایک لوندی اُسکو عنایت کی وہ اُسے گھر سنن لایا
 اُس کی جو رو نے کہا کہ میری خاطر اس لوندی کو بیچ لاؤ وہ بولا کہ
 جس کنیز کو بادشاہ نے بخشا ہی کس طرح اُسکا بیچنا روا ہی
 اس بات پر خیمے ہوئی اور پہر رات گئے حجاج کے محل سرا

کے دروازے پر لگی اور وہاں کے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلانے دروان کی جو رو آئی ہے حضور منین کچھ عرض کیا چاہتی ہے غرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جا کر اداب بجالائی اور عرض کرنے لگی کہ شوہر! اس ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جہاں اب ایک خیانت اسی سے خزانہ خاص منین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اس کو ہوتی ہے اور واجب ہے اس لیے پوشیدہ نہیں رکھے سستی ہوں یہ کہہ کر تو راہر بادشاہی کے ساتھ روبرو رکھ دیا اور کہا کہ آپ کے خزانے سے میرا خاوند چرا لے گیا تھا دیکھئے آپ کی مہربانی سے میری حاجت نے دربان کو بلوایا اور توراہ سے کو آئے آگے دھروایا اور کہا کہ یہ تیری جو رو دانا مشفق اور پردہ نشین ہے اگر میں ہر گز شبہ سے واقف نہ ہوتا تو تیرا سر تر کون کی گیند ہو کہ پارہا یوں کا پال ہو جانا ہنسیری وہی کہ ابھی جو رو کو نظر بازی اور غیر مردوں کی بات سننے اور آن عورتوں کی آپینٹس سے جو ان خصاتوں منین موصوف ہیں منع کر سے جلی المخصوص بورا ہی رندہ یوں سے جو بد کاموں منین مشتم ہیں *

اور حدیث سے نفل کی ہی کہ عورتوں کو حضرت یوسف کے قصے پر تھنے سننے سے استماع ضرور ہی کہ مبادا طریقہ حفت سے پھر جانے کا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق میں جن باتوں کی رعایت کرنی شرط ہی دوپانچ حملتین ہیٹن * پہلی پار سائی اختیار کرنی * دوسری کنفایت شمار ہی * تیسری شوہر سے دَرنا اور چشم احرام سے اُسپر نظر کرنا * چوتھی تابعداری کرنی اور نافرمانی سے احتراز کرنا * پانچوین معاشرت میں اظہار خوبی کرنا اور خُگی نہ کرنی * حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا ہی کہ محاورات میں سے کسی کو سجدہ کرنا اگر درست ہو تا تو میں عورتوں کو اُنکے شوہروں کے سجدہ کرنے کے لیے حکم کرتا * جیکمون نے کہا ہی * کہ ینک زمین شفقت و محبت میں ما کے برابر ہیٹن اور صبر و خدمت میں کو بند ہی کی مثال اور الفت و صداقت میں دوستوں کی مانند * اور بد عورتیں ظالموں سے تشبیہ رکھتیں ہیٹن نافرمانی اور ہنگامہ پردازی میں * اور دشمنوں سے شوہر کی بلے آبروی اور عیب جوئی میں اور چورون سے اُسکے مال کے طمع کرنے میں بطریق خیانت کے * جو کوئی کسی نالایق عورت پر مبدلاً ہو تو علاج اُسکا سوا

بفارقت کے کوئی چیز بتر نہیں اگر فساد کی طرف رجوع نہ کرے *
 جیسے اطفال کا ضایع ہونا اور سوا اُکے جو فساد ہو * اور اگر
 جدائی ممکن نہ ہو بد دن آمیزش اور دوستی اور دینے لینے
 کے چارہ نہیں ! ان سبھوں کے بعد بتر میں تدبیرون میں سے
 یہ ہی کہ اُس کے تین کسی اپنے شخص کے حوالے کرے جو
 اُسے برے چلن سے منع کرے اور خود سفر و وردا کا اختیار
 کرے اور ایک مدت مدید اُس سفر میں رہے تا شاید وہ
 سبب الاسباب کوئی سبب خوشی کا پیدا کر دے اور بتر
 نیک اُس کی طرف سے آوے * عرب کے حکیموں نے کہا
 ہی کہ یا نچ قسم کی عورتوں سے اجراز کیا چاہئے * حناہ *
 منانہ * انانہ * کیثہ القنما * حضراؤ الدمن * یر حناہ وہ عورت ہی
 کہ دوسرے شوہر سے اُس کے اولاد ہو اور اس خصم کی
 دولت سے اُسپر مہربانی کرے * اور منانہ مالدار عورت
 کو کہتے ہیں کہ سبب اپنے مال و مناع کے شوہر پر منت رکھتی
 ہو * اور انانہ وہ عورت ہی جس کا اگے ایک خصم تھا اور
 اُس کو اپنے زعم میں اس سے بتر سمجھے اور ہمیشہ اُس کی
 احوال سے شک و شکایت زونا بیٹنا کرے * کیثہ القنما اُس

عورت کو گھنچے ہیں جو بار سائی کی جاذبہ منقہ مستور تر ہے اور آدمی سے بچنے کے لئے شوہر کے اُسکی بھجائی کی ہمت نام رکھیں حضرت ابراہیمؑ وہ ایک عورت ہی خوبصورت اور بد اصل نشیبہ اُس کی سبزہ گلشن سے دی ہی بلے معنی سید المرسلین ﷺ کی حدیث معنی بھی واقع ہیں پر جو کوئی اہل خانہ کے بند و بست سے قاصر ہو اُسے نذر اولیٰ ہی * چوتھا لمعہ * اولاد کی تدبیر معنی پہلے چاہئے کہ ایک دائمی نیک نخت خوش مزاج اُسکے لیئے مقرر کرے اسلئے کہ مزاج اور طبیعت کی خوئیں لڑا کو نہیں اثر کرتی ہیں اور جبکہ شریعت ص معنی وار دہوا ہی کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتویں دن بہتر ہی تو اُسکی متابعت کرنی ضرور * تاخیر کی حکمت یقیناً یہی کہ بعد تامل کے ایک اچھا نام اُسکے لایق مقرر کیا جائے اس لیئے کہ اگر کوئی بُرا نام اُسکے واسطے میں کرے تو ساری عمر بہ سبب اُسکے پریشانیاں سے گزرے اس لیئے مابا پ پر فرزندوں کا ص ہی کہ نام رکھنے معنی شرط احتیاط کی ادا کریں * جب مدت دودھہ ہلا نیکی تمام ہو چکے تو اُسکی تعلیم و تادیب معنی مشغول ہوئیں تاکہ بد اخلاقی نہ سیکھنے پاسے اسلئے کہ مزاج اطفال کے استعداد کمالیت کی رکھنے ہیں *

اور طبایع انسانی رذائل کی طرف متوجہ رہے۔ چنانچہ سابق بیان
 اس کا ہو چکا ہی اور اُس کے اخلاق کی درستی منہن جس طور
 سے کہا ہی پیروی طبیعت کی کر کے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ
 قوت تینز کے پہلے اثر و نمٹن سے قوت حیا ہی چنانچہ مذکور
 ہوئی تو زیادتی حیا کی فضیلت و نہایت کی دلیل ہی ہے۔ بس
 جس وقت یہ خصات اُس سے مشاہدہ کرے تا دسب منہن
 اُسکی زیادہ اہتمام کیا چاہیے۔ پہلی تا دسب بہ ہی کہ اُسے
 بد اخلاقی کے اختیار کرنے سے کلیامع کرے اس لیے کہ طبیعت
 صاف مہمناختون کے برابر ہیں جو قشش آن منہن کہہ پنجے ہا سانی
 بن جائے۔ پھر اُسے احکام دینی اذب وقاص سے کے طریقے
 سکھلا سے اور ان کے یاد رکھنے کے لیے تاکید اور ان کے انکار پر
 زجر و تا دسب کرے۔ ہر اُسکی طاقت و قوت کے موافق جس
 طور سے کہ احکام شرع منہن متزر ہو اہی سات برس کی عمر
 منہن نماز پڑھنے کے لیے حکم کرے اور دس برس کے وقت
 ترک صلوٰۃ کے سبب ماریت سے ادب دے اور اُسے نیکوئی
 مدح اور برون کے نہ مٹ کرنے پر ابھارے۔ اور عیاشی کا
 مانع ہو اگر اچھا اختیار کرے تو تعریف سے دل برتاو سے اور

جو برسی چال چلے تو ندامت سے شرمندہ کرے * اور مقدور بھر
 ظاہر الامت نہ کرے بلکہ اس طور سے کہے کہ تو نے سہوا
 یہ حرکت کی ہی بار دیگر ارتکاب اس کا نہ کرتا دلبر نہو جا سے
 اور جو وہ خود یوسیدہ رکھنا ہی * تو اُس کے راز کو فاش
 نہ کرے * پھر اگر بار بار ایسی حرکت اُس سے سرزد ہو تو
 خلوت میں لے جا کر بہت ہی ملامت و نصیحت کر کے اُسکی
 قباحت کا مبالغہ کرے اور اس کے عود کرنے پر ڈرا سے اور
 فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہی
 شاید یہ سبب کثرت ملامت کے ذہیتھ ہو جا سے اور بمقتضا
 اُس حدیث کے جسکے معنی بے ہین * کہ انسان کو جس بات
 سے منع کریں اسی کا حریص ہو * خواہش معاودت کی اُسکے
 مراجع میں آ سے بلکہ حکمت عملی کے طریقے ان باتوں میں اختیار کیا
 چاہیے * اور چاہیے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس و پوشاک
 کی زینت اُسکی نظروں سے گرا دے کہ اُس کے دل میں
 یقین ہو جا سے جو رنگ برنگ زربفت کا لباس خاصیت
 عورتوں کی ہی اور مردوں کو چاہیے کہ اس سے بے پروا رہیں
 اور مردم آب و دانہ کی طمع میں رہنا خصلت چار پایوں کی *

پہلے کھانے کے آداب چنانچہ تفصیل اسکی آویگی اسکو کھانا سے
 اور سمجھائے کہ اکل و شرب سے غرض صحت بدن کی ہی
 نہ اسکی لذت مقصود ہی اور چتا ہے کہ کھانے پہنچنے کی چیزیں دوا
 کی مثال ہیں جس سے دوا کو بقدر ضرورت اور مصالحت
 کے دفع مرض کے لیئے استعمال کریں ویسے کھانا، مینا بھی بانداز
 دفع کرسنگی اور تشنگی کے چاہیئے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے
 بھی منع کریں اور ایک ہی قسم پر خوگر کرنا لازم ہی ہے اور اسکی
 اشتہا کو ضبط کریں بہانہ تک کہ تھوڑے سے معنی صبر کر سکے اور
 لذت و مرنے کی چاٹ معنی گرفتار نہ رہے اور کبھی کبھی اسکو روکھی
 روتی بھی دیا کریں تا لاجاری کے وقت کوتاہی کے یہ طریقے غریبوں
 کے لیئے بہتر ہیں اور برے آدمیوں کے لیئے بہت بہتر ہے اور دن کی
 نسبت سے رات کو زیادہ دین تانسنی اور خواب دن کو اسپر
 غائب نہ کرے پر گوشت موافق سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا
 نہوا اور مہی بھی بجزون اور میوون سے اور ان کھانوں سے جو جلد
 ہضم نویر ہنزداجب ہی اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا
 چاہیئے ہر چند کہ سب آدمیوں کو سکرات سے احتراز کرنا
 لازم ہی عالی الخصوص نہ کون کو بہت ہی تنبہ کرنی ضرور اسلیئے

کہ نشہ کی چیزیں اُنکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تھور و بے غیرتی
 اور سبکی کا باعث ہوتی ہیں اور بے بد خصلتیں اُس کی
 طبیعت میں مستحکم ہو جائیں بلکہ اُن لوگوں کی مجلس سے بے
 اندیشہ اُسے بازار کھانا ہیچ اور بری باتوں کے سنے کا مانع
 ہو نا ضرور * اور ہر روز جب تک ادب قاعد سے کی مشق سے
 فراغت نہ کرے اور سختیاں نہ اُٹھائے کھانے کو نہیں اور
 پوشیدہ کاموں سے اُس کو منع کریں تا بد جالی پر دلیر نہو جائے
 اس واسطے کہ بے شہرہ سبب چھبائیکا کوئی امر قبیح ہو گا کہ اس کام میں
 تصور کیا ہو * اور دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے
 اور اسباب تنعم اور نرم و مالایم کپڑے پہننے سے جیسے ریشم امیز
 کپڑے اور بھوئیں گھرے گرمیوں میں اور آتش و پیرستین
 چارون میں بازار کھیں اور کدھی کدھی سہر کرنے یا پیادہ چاند سوار می
 چڑھنے اور مناسب محنتیں اُٹھانکی خوشکھائیں اور نشست و
 برخاست و گفتگو کرینکے سیتے جیسے بیان آنکا آویگا بتائیں اور بانوئی
 آرایش اور زیب و زینت اور زمانے لباس میں اُسکی
 عادت کرنے نہیں * اور جب تک اُس وقت کو نہ پہنچے کہ
 جب اکثری کار کھنادر کار ہو تب تک اُسے انگو تھی نہ ہنائیں

اور اپنے ہمہ چشموں سے اور اسباب دنیاوی کے سبب
 آسکو فخر کرنے اور جھوٹے کہنے اور سوگند کھانے سے بھروسہ
 ہو یا سچ سچ کریں اسلئے کہ قسم مطلقاً بدی خواہ تر کے سوگند
 کھائیں یا برے شرعاً اگر پہ سچ ہو تو بھی مکر وہ ہی مگر جب
 کسی مصالحت دینی کے لیئے ہو * مردوں کو اگر پہ سوگندنی
 احتیاج ہوتی ہی پر ترکوں کو کچھ ضرورت نہیں * اور خاموشی
 جواب مختصر دینے بزرگوں کے حضور چپ ہو کر سنیئے اور
 اچھی بات کہنے کا نوکر کریں لیکن بزرگ زادوں کو اکثر ان
 ادبوں کی احتیاج ہوتی ہی اور چاہیئے کہ معلم دیندار دانا اخلاق کے
 طریقے سے واقف اور پاکدامنی اور عزت و وقار ہیئت و مروت
 میں مشہور اور اخلاق شاہی اور ان کی مجالس کی نشست
 و پرناست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بال حال کے طریقے
 سے خبردار ہو اور چاہیئے کہ اوڑھنے کے اپنی ہم جنس کے ہانکہ
 بعض بعض بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زبور سے
 آراستہ ہوں مکتب میں ساتھ اُس کے رہیں تا مولد و غمگین
 نہوا اور طریقے آداب کے ان سے سیکھے اور انہیں دیکھ کر تعظیم
 و تعام میں زیادہ سعی کرے اور جس وقت اخوند ادب کے لیئے

اُکو مار سے تو شور و فریاد اور شفاہت کرنے سے منع گویں
 گویں کہ یہ نخصالت غلام اور بچاروں کی ہی اور معلم کو چاہیے کہ
 جب تک کوئی تقصیر ظاہر اُس سے مشاہدہ نہ کرے مارنے کا
 اقدام نہ کرے اور جو مار کی حاجت ہو تو پہلے بار چاہیے کہ شمار
 منن اندک اور الہ منن بہت ہو تاکہ عبرت بکر سے اور معاودت
 پر تہمت فکر سے اور چاہیے کہ سخاوت کی ترغیب اُسے
 دین اور نعمت دینا وی اُسکی آنکھوں منن نوار دکھلائیں
 اسلئے کہ زروسیر کی محبت کی آفت سانپ کے زہر سے بھی
 بدتر ہی * امام غزالی اُس آیہ کرمہ کی تفسیر منن جکے معنی
 بے ہین * کہ مجھے اور میرے فرزندوں کو اصنام کی عبادت سے
 باز رکھیو * فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زروسیم ہی * اور
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی ہی کہ میرے سین اور
 میرے فرزندوں کو زروسیم کی پرستش اور اُسکی دل
 بستگی سے دور رکھیو اسواصلے کہ منشا تمام فسادوں کا انہین کی محبت
 ہی اور تعطیل کے دونوں منن اُسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین
 بشرط اُسکے کہ سبب کسی دکھ اور باعث کوئی قباحت کا
 نہ ہو اور یہ آداب سب لوگوں کو بہتر ہی خصوصاً جوانوں کو

نیک تر اور جب آثار تمیز کے اس میں غالب ہوں تو سمجھاؤں
 کہ اسباب دنیاوی سے غرض صحت بدن کی حفاظت ہی
 نفس انسانی جتنی استناد دار البقا کی حاصل کریگا باقی
 اور قائم رہیگی بس اگر مدبر اہل علم سے ہی تو تربیت مذکور
 سے لڑکوں کی تعلیم کرے اور جو اہل حرفے سے ہو تو جس وقت
 آداب شرعیہ بقدر واجب سے فراغت کرے اپنے ہمیشے معین
 اسے لگا دے پر ہنرمند ہی کہ لڑکے کی طبیعت میں نظر اور اس
 کے احوال میں خوش کرے کہ کون سے علم و ہنر کی استناد
 اس میں زیادہ تر ہی جسکی لیاقت ہاے اس میں مشغول کر دے
 ایسی کہ بمقتضای اس آیت کریمہ کے جسکے معنی یہ ہیں جو جسکے
 واسطے پیدا ہوا ہی اُسکو آسان ہی ہر شخص کو استناد
 ہر ایک صنعت کی نہیں ہی بلکہ ہر کوئی جدی جدی صنعت
 کی لیاقت رکھتا ہی اور اس میں ایک بھید ہی جو سبب قوام
 عالم و انتظام احوال نبی آدم گا ہی حکماء سابق مولود کے طالع
 میں نظر کرتے اور طریقہ نجوم سے جس کسب و ہنر کی لیاقت
 آسمان دیکھتے اس میں مطروف رکھتے اس لیے کہ جو کوئی جس
 فن کی قوت رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے آسمان کامل ہو سکتا ہی اور

جسکی استعداد نہیں رکھتا اُسکی سستی کرنی تعطیل روزگار اور نہ
 توضیح اوقات ہی * اور طبیعت اُسکی جس ہنر سے مناسبت
 نہیں رکھتی اور ہتھیار و اوزار اُس کے موافق بھی نہیں تو اُسے
 اُس ہنر کی تکلیف نذین بلکہ دو سر سے پیشے میں لے جائیں
 بشرط اِس کے کہ اُسپر قائم رہنے کی باس لگی ہوئی ہو
 تا موجب اضطراب کا نہ ہو * اور ہر ایک فن کے درمیان کسی
 محنت لایق کا جس سے حرارت غریزی کی تحریک اور
 حفاظت صحت کی مدد اور سستی و ناتوانی کی نفی ہو عادی کرین
 اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وہ ہمیشہ کے حاصل کر نیکی لیتے
 اُس کو ٹھم گیا چاہیے اِس لیتے کہ جس وقت لذت اُسکی پاسے
 تو اُسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کرے اور اُس
 ہنر کے دقائق میں نظر کر کے سبقت لے جائے اور اُسکی مشقت
 سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشرفون گاہی عادت کرے
 اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نہ کرے اِس واسطے کہ اکثر
 دولت مند زادے جو دولت پداری پر مغرور ہو کر علم و ہنر کے
 سبکدہنے سے محروم رہ جاتے زمانے کے ہر پھیر سے خرابی کے
 میدان میں آجاتے ہیں * جب روزگار کرنے لگے اور بسبب

اُس کے نیش مزاج معنی آج سے تو اولیٰ و انسب ہی جو اُسے
 متاہل کر دیں اور اُنکے محاصل کو نکال کر جدا کر دیں * ولایت
 پارس کے بادشاہ فرزندون کو لوگ لشکر کے درمیان
 پرورش نہیں کرتے تھے بلکہ داناؤں کے ساتھ کسی طرف
 بھیجتے اس لیے کہ تکلیف و سختی کی عادت اختیار کریں اور
 رُو سے دیلم کا طریق بھی ہی تھا اور جس نے برعکس اسکے
 تربیت پائی اصلاح اسکی مشکل ہی علی الخصوص اسکی جو کہ
 سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت
 دشوار ہی * مستراط حکیم سے کسی نے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر
 جوانوں کے ساتھ کس واسطے ہی تو بھی جواب دیا * اور تربیت
 لڑکیوں کی جکے دستے لایق ہیں اسی طور سے گیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ
 گھر کے درمیان رہنا اور پارسائی و پردہ نشینی کے کیسے زیادہ
 تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اُن خصلتوں کے واسطے
 چنگاریاں عورتوں کے احوال معنی ہو چکا ہی ترغیب دینا لازم ہی اور
 اچھے اچھے ہنران کی شان کے موافق کھلانے ضرور * اور پڑھنے لکھنے
 سے گلیا منع گیا چاہیے اور جسوقت باغ ہوں تو اپنے ہم * ششموکے
 ساتھ نکاح کر دینے معنی آجیبل واجب * بلے طریقے اولاد کی تربیت کے

ہین * اور جبکہ اثنای بحث متن بعض آداب کے شرح کرنیکا وعدہ کیا ہی تو ضرور ہوا کہ بیان اُس کا بطور اختصار کے کیا چاہیے اگر پڑوسے مخصوص اطفال ہی کے نہیں تاہم بنظر اُنکی استعداد و قابلیت کے بیان کیا * آداب گفتگو کے چاہیے کہ بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور یوقنی اور موجب شبکی اور بے اعتباری کا ہی * حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت مصطفیٰ ﷺ جو طوطی خوش الحان و ماینطق عن الہو کے تھے علیہ افضل الصلوٰۃ الکل التحیات اعتدال کے ساتھ گفتگو اِس طور سے کرتے کہ اگر مجلس دیر تک بھی رہتی تو جو جو نئے زبان خالق ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکنے اور بزرگ چہرہ حکیم نے کہا ہی جب کسیکو دیکھے کہ بے سبب بات کرتا ہی یقین جانے کہ وہ دیوانہ ہی اگر بولا چاہے جب تک اُسے خوب دل متن نہ تھانے خاموش رہے * جکیموں نے کہا ہی کہ پہلے بہت سوچ پھر بول * لازم ہی کہ بات بکر ر سکر نہ بولے مگر جس وقت بہت ہی احتیاج اُس کی ہو اور جب کوئی کچھ نقل یا قصہ کہنے لگے اگر جانتا بھی ہو تو جب تک اُس کی بات تمام نہونہ کہے کہ متن جانتا ہوں اور جس بات کو اُس کے خیر سے پوچھیں اُسکا

جواب مذمت اور جو ایک ایسی جماعت سے سوال کو بین جس میں وہ بھی ہی لازم ہی کہ پیش دستی نہ کرے ۵ اور جو کوئی اُسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اس سے بہتر پر بھی قادر ہی صبر کرے جب بات اُسکی تمام ہو تب اپنے جواب کی تقریر شروع کرے اس طور پر کہ اگلے کے طعن کا موجب نہو اور جو بات کہ اس سے کہیں جب تک تمام نہو جو اب دینے میں مشغول نہو جو بحث و محاورہ اُسکے سامنے مذکور ہو اور وہ اُسے نسبت نہیں رکھتا ہو تو دخل نہ کرے اور جو بات کہ اُسے پوشیدہ رکھیں اُسکے سچے کا قصد نہ کرے اور بزرگوں سے کنائے کی بات نہ کہے اور اپنی آواز کو اعدال پر رکھے اگر کسی بات میں مشکل ہو تو اُسکی تمثیل سے واضح کر دے اور طول پر مصلحت سے اجتناب کیا جائیے بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا لازم ہی اور الفاظ غیر محاورہ و کنایات بعیدہ کو استعمال نہ کرے اور فحش و دشنام سے احتراز واجب ہی اگر کسی امر فحش کے بیان کرنے کی احتیاج ہو تو تعریض و کنائے پر اکتفا کرے اور بیہودہ ہنسی تھتھے سے جو موجب سقوط مردت اور سبب خفت اور باعث حسد و عداوت کا ہی اجتناب لازم جانے اور

ہر ایک مقام میں کلام مقتضای حال کے موافق کہے اور گفتگو کے وقت دست و چشم و اہر و سے اشارہ نہ کیا کرے مگر ایک اچھے طور سے جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل محفل کے ساتھ خواہ و سے دانا ہوں یا نادان حق و ناحق تعلق و خلاف کی مجال نہ چلے اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو اسکے نزدیک التلاح نہ کرے اور مناظر سے میں انصاف کی شدہ اٹل سے نہ گذرے اور سخی دقیق ایسے شخص کے ساتھ جو اسکو نہیں سمجھ سکتا ہی نہ بولے اسلیئے کہ ہر ایک سے اسکی عقل کے بموجب کلام کیا جاہیئے * چنانچہ حضرت رسالت بناہ ﷺ نے فرمایا

منعمون اسکا یہ ہی کہ ہم کردہ انبیاہین ہمیں حکم کیا ہی کہ ہم آدمیوں کے ساتھ انکی عقل کے موافق بات کریں * اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نادانوں کے نزدیک حکمت ضائع مت کرد اور بول جاں میں لطف و لطائف کا طریقہ ملحوظ رکھے اور قول و فعل حرکات میں کسی کو آزر دہ نہ کرے اور وحشت آمیز بانوں سے اترا زخورد جانے جب کسی بزرگ کے حضور کچھ کہا چاہے تو نیک حالی سے شروع کرے * جیسے ہی تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے حضرت کے دشمن باہمال ہوں

آپ کا اقبال برقرار رکھے بخت بند کرے یا عاقبت بخیر ہو علیٰ ہر
 القیاس * غیبت اور تممت و بہتان سے اور جھوٹے کہنے اور
 سنے سے بالکل احتراز واجب جانے بلکہ ایسے لوگوں کے ساتھ
 مداخلت بھی نہ کرے چاہیے کہ سنا سکا بولنے سے بیشتر ہو *
 کسی حکم سے پوچھا کہ سنا تیرا کس واسطے کہنے کی نسبت سے بہت
 ہی بولا کہ مجھے کان دو دیئے اور زبان ایک ہی اسلیئے کہ دو سنوں اور
 ایک بولوں * ادا بجاں چلن و نشست برخواست کے چلنے معنی *
 جلدی نکیا چاہیئے کہ نشان بے اعتباری کا ہی اور بہت و بر بھی
 نہرے کہ علامت سستی کی ہی * مغرور و کی مانند اور زانے میں اور
 مخمٹوں کے طور پر ناز و تخر سے سے نہ چلے اور اعتدال کی روش
 اختیار کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیئے کہ یہ خصات
 احمقوں کی ہی * اور ہمیشہ سہنیجے کہئے نہ کہ بہر دلیل
 غائبہ حزن و فکر کہ ہی * اور سواری معنی بھی مرتبہ اعتدال کا لحاظ
 رکھا چاہیئے * اور نشست معنی پانوں پھیلا کر نہ بیٹھے * اور
 پانوں پر پانوں نہ کہئے اور سو اباد شاہین کے حضور اور اسناد
 اور باپ کے رو برو اور خدمت معنی ان لوگوں کی جو ان کے
 برابر نہیں اور انہوں نے بیٹھے اور سہر کو زانو اور ہاتھ پر نہ کہئے اس واسطے کہ

یہ علامت حزن و کسالت کی ہی * اور گردن کو کچ نہ کرے اور حرکات عبت سے جیسے دَا رَہی یا کسی عضو سے کھینا ہی امر از کرے * اور ناک اور منہ کے درمیان اُنکلی نہ آئے * اُنکلی نہ چمکائے اور بندون کو بھی * خمیازہ اور انگڑائی سے امر از کرے * اور تھوکنے ناک سنکنے میں احتیاط ایسی کیا چاہیے کہ عاضران مجاس کو معلوم نہو اور آواز بھی اُسکی نہ سنیں * اور قبیلے کی طرف نہ تھو کے ہاتھ اور آستین اور دامن سے نہ پونچھے * جس وقت کسی مجاس میں جائے تو اپنے رہنے کے موافق جا بیٹھے اور جو محفل کے درمیان سب سے بزرگ خود وہی ہی تو جمان چاہے وہاں بیٹھے اسلئے کہ صدر وہین ہو گا * اگر ایک ناواقف اپنی جگہ پہچان کر نہ بیٹھا لازم ہی کہ جب واقف ہو تو اپنے مقام میں آ بیٹھے اور جو اپنے لائق جگہ نہ پاسے تو پھر جائے اس طور سے کہ لوگوں کو معلوم نہو کہ یہ شخص بیزار یا ذوق ہو کر گیا * اور غیر محرم اور خد شگاردون کے آگے سوا ہاتھ اور منہ کے برہنہ نہ کرے خلوت میں ہو یا کہ جاوت میں * زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے وقت جیسے وضو سے حاجت یا غسل وغیرہ ہی * اور مجاس کے

بیچ آدمیوں کے رو برو نہ سوئے اور کبھی چت ہو کر نہ لیتے
 خصوصاً وہ شخص جو خواب میں خرخر کرتا ہی ایسیجے کہ اس
 طرح کے سونے میں اور خرخر اہت زیادہ ہوتی ہی اگر محفل
 میں خواب اسپر غلبہ کرے ہو کے تو آتھہ جائے نہیں تو کسی
 بات یا کچھ فکر یا کوئی مشغل میں مشغول ہو جس سے اسبب
 نیند کا دفع ہو جائے * اور جو کسی جماعت کے ساتھ ہی اور وہ سے
 سب سو جائیں انکی موافقت کرے یا باہر جائے * حاصل کلام
 یہہ ہی کہ اساسلوک اختیار کرے کہ لوگوں کو اس سے
 نفرت اور ایذا نہواگر ان عادتوں میں سے بعضے اسکو دشوار
 معلوم ہونوول میں سوچے کہ اہل محفل کی ملامت اور طعن
 و تشنیع انگاہ سبب بل ادلی کے سخت تر ہی اس
 عادت کے خو کرنے کی مشقت سے پس اختیار کرنا اس
 عادت کا ادلی ہی * آداب کھانے کے * چاہیجے کہ پہلے ہاتھ منہ
 ناک دھوئے بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر نام کرے
 اور سب سے پہلے کھانے کے لیجے سہقت نہ کرے مگر جو
 شخص بین زبان ہو اور اس طور سے کھائے جو کپڑے
 دستار خوان اور آستین آلودہ نہون زیادہ تین انگلیوں سے

انگریز اٹھائے اور بہت منہ نہ ہارے ہر سے لقمے سے
 پر اپنی کر سے اور جلد ہی جلدی نہ لگے اور منہ کے درمیان جمع
 نہ کر سے کھانے میں انگریز نہ جاتے پر بعد فراغت کے سنوں ہی *
 اور رنگ روپ کھانے کا نہ ہارے اور نہ سونگے اور نہ
 دانت سے گاتے اگر دسترخوان میں کچھ کھانا بہت لذیذ
 بچ رہے اسکی طمع نہ کر سے بلکہ اور وں کو دے ڈالے انگلیوں سے
 پکائی چھڑا سے روتی اور تک کو نہ بھگوسے * اور جو ایک ہی
 رکابی میں دونوں کھائیں تو کوئی کسی کے نوالے پر نظر نہ کر سے *
 اور اپنے آگے سے کھائے مگر مہو سے میں دوسری جگہ سے کھا
 سکتا ہی * ہتھی اور جو میر کہ منہ سے بچھو آتے دسترخوان پر
 نہ کہے * اور ہتھی جو نوالے میں ہو یوشیدہ منہ سے نکال کر
 پھینک دے ناپسند حرکتوں سے احتراز واجب جاتے * اور منہ
 سے کوئی چیز نکال کر رکابی یا پیالے میں نہ کہے غرض اس طور
 سے کھائے کہ اگر کوئی اسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نہ کر سے
 اگر وہاں ہی تو میزبان کے آگے کھانے سے ہاتھ اٹھائے جسوقت
 حضار مجلس ہاتھ کھینچیں تو وہ بھی ان کی متابعت کر سے
 اگر چہ اسے سب سے نوگا اپنے گھر یا کسی ایسے مقام میں

جہاں لیس کے محرم کار بہیں * اور جو مہربان ہو تو لازم ہی کہ
 جب تک ہاتھ اٹھائیں عذر خواہی کرے کہ اگر کسی کو کچھ رغبت
 رہے تو حجاب نہ کرے * کھانے مین اگر بانی کی احتیاج ہو آہستہ
 پیسے کہ اس کی آواز کو ٹی نہ سنے * اور اہل محفل کے سامنے خلال
 نہ کرے اور دانتوں سے جو کچھ کہ زبان سے نکالے اسے نہ کھائے جو کچھ
 خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام مین پہنچے کہ لوگوں کو نفرت
 نہ آوے * اور ہاتھ دھونے کے وقت انگلیوں اور ناخنوں
 کی جڑ کو اچھی طرح سے صاف کرے * اسی طرح ہونٹھ اور
 منہ اور دانتوں کو * اور گلی ٹسٹ مین نہ کرے اور منہ دھونے
 مین اگر بانی کرنے لگے تو ہاتھوں سے احتیاط کرے * ہاتھ دھونے
 مین اور ون پر پیش دہنی نہ کرے لیکن مہربان کو روای کہ
 سب کے آگے ہاتھ دھوے * بانچوان لمعہ * حقوق والہ بن
 کی رعایت مین * جب کہ عقل و عقل کے موافق شکر گزار ہی
 منعم کی واجب ہی نعمت الہی کے بعد کوئی نعمت فرزندون کے
 جس مین بابا پ کی نعمت کے برابر نہیں ہی اس لیے کہ باپ
 اسکے پیدا ہونے کا سبب صوری ہی پھر اس کی پرورش کا واسطہ
 ہی کھانے کہہ سے اور ان ضروریات کے مہیا کرنے مین جو اسکے

جینے اور ہوش سنبھالنے کا سبب ہیں۔ بعد اس کے وہ سیاہ
 ہی اس کے کمالات نفسانی کے حاصل ہوئے۔ جیسے آداب و فن
 اور صنعتیں ہیں اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب
 دنیاوی کو پیدا کر کے اس کے لیے جمع کرنا اور اسے دینا ہی بلکہ
 ایسا اُس کا اپنے اوپر گوارا کرنا ہی اور مان اس کے موجود ہونے کے
 سبب منین شربک باپ کی ہی سوا اس کے بار برداری حمل
 کی اور اس کی مشقت کو سہنا علاوہ جتنے کے خطر سے اور درد
 کو دیکھا جائے * اور پہلی قوت جو سبب ہی فرزندوں کی حیات کا
 اُس کے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اُسکی حفاظت
 اور پرورش کی تدبیر منین رہی اور نہایت شفقت سے
 اپنے تئیں اُس پر فدا کیا اسی واسطے والدین کی محبت کون کے
 حق منین محبت طبعی ہی اور انھیں ان کے فرزندوں کے حق کی
 رعایت منین احتیاج تکلیف کی نہیں بخلاف محبت اولاد
 کے والدین کے حق منین * شرایع الہی منین اولادوں پر
 والدین کے احسان کے لیے حکم بیشتر عکس کا ہی جس
 عدالت کا اقتضایہ ہی کہ مان باپ کے ساتھ نیکی اور ان کے
 اطاعت کرنے کو قریب خالق کی طاعت کے جانے

چنانچہ اکثر آیہ قرآنی اور حدیث نبوی علیہ السلام میں اُس کے بعد بے واسطہ مذکور ہوئی ہی * اور جب کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی بے نیازی کا عرش اس سے برتر ہی کہ کوچہ بنستی کے مفاس اُسکی بے انتہا نعمتوں کے مقابل عمدہ شکر سے برآدین یا کچھ اُسکے بدلے میں آگے لا دین * اور اُس راہ کے چلنے والوں کے بانوں عجز و تصور کے چھالے سے بھر سے ہوئے ہیں بخلاف والدین کے اِس لیے کہ اُنکی وجہ احتیاج ظاہر ہی * پس اِسی وجہ سے اُنکا حق رعایت کے باب میں اولای * اور شریعت کے قاعدہ سے کے موافق بھی حق الناس میں مبالغہ کرنا زیادہ تر ہی حق اللہ سے * اِس لیے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ جو ادر مطلق ہی اودر اُس نے فرمایا ہی * کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ بے نیازی تمام عالم سے * والدین کے ایفاء حق کی اصل حقیقت تین جزوں سے مرتب ہو سکتی ہی * پہلی خالص دوستی دل و جان سے اختیار کرنی * اور مقدمہ ر بھر زبان اور ہاتھ بانوں سے اُنکی تعظیم اور فرمان برداری میں مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا ہرج گلی کا نہو اور اگر اُن کے کسی کا سبب ہو تو حسن سلوک کے طور سے اُن کے خلاف اسے کرنا مضائقہ نہیں * پر مجادلے کے طریقے سے

بدی مگر ایسی صورت میں کہ شرعاً واجب ہو امام غزالی نے اکثر عالموں سے نقل کی ہے کہ شبہات میں اطاعت والدین کی واجب ہی سباحت کا کیا ذکر دوسری اُن کے ساتھ مساعادت کوئی مصالح معاش میں طاب بے منت اور توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کی طرف رجوع نہ کرے۔ بکری ظاہر و باطن میں اُنکی نیرخواری کا اظہار کرنا اور مرنے جینے میں اُنکی نصیحتوں کو ماننا اور جب کہ والد کے حق کے لیے اطراف روحانی غالب ہیں اور والدہ کے حق کے واسطے اطراف جسمانی اور اسی واسطے باپ کا حق پہچانا بعد قوت تمیز کے حاصل ہونا اور مان کے حق مبادی حال میں معاوم ہوتے ہیں۔ بسبب اُسکے لڑکوں کا میلان خاطرمان کی طرف زیادہ ہوتا ہے پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور میں کہ جن میں روحانیت غالب ہے جیسے تابعداری کوئی دعا مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہی اور مان کے حق ادا کرینے ایسے امور جسمانی میں جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی نیر گیری کرنی اور جب اس نضیات کے مقابل عتوق والدین کا رد ہل کی قسموں سے ہی پس اُسکی بھی تین

انواع ہیشین * اس فضیلت کی تین نوعوں کے مقابل اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا ماموں برائے بھائی ہیشین انہیں اور انکے دوستوں کو بھی انکے برابر جانا چاہیے اور حتی المقدور اخلاص انکے ساتھ لازم ہی * اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے * کہ نیک کاموں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوستاروں سے رعایت کیا جائے * اور بموجب آکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی مقدم ہی اسناد کے ساتھ کہ وہ پدر نفسانی ہی سہو کہ باکہ زیادہ اس سے کیا چاہیے * چھتا لہعدہ * خادموں کے بند و بست میں * بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھ ہانوں کے برابر ہیشین اسلیے کہ یہ لوگ ضروری کاموں پر اقدام کرتے ہیشین اور جویلے سب نہ ہین تو اپنے نہیں ان کاموں میں مشغول اور اپنے اعضا میں سے کسی عضو کو ان میں مصروف رکھا چاہیے اور وہ سے لوگ نہون تو اسباب آرام کے منقطع ہوتے ہیشین * اور یہ سبب سعی و تہود کے کسی صناعت اور فضیلت کی طرف قصد نہیں کرکتے اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہبست و اعتبار ساقط ہوں ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف عالم ہو *

پس لازم ہی کہ انھیں ودائع الہی کی مثال جانکر انکے رہنے کا شکوہ
 اپنے اوپر واجب جانے اور انکے ساتھ مہربانی و مدارات کا طریقہ جاری
 رکھے * اور ان کو حد اعتدال سے زیادہ کسی کام کی فرمائش
 نہ کرے اور ان کے لبس آرام کے وقت معین کر دے * اس لیے
 کہ انھیں بھی ماندگی سستی و ضعف مزاجی ہوتی ہی اور طبیعت
 کی خواہشیں بیدار ہوتی ہی سے لگی ہوئی ہوتی * اور ملاحظہ
 کیا جاہیے کہ اصل فطرت منین اپنے اور انکے درمیان اشتراک
 ہی * اور شکر اسباب کا کہ جس سبحانہ تعالیٰ نے انھیں تابعدار
 اپنا کیا ہی بجالایا جاہیے * اور ان پر ظلم نہ کرے * حضرت یحییٰ علیہ السلام
 صلوٰۃ اللہ علیہ نے جو منہم اخلاق کے ہین فرمایا * کہ خور و پوش
 منین ان کو اپنے برابر قیاس کیا جاہیے * اور جب کسی کو کسی
 خدمت کے لیے نوکر رکھے لافم ہی کہ پہلے چشم خور سے اسکے
 حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ اس باب میں بیسہ ہو تو دانائی و
 ہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے * اور چاہیے کہ بد صورت اور
 بد ذول آدمی سے احتراز کرے اس لیے کہ بیشتر خلق آدمی کا
 تابع اسکی خدمت کے ہی اور برعکس اس کے کم * پارس کے
 حکیموں نے کہا ہی کہ سب چیزوں سے بہتر خوب صورتی ہی *

حدیث نبوی میں آیا ہی کہ طلب کرو تم حواج کو خوب رو بون سے * اور فرمایا ہی کہ جب کہین ایچی بھیجے تو لازم ہی کہ پنگ نام اور خوبصورت ہو اس لیے کہ خوبصورتی پہلی آن نعمتون میں سے ہی جو شخص کو پہنچی ہیں * اور دوسری حدیث میں ہی * کہ سب سے بھلا خوبصورت اور خوش آواز تھے * اور چاہئے کہ ہر بیٹوں سے جیسے دھیر سے لگے سے اور کچھ برص والے اور جو ان کی مثال ہیں اجتناب کرے * جسوقت دانائی کی علامت خادم سے مشاہدہ کرے اس کے ساتھ احتیاط سے رہنا ضرور ہی اس واسطے کہ ان خصلتوں میں اکثر مکر و حیلہ ہوتے ہیں اور اسباب میں بہت چنانچہ عوامی عقل کے ساتھ بہتر ہی بہت دانائی سے دیکھنے سے لگے ساتھ اس لیے کہ کیا بہترین خصلت ہی * خادم جس کام کی لیاقت اسے پاوے اور اس کے اسباب اس کے مباحہ ہوں اور اسکی طبیعت بھی اسے مناسب رکھتی ہی اس میں مشغول کیا چاہیے * اس واسطے کہ ہر ایک شخص میں استعداد جد سے جد سے کام کی ہی * جیسے کشت کاری میں کام ہی گھوڑے سے ہو نہیں سکتی اور میں کروڑوں کے لائق نہیں * جب نوکر کو کسی کام میں متعین کرے تو اندک قصور سے اسکو معزول

نہ کیا چاہیے! سلیحے کہ بہہ نفل کم ظرف اور کوناہ نظرون گاہی *
 اور بے شبہہ اُسکے مرغول کر نیکی بعد اُسکے بدلے ایک اور
 چاہیے اور نہیں جانتا ہی کہ یہہ اس سے بہتر ہو یا بدتر * اور
 خادم کے دل میں مقرر کیا چاہیے کہ ان کی جدائی اپنے سے کسی
 طرح محسوب نہیں تو مردوت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق
 اور اُنکے زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وہ بھی شرط ہو اداری
 اور جان سپاری کی چالا دین اس لیے کہ جب نوکر اپنے آقا کی
 ہر دم کی چاہت معاوم کرے نو اپنے تئیں مال و اسباب میں
 شریک اُسکا سمجھے اور برے بھلے میں رفیق و خیر خواہ رہے *
 اور جب جانے کہ خداوند نکال لطف و مہربانی کا سررشتہ مستحکم
 نہیں اور تھوڑے قصور میں خدمت سے مغزول کر دین تو
 اُسے عاریت کی مثال خیاں کر کے شرط اخلاص اور دردمندی
 کی بجائے لائین بانکہ جانے کے لیے ذبحہ کرین خدمت لینے کی اصل
 یہہ ہی کہ بنا اُسکی محبت پر تھم سے نہ صرف دفع ضرورت کے
 واسطے تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدورون کی مانند * بعد اُسکے
 بنا اُسکی رجا پر بہتر ہی نہ خوف پر تو کام اگر مجباً نہ نکریں البتہ
 مزدورانہ کرین اور مطالبہ ہون کے طور سے نکریں گے اس لیے کہ

جب اسکے دل سنن و ہمت پر سے تو البتہ وہ اپنی خواہش
 دلی سے کسی کام سنن اقدام نہ کریگا ہاںکہ بقدر دفع ضرر کے
 اُس کا قصد کریگا * چاہیے کہ خادموں کی صلاح حال اپنی صلاح حال
 کے اوپر مقدم رکھے اور ایسا سہول کرے کہ جو کام اُن سے
 علائقہ رکھتا ہو بخوبی و خوشی اسے انجام دین نکتہ امت و بیدلی
 سے * اور اُنکی اصلاح کار سنن نظر کیا کرے مہربانیوں سے
 امیدوار اور چشم نائی سے ترسناگ رکھے * اگر انھن سے
 کوئی توبہ کرنیکے بعد تقصیر کی طرف عود کرے تو مناسب سزا سے
 اسکو گوشمالی دی جائے * اور صرف اِسی سے اُسے ناامید
 ہونا چاہیے * اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح
 کے قابل نہیں ہی تو اُسے جلد دفع کیا چاہیے تا اُس کی صحبت
 سے اور خادم نہ بگڑیں * غلام خدمت کے لیئے آزاد سے بہتر ہی
 ۱۔ سیئے کہ غلام کی خواہش خاوند کی فرمان برداری اور تابعداری
 کی طرف بیشتر ہی اور نادیب سے نیک خو ہو سکتا ہی اور
 چھوٹے کا گمان کمتر ہی * غلام و خدمتگاروں کے فرق سے جسکی
 عقل و شعور و گفتگو درست اور جفا و جلاالی بیشتر ہو اُسے
 اپنی ذات کے کاموں کے لیئے مقرر کرے * اور جس سنن کفایت

شماری بار سنائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اسے تجارت کے واسطے * اولہ جو محنت منن قوی تر اور بر سے کاموں پر صابر اسکو تردد و اباد کرنے پر متعین کرے * اور جو کہ بہت ہشیار اور باند آواز ہو اسے نگہبانی کے لیے مین کرے * اور ہند سے تین قسم کے ہونے ہیں * ایک حرباً الطبع * دوسرا عبد بالطبع * تیسرا حربی * پہلے کو اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیے * دوسرے کو چارپائے اور مویشی کی مثال * تیسرے کو بقدر ضرورت طمع و حرص کے دام میں نگاہ رکھا چاہیے اور بحسب معلومت کے فرمایش کاموں کی کیا چاہیے اور گروہ خلایق سے اہل عرب گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و ذکاوت میں ممتاز ہیں یہ مردم آزاری اور قوت شہوی منن موسوم * اور آئین منن سے اہل حبش و قادیات قدم منن معروف ہیں * لیکن کبر و عدم تحمل منن انکی صفت نہ گیا چاہیے * اور اہل عجم عقل و تدبیر اور صفائی و دانائی منن ممتاز لیکن کبر و فریب حرص و نفاق منن موصوف * اور اہل روم و قادیات امانت داری اور کنایت شعاری منن موسوم اور بخل و بد خوئی سے بد نام ہیں * اور اہل ہند قوت حدس یعنی

سعدت ذہنی اور چستی و چالاکی میں مشہور لیکن بسبب
عجب و ہندار و کینہ کشی اور مکر کے مذموم ہین * اور اہل
ترک شجاعت و جودت خدمت و خوبصورتی میں مشہور
پر غرور و فساد اور بے حفاظتی میں موصوف ہین * تیسرا الامع *
شہرون کے بندوبست اور رسوم بادشاہی میں اس
میں سات لکھے ہین * دھالا لمعہ * بیان میں اس کے کہ انسان کو
آبادی میں رہنے کی احتیاج ہی اور اس فن کی فضیلت
میں حکمت کے رو سے پوشیدہ نہیں ہی کہ تمام موجودات
کمال کی وجہ سے دو قسم ہین * ایک وہ ہی جو کمال آنکا آنکی
پیدایش ہی کے ساتھ ہی جیسے اجرام سماوی ہین *
دوسری وہ کہ کمال آن کا آنکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا
ہی جیسے اجسام عنصری ہین پر اس قسم کے واسطے
نقصان کے مرتبے سے در بند کمال میں پہنچنے کو ایک نوع حرکت
ضرور ہی لیکن یہہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور
نہیں اور رو سے اسباب آن کمالوں کے ساتھی رہتے ہین
جیسی صورتیں ہین کہ مبد اقیاض سے نطفون پر فایز ہوتی ہین
تو کمال انسانی کو پہنچین * یا دے وسائل جو مواد کو صورتوں

کے قابل کر دینے ہیں جیسے غذا کا پہنچنا ہی بہ نسبت بدنوں کے تو کہاں
 نمو کو پہنچین لیکن مطابق معونت تین و چہرہ ہی * پہلی معونت بالما دہ
 یہ معونت ایسی ہی کہ ہمیں جز ہوتا ہی اُس شئی کا جیسے معونت
 غذا کی ہی حیوانات کے لیئے * دو صری معونت بالآلہ یہہ معونت
 اِس طور پر ہی کہ میں اُس شئی کے فعل کا واسطہ ہو * جیسے
 پانی ہی قوتِ غازیہ کے لیئے * تیسری معونت بالخدمت * یہہ
 اِس و بر سے ہی کہ معین وہ کام کرے جو اِس شئی کے
 کمالات کا سبب ہو اور اُسکی دو قسمیں ہیں * ایک خدمت
 بالذات کہ غایتِ فعلِ معین کی کہاں اِس شئی کا ہو *
 دوسری خدمت بالعرض جو غایتِ فعل کی دوسری چیز ہو
 اور کہاں اُسکا بہ نسبت حاصل ہو * اول کی مثال جیسے معلم
 ثانی شیخ ابو نصر فارابی نے کہا ہی افاعی ہیں خادم بالذات
 عناصر کے لیئے اسلیئے کہ انھیں حیوانات کے کاٹنے اور دکھ مارنے
 سن جو موجبِ فساد ترکیب کا اور اجزائے عنصری کے
 جدا ہونے کا ہی کچھ نفع نہیں اور ثانی کی مثال جیسے سباع
 ہیں کہ اُن کو حیوانوں کے پھارنے میں نفعت اپنی ہی پر
 اجزائے عنصری کا جدا ہونا بہ نسبت لازم آجاتا ہی اور جب

کہ خادم بالذات مفہوم سے انہیں ہی پس نکالیں کہ انسان
 جو اشرف المخلوقات ہی ان کے کسی کے خدمت کرے *
 مگر بالعرض پر وہ سب اعانت انسان کی کریں کوئی بطریق
 ماد سے اور کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات
 وبالعرض کے طریقے سے بھی اس لیے کہ عناصر ترکیب بدن
 انسانی کے جز ہیں * اور نباتات و حیوانات غذا اُسکی
 ہی اور غذا کی معاونت بالہادہ ہی اور عنصر و زمین سے
 پھر ایک کو انسان اپنے فعل طبیعی و ارادی کا واسطہ
 کرتا ہی جیسے آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم
 و سرد کرنے اور غذا کے ہضم کرنے کے لیے اور ہوا کو دم
 چھوڑنے کے واسطے جو سب ہی روح کی راحت اور زمین
 کو زراعت کرنے اور مکان بنانے وغیرہ کے لیے اسی طرح سے
 نباتات و حیوانات میں سے کسی کو غذا کرنا اور کسی کو دوا
 بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہی ہانکہ اجرام فلکی سے بھی
 اس لیے کہ فضاون کو جو حرکات سماوی سے حاصل ہوئیں *
 بحسب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت و عمارت ہیں
 سب مقرر کرنا ہی چنانچہ مضمون اس آیت کا * کہ اگر تو نہوتا

تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا مین * اس سے خردینا ہی اور
تو ریت مین لکھا ہی کہ پیدا کیا مین نے تیر سے تین اسی ابن
آدم اپنے لیئے اور تمام آسٹبا کو تیر سے واسطے اگر فطرن کیسب
اس مقام مین کچھ نامل کر سے تو فرشتوں کے سجدہ کرنیکا
راز اسپر منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و
حیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہی اسیئے کہ نبات کے وہ
سجدہ اور حیوان کی ہیئت رکوع اُسکے دیدہ بصیرت مین جلوہ گر
ہی اسی طرح افراد انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت
کرتی ہی یہ طریق خدمت کے نہ بطریق واسطے اور نہ بطریق
مادے کے بلکہ انسان بنظر اپنی ذات کے مادے کے طریقے سے
معاونت کسی شئی کی نہیں کر سکتا اس لیئے کہ وہ جو ہر مجرد ہی *
پس انسان جیسے عناصر و مرکبات کی اعانت کے طرف
محتاج ہی اپنی نوع کی افراد کی اعانت کی طرف بھی ویسے نوع
اور شخص و دونوں کے باقی رہنے کے لیئے محتاج ہی تو بطریق خدمت
ایک دوسری کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات طرف
عناصر و مرکبات کی طرف محتاج ہیں * پر اپنی اپنی نوع کے طرف
محتاج ہونے مین مختلف ہیں اس واسطے کہ جواز نو پیدا ہو جسے

اکثر حیوانات آپنی ہیٹن شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے میں اپنی نوع کی افراد کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہیں اور جو توالد سے ہو جسے چار پاسے وغیرہ حیوان ہیٹن نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیے ایک کمال معین تک محتاج اپنی نوع کے ہیٹن اور پامہ پرورش کے محتاج معاونت کے نہیں رہتے پس اجتماع انکا جماع کے وقت اور ایام بالبدگی تک ضرور ہی بعد اسکے ہر ایک منزلہ رہ کے تباہی اور بعضے حیوان جسے شہد کی مکھی اور جیوتی اور اقسام پرندوں کے بقاء شخصی و نوعی میں معاونت کے محتاج ہیٹن یہ بیان اُسکا کہ انسان بقاء شخصی کے واسطے اپنی افراد نوع کے محتاج ہی یہہ ہی کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و سکون و سلاح وغیرہ اسباب اور اُن کے مبادی کی تیاری میں خود و نفس مشغول ہوتا تو اُسے اذرا رنجاری اور حدادی وغیرہ پیشوں کے جو محتاج عالیہ ہیٹن ہم پہنچانے پر تا پھر اپنے میں ہر ایک اشغال مذکور میں مصروف رکھنا ضرور ہوتا یہاں تک کہ غذا و لباس و سکون اُسکے موجود ہوں تو بے شہدہ بہتک اسباب تیار ہوں بلکہ غذا و لباس و سکون کے رہنا اور سبب اُسکی

ہلاکت کا ہونا * بلکہ اگر اپنی ساری عمر ایک صنعت میں ان صنعتوں سے صرف کرے اب تک عہدہ برانہو کے ولیکن جب مجتمع ہوں تو اور ایک دو سر یکی کمک و اعانت کرے اور ہر ایک شخص ایک ایک کام میں مشغول رہے اور معاوضت و معاوضت میں عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منظم اور احوال اشخاص کے درست اور سالیے نوع کے باقی رہیں * اور جو چیز کہ اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہی وہ مضمون اس نقل کا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے ہزار کام کرتے تب روتی پکے تیار ہوتی اور ہزار و ایک کام سے سرد ہوتی * حکیموں نے کہا ہی کہ ہزار ایک کام چاہیے تب کوئی ایک نوالہ منہ میں اٹھا سکتا ہی * اور جب کہ انکے کاموں کا بندوبست کمک و معاوضت پر موقوف ہی تو حکمت بالغہ الہی یہہ چاہی کہ اگر وہ خلایق ارادہ اور طبیعت میں مختلف رہیں تاہر کوئی جدی جدی صنعت اور مہم کی طرف قصد اور اسکی تکمیل کی سعی کرے ایسے کہ اگر سب کوئی قصد میں برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے میں اشتغال کرتے باقی پیشے بیکار رہ جاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسی

طرح اگر فخر و غنا میں سب مساوی ہونے کوئی کسی کی معاونت
 نہ کرتا! اس لیے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے مقابل
 کسی کو توقع نفع کی نہ رہتی اور اگر تمام دو تہمت ہوتے تو اپنی اپنی
 استغنائی کے سبب کوئی کسی کی خدمت نہ کرنا پس جب
 اختلاف ہمہ کے سبب ہر ایک کو ایک ایک ہنر لائق ہی
 اور اسکی تکمیل کی کوشش کرے تو بمقتضا سے اختلاف
 احوال کے ہر کسی کو کسی وجہ سے احتیاج دوسرے کی
 طرف ہو پس لازم ہی کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام
 پر قیام کرے اور آپس کی معاونت سے سب کے احوال
 جس غور پر ہی منظم ہوں * اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے ہی
 نوع کی طرف اجتماع میں محتاج ہی اسی کو تمدن کہتے ہیں اور
 وہ مشرق مدینے سے ہی یعنی شہر کے درمیان اکٹھا ہونا اور مراد
 مدینے سے یہاں بنا اور دیوار نہیں ہانکہ اس قباس پر ہی جو تہ بھر
 منزل میں کہا ہی یعنی اجتماع عوام کا اس وضع پر جو موجب
 انتظام امور کا ہو کے * اور بے منہ اس قول کے ہیں جو حکموں نے
 کہا ہی انسان مدنی بالطبع یعنی محتاج اسکا ہی کہ اپنی طبیعت
 کی اقتضا سے اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہیں

اور جب کہ طبیعتوں کی خواہشیں گوناگون اور سب کوئی ایسی طبیعت پر طاب نفع کے ساتھ عادی ہیں پس اگر انھیں انکی طبیعت پر چھوڑیں اور کوئی کسی اعانت نہ کرے تو باہم باری کرنی انکی منصور نہو ایسیے کہ ہر کوئی اپنے نفع کی خاطر دوسرے کے ضرر کا قصد کریگا اور آپس میں لوت مار چھینا چھانی مارک مارا خون خرابا کرینگے تو ایسی ایک تدبیر چاہیے کہ ہر ایک کو اسکے حق پر راضی رکھے اور ظلم و ستم کے دست کو تہ ہون اس تدبیر کا نام سیاست عظمیٰ ہی اسباب مین بھی جیسے عدالت کے باب مین کہا ہی ناموس اکبر اور حاکم اور دنیا کی طرف احتیاج ہی پر صاحب ناموس وہ شخص ہو سکتا ہی جو خدا کے الہام و وحی سے اور دن پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معامہ دنیاوی کے احکام مین جس طور سے کہ سبب صلاح معاش و معاد کا ہو مقرر کرے حکیم اس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہی اور اسکے احکام کو ناموس * اور متأخرین کے عرف مین ہی و شارع اور اسکے احکام کو شریعت * افلاطون نے انکی شان مین کہا ہی کہ وہ لوگ ہر سے قوت والے اور غالب ہیں یعنی قوت علمی اور عملی مین اور دن سے ممتاز ہیں ایسیے وہ سے غیب کے

امرار پر الہام الہی سے واقف ہوتے اور عالم کون و فساد منین
 نجوبی تصرف کر سکتے ہیں * اور ارسطاطالیس نے آن کی شان
 منین کہا ہی کہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا کی مہربانی ان پر
 بہت ہی * پر حاکم وہ شخص ہو جو تائید الہی سے ممتاز ہو * تو
 اسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور ان کی مصلحت کے
 انتظام کرنے کی قدرت ہو گا اس شخص کو بادشاہ علی
 الاطلاق کہتے ہیں اور اس کے احکام کو صناعیت ملک داری کی
 سآخرین اسے امام اور اس کے فعل کو امامت کہتے ہیں * اور
 افلاطون اسکو مدبر عالم کہتا ہی * اور ارسطاطالیس نے اسکو
 انسان مدنی کہا ہی یعنی وہ آدمی جو امور مملکتی نجوبی انجام دے کے
 جب کہ گروہ خلافت کی مصلحت کا مرشتہ اسے عالی مقدار کے
 کف کفایت منین ہو تو بے شبہہ انواع امن و برکت کے
 اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہنچے * جیسے اس زمانہ نجسہ
 آوان منین لطایف مذہب بروردگار نے بموجب اس کے کہ
 کمان اس کے بنانے والے کو دیا چاہیے زمام مصالح ایام کی
 بادشاہ کا مگار کے قبضہ اقدار منین رکھی کہ اسکی عدالت کے
 دہ بے نے آوازہ عدل نوشیروانی کو پست کر دیا * اور اسکی

عطاوت کی برکت نے دلون کے زخم کو جو حادثے کے تیر سے چھد گئے
 نئے مرہم سازگار بنایا اور مدبر عدل نے آکے گرگ کو شبانی
 سکھلائی اور دزد کو پاسبانی * آسکی ریاست کے دور
 میں سوا گل سواری کے کسی کو گریبان دریدہ نہ دکھا اور
 ناکہ زار بنیر مرغان چمن کے کسی سے نہ سنا اور آسکی
 مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنے میں خاصیت اتناس
 عیسوی کو ظاہر کیا اور عدل نے آکے ظلم ظالم کے دفع کرنے
 کے لیے آفتاب کو یہ پریشان دکھایا * آسکی عدالت کے عہد میں
 فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دکھ سکئے وہ بھی خواب میں *
 اور آشوب بدون زلف خوبون کے نہا سکئے وہ بھی پیچ و
 تاب میں * امید کہ خورشید اقبال آس کا قیامت تک
 آسیب زوال اور کسوف و بال سے محفوظ رہے * مدبر
 عالم کو پہلے چاہئے کہ احکام شریعت کے حفظ کا استحکام کرے
 اور تصرف جزویات امور کا بحسب مصالحت وقت کے جس
 وجہ پر موافق قواعد کبھی شرعی کے ہو اسی کے اختیار میں
 رہے اس شخص حقیقت کے رو سے ظل اللہ اور خلیفہ اللہ اور
 نایب نبی ہوتا ہی * جسے طیب واقف کار حفظ اعدال مزاج

انسان کا کرنا ہی اُسے بھی لازم ہی کہ مزاج عالم کی صحت کو جسے اعتدال حقیقی کہتے ہیں نگاہ رکھے اور جب اُس میں اختلال راہ ہائے اعتدال کی طرف لاسے پھر وہ شخص حقیقت میں طبیب عالم ہی اور اسکی صاحت ہی طب کالی کی * اور جسے اعضا بدن انسانی کے اپنے باقی رہنے میں ایک دوسرے کا محتاج ہی مثلاً جگر محتاج دل کا روح حیوانی اور قوت زندگانی میں ہی اور دل محتاج جگر کا ہی روح طبیعی اور تغذیہ میں * اور دو دونوں محتاج دماغ کے ہیں روح انسانی اور قوت حسی میں * اور دماغ محتاج اُن دونوں کا ہی حیات و تغذیہ میں * اسی طرح سے اجزائے انسانی بھی محتاج ایک دوسرے کا ہی بقا میں * پس تمام و کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہی اس لیے اپنے بنی نوع کے ساتھ باہم * دکرنے کے طور پر اپنرش ضروری و گرنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف اور ظلم کے نشان میں منصف ہون * اور جب کہ ایک گروہ ایسا جو آدمیوں کی صحبت سے کنارہ کرتا اور بھاگتا رہتا ہی اور بنی نوع کی معاونت سے گلیا احتراز کرتا اور اسبابِ مہیشت کا بار آدروں کے سر پر رکھ دیتا ہی اور اسی کو زہ

جان کر افضیات قرار دینا ہی حالانکہ یہہ حالت محض جو رہی *
 اس لیے کہ دسے لوگ کھانے کپڑے اور آمد میوں سے لیتے ہیں
 پر اس کے بدلے کچھ انھیں نفع نہیں پہنچانے اور اسکی قیمت بھی
 نہیں دیتے * اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رفیل
 ان سے سرزد نہیں ہوتے تو ام الناس ان کو اہل فضیلتوں
 میں سے قباس کرتے ہیں لیکن یہہ نہایت خطا ہی ایسی ہے کہ عفت
 نہ ترک شہوت سے ہی بلکہ عدالت کی وجہ سے * اور عدالت
 بند نہیں جو کسی کو نہ دیکھے اسپر ظلم نہ کرے بلکہ معاملات میں
 آدمیوں کے ساتھ انصاف و انصاف کے طریق پر چلے *
 ابو الحسن عامری کہتا ہی کہ نصہ خوان ان لوگوں سے بھی بدتر
 ہیں اسواسطے کہ باوجود اسکے جو دسے آدمیوں سے توقع منعت
 کی رکھتے اور ان سے مال بھی لیتے ہیں لیکن کچھ نفع ان کو نہیں
 پہنچاتے ہیں بلکہ انھیں ایذا دیتے ہیں اس لیے کہ جھوٹی باتوں سے
 ان کو فریب دے کر انکی اوقات ضایع کرتے اور فضیلت کی
 تحصیل سے باز رکھتے ہیں اور معاونت عدالت کے طور پر اسوقت
 سہ ہو کہ جب اسکے قاعدے سے مطاع ہوں پر اس سے خبردار ہونا
 بلے پہنچانے اس علم کے قوانین کے سہل نہیں ہی * پس

ہر ایک شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہے تو معاملات و معاشرت انکا عدالت کے طریق پر متحقق ہو علی الخصوص بادشاہوں کو جو سابق مذکور ہوا کہ وہ سے مزاج عالم کے طبیب اور امور نبی آدم کے مدبر ہیں اور یہ علم عبارت ہی ان قاعدوں سے جو متعلق عوام الناس کی مصلحت پر اس طور سے ہو کہ یہ سب تعاون کے متوجہ ہوں کمال حقیقی کی طرف دوسرا ^{دوسرا} الہیہ محبت کی فضیلت میں ہے جب کہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تآلف پر موقوف ہی اور وہ بغیر محبت و الفت کے متصور نہیں اور باوجود علاقہ محبت کے احتیاج عدالت کی نہیں جسے آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت ہی اس واسطے کہ وہ ایک وحدت بشیرہ ہی طبیعی کی اور عدالت شبیہ ہی صنایعی کی اور تحقیق ہو چکی ہی کہ طبعی مقدم صنایعی پر ہی اور جب محبت چاہنی ہی کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اٹھاوے تو اسکے ساتھ احتیاج عدالت کی نہ ہے انصاف لغت میں دو ٹکڑے کرنا ہی یعنی جو چیز کہ آدھوں آدھ جو گڑیکی ہی اپنے اور شریک کے درمیان دو حصے کر لیر سے بہد منی فرع ہی کثرت کی پر جس وقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اسکی

نہیں رہتی قدیم حکیموں نے کہا ہی کہ قوام موجودات کا محبت سے بنایا ہی ہے اور کوئی موجود ایک گونہ محبت سے اس طور پر نہیں خالی ہو سکتا ہی جو حقیقت میں اسکی وحدت نہوا سیواسطے کیفیات جسمانی منضادہ میں جیسے حرارت و برودت ہیں مثلاً انہرام ہر ایک کا اُسکے ضد سے محسوس ہونا ہی اور جمادات و نباتات کی طبیعتوں میں بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہی ہے اور عناصر میں میلان انکا طبیعت کے گرد آوری سے مشاہدہ کیا جاتا اور افلاک میں وہ خود حرکت دوری ارادی کی صورت ظاہری جو سبب اس حرکت کا عشق جو ہر عقل گاہی اور شوق توجہ اس کی طرف ہی جیسا کہ حکمت کے درمیان متزلز ہوا ہی اور بحسب نفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب نقص و کمال میں اختلاف ظاہر ہوتا ہی اس لیے کہ محبت جو ہر توحیدت گاہی مقتضای بقا و کمال کا اور غلبہ جو فرع ہی کثرت کا مورد ہی نقص و اختلال کا ہے اور حکیموں کے فربق سے اس فرقے کو اہل محبت و غلبہ کہتے ہیں چنانچہ سابق مذکور ہو اور دوسرے حکیم کہتے ہیں کہ محبت تمام کائنات میں ساری ہی جب کہ گذرا ہے بیت ہے سبب ازلی سبب ہی

دل میں ساری * ورنہ پھر گل کے پیسے کرتی نہ بابل فریاد *
 اور سناٹا خیرین کی اصطلاح میں محبت ایسے مقام میں
 جہاں عقل پائی نجا سے اطلاق نہ کر میں عناصر کے میلان کو
 جو انکے حیز طبیعی کی طرف ہی اور مرکبات کے آپس کے شوق
 و اشتیاق کہتے ہیں یہ سب تناسب مزاجی کے جسے آہن
 و مقناطیس کے درمیان اور ان کے تبادلہ کو ایک دوسرے سے
 واسطے بتا کر مزاجی کے جیسے سنگ باغض الخ اور سر کے
 اور انکے متالون میں ہی جب اور بعض نہیں کہتے بلکہ اسے میں
 و مہرب کہتے ہیں * اور بلے زبان حیوانوں کی موانست و
 منافرت کو اُلفت و نفرت کہتے ہیں * اور نوع انسانی کے بیچ
 محبت دو نوع پر ہی ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے *
 دوسری ارادی جیسے اُلفت شاگرد کی استاد سے * اور
 محبت ارادی کی چار نوع ہیں * اول یہ کہ جلد پیدا ہوتی اور
 شباب زائل ہوتی ہی * دوسری وہ جو بدیر ہو اور دیر رہے *
 تیسری وہ جو بدیر ہو اور جلد جائے * چوتھی وہ ہی جو شباب
 آئے اور دیر جائے * اسلیئے کہ سبب اس محبت کا نقطہ لذت ہی
 یا فقط نفع یا کہ فقط خیر یا مرکب ان سے پر لذت سبب اس محبت کا ہی

کہ جلد پیدا اور فوراً زایل ہو اسلیئے کہ لذت جیسے بسہولت حاصل ہوتی ویسے بضرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطہ ہی اس اتحاد کا کہ دیر سے حادث ہو اور شتاب تغیر پائے اس واسطے کہ نفع مشکل سے حاصل ہونا اور آسانی سے جاتا رہتا ہی اور خیر منشا ہی اس محبت کا کہ جلد ہو اور بدیر جا سے پر جلد ہونے کا سبب یہہ ہی کہ درمیان اہل خیر کے مناسبت ردحانی ہی اور دیر جانے کی جت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہی * پر مرکب سبب ہی اس محبت کا جس کا علاقہ دیر بندھے اور دیر کھلے * اسلیئے کہ اجتماع نفع و خیر دونوں حالت کو چاہتا ہی * اخلاق ناصری معین یہ تقریر اسی طور سے نہ کہ رہی اور نظر دقیق یہہ چاہتی ہی کہ مرکب لذت و نفع سے انعقاد معین متوسط ہی اور انحلال معین سریع اور مرکب لذت و خیر سے انعقاد معین متوسط اور انحلال معین بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد و انحلال دونوں صورتوں میں متوسط ہی اور ان احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے ان کے مقترضا سے اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالیٰ دانائتر ہی * جانا چاہیئے کہ محبت صداقت سے غام ہی اس لیے کہ محبت بہت لوگوں کے درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت اس سے

کمتر * پر عشق سب سے خاص ہی اس لیے کہ ایک دل سین
 دو شخص کا عشق گنجائش نہیں کر سکتا * جو عشق کہ
 افراط کے ساتھ ہو جت اسکی طابت لذت ہی با طلب خیر *
 و لیکن پہلا عشق مذموم ہی سابق تعبیر اسکی عشق بھی سے
 کی گئی ہی * اور دوسرا عشق محمود بیان اس کا عشق
 نفسانی سے ہو چکا * حکیمون نے کہا ہی کہ نفع کو نہ استملا ل کے
 طور پر اور نہ مداخلت کی و بہ سے کسی صورت سے عشق
 سین دخل نہیں ہی * جو انون کی صداقت کا منہ بیشتر لذت
 ہی اور جب کہ لذت سریع الزوال ہی تو انکی صداقت بھی
 محل تبدیل سین ہی * اور پھر مردون اور اہل تجارت کی صداقت
 کا سبب فقط نفع ہی اسی واسطے انکی دوستی کو امتداد ہوتا ہی
 اور دانائون کی صداقت کی جت محض خیر ہی اور جب کہ خیر
 ایک امر ثابت غیر متغیر ہی تو مودت انکی تغیر و زوال سے
 محفوظ نظر ہتی ہی اور جس وقت کہ بدن انسانی طبائع مختلفہ سے
 مرکب تقہر ایہر جو لذت جسمانی ایک طبیعت کے موافق
 ہو و دوسرے کا مخالف ہی * اور اسی واسطے لذت جسمانی
 شاید الم سے خالص نہیں ہوتی * اور جب کہ نفس انسانی

جوہر سبب اور لوث تضاد سے منزہ و مبرا ہی تو جو لذت کہ اُسکی
 جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت حکمت ہی * اور
 جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو وہ باقی مرانہ
 محبت سے عام ہی * اسے عشق نام اور محبت الہی کہتے ہیں
 ارسطاطالیس افیڑطس سے نقل کرنا ہی کہ مختلف چیزوں کے
 بیچ الیام و نافع نام ہو نہیں سکتا لیکن مشاکل چیزیں باہم
 مشتاق ہوتی ہیں * اور اس کی شرح مین کہا ہی کہ جب
 جوہر سبب آیس مین مشاکل اور باہم مشتاق ہیں
 ہر آئندہ ان کے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد منوی
 حاصل ہو اور مبانیت مرتفع ہو جائے * اس لیے کہ
 علاقہ تباہن مادیات کے لوازم سے ہی * اور ان مین اس نوع کا
 نافع ممکن نہیں * پھر ان کے بیچ اصل و حقیقت کا مانا کس طرح
 متصور ہو * بلکہ نہایتوں اور سطحوں مین ہو سکتا ہی * اسے
 اور اس اتصال سے بہت فرق ہی * اور جبکہ نفس انسانی
 جوہر سبب ہی جس وقت کہ درت جسمانی سے پاک ہو *
 اور لذات طبعی کی محبت پر مچو ہو جائے تو بحکم مناسبت کے
 عالم قدسی مین جذب ہو اور رینائی کی آنکھوں سے جمال شاہ

حقیقی کا مشاہدہ کر سے * اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع
 تجلیات الہی پر فدا کر دے * تب وحدت کے مقام میں جو نہایت
 مقاموں کی ہی پہنچے * بھی مرتبہ حق الیقین کا ہی اس رہنے
 والے کو بدن کے ساتھ علاقہ رکھنے اور نہ رکھنے میں چند ان فرق
 نہیں ہی * اس لیے کہ استعمال قوا سے بدنی کا جمال حقیقی کے
 مشاہدہ سے باز نہیں رکھتا * اور اوروں کو جو سماعت عاقبت
 میں ترقیب ہی آسکتی ہیں اسی عالم کے بیچ حاصل ہو * آیات *
 وہ کام آج کر کہ ہو مینا تری نظر * جبران رہے جمال حقیقی پہ بہہ
 عصر * افسوس شرم آنکھوں میں تیرے نہیں ذرا * سنا تھا
 لیل جید میں فردا کا منتظر * لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد
 یہ سب اسکی لذت کے کچھ دغدغہ باقی رہ جاتا ہی ایسے کہ
 ہر چند اس عالم میں مینائی کے نور سے اسما و صفات کے دقائق
 سے مطلع ہو کر وحدت ذات کو مشاہدہ کر سے پر شہوت
 اثنینیت کے شائبے سے بو مقرر صا عالم تعلق کا ہی خالی نہیں ہو جاتا
 اور بے مزاحمت رقیوں کے خاطر جمعی سے تمام دکھال مشاہدہ کرنا
 بغیر خلوت خانہ تبرد کے بسہ کہان اسی واسطے ہمیشہ رفع حجاب
 کا سپدوار ہو کر زبان حال کو اس مقال سے مترنم رکھا پنا ایسے *

ایسات * خبار من کا مر سے ہی حجاب چہرہ جان * خدا کرے کہ
 میں اس چہرے سے نقاب اٹھاؤں * نہ یہ نقص ہی مراد اور
 مجھے خوش الحان کا * ارم کا طائر قدمی ہوں اس ہمن من
 جاؤں * اور یہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطابق
 اور ذرہ سقامات خدا تر سون کا ہی * بیت * جو کچھ کہ ہی سو ہی
 عشق کہتا ہوں اور کہا ہی * دکھلا دے عشق نجاو باغ وصال
 جانان * بعد اے محبت باہم دیگر اہل بخر کی ہی اسپسے کہ جب غایت
 اس محبت کی نیکی ہی تو داخل اسکی طرف ہرگز راہ نہیں پاتا *
 بخلات اور محبوبوں کے اسپسے کہ تھوڑے عارضے سے دو محل زوال
 کے ہوں * چنانچہ مضمون اس آیت کریمہ کا جسکے معنی بلے ہیں *

 کہ دو ستون میں سے آج کے دن بعضا بعضے کا دشمن ہی سوا
 متقیوں کے بجز اسکی دیتی ہی * پر جو محبت بہ سبب منعت یا
 لذت کے ہو خواہ بد لوگوں یا نیکوں میں وہ سرع الزوال
 ہوتی ہی * چنانچہ سابق بیان ہو چکا * اور کہ * ہی ہوتا ہی کہ سفر میں
 ایک ساتھ رہے اور سختیوں کے سبب یہ دوستی پیدا ہو
 جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ میں اور سہا * مسکا یہ ہی کہ
 انسان بالطبع بائل انیس گا ہی * اسی سبب اسکو انسان

کہتے ہیں اور جب کہ اُس طبیعی خواص انسانی ہی اور کمال
 ہر ایک شئی کا اُس کی نوع کی خاصیت کے ظاہر ہونے میں ہی *
 پس کمال انسان کا اپنے نبی نوع کے ساتھ اس خاصیت کے
 ظاہر کرنے سے ہو * اور یہ خاصیت بہت بہت اُس محبت کی ہی
 جو مقترضا تمدن و تالیف گاہی * اور ساتھ اُس کے موافق حکم عقل
 کے مستحسن ہی شرع میں بھی اس بات کے لیے مبالغہ عظیم
 فرمایا ہی * اس واسطے حکم کیا ہی کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت
 کے ساتھ ادا کریں تا اہل محابہ اس اجتماع کی برکت کے سبب
 موانعت کے زبور سے آراستہ ہوں * پھر فرمایا ہی کہ سب
 اہل موضع ہر ہفتے میں ایک مرتبہ ایک جگہ مجتمع ہوں اور
 نماز جمعہ کی جماعت سے ادا کریں تا موانعت اُنکے درمیان
 حاصل ہو * پھر حکم کیا ہی کہ ہر سال دو بار روستائی اور
 اہل شہر میدان و سبع میں جمع ہوں اور نماز عیدین کی پڑھیں
 تو اُنکے درمیان اجتماع کے سبب اُلفت پیدا ہو * بعد اُس کے
 سب اُمت کیتھنیں سادسی عمر میں موقوف حج کے درمیان ایک بار
 جمع ہونے کے لیے فرمایا اور اُس کو ایک وقت میں میں مقرر
 نہ کیا ہی * تا موجب حرج گاہوں حکمت اِسکی بہ ہی کہ جمیع افراد

اُمت کے بیچ مواظبت حاصل ہو اور اُس سعادت سے جو اہل مکہ اور شہری اور بادشاہی لوگوں کو حاصل ہی محلو ظ رہیں اور اُس موقف کو بقعے کے درمیان جو مقام صاحب شریعت کا ہی مقرر فرمایا تا اس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی باد اور اُسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنے کا سبب ہو اسلئے کہ شریعت میں بے شبہہ اُسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہی * ان امور دن کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اُس سے تحقیق کرنا رابطہ وحدت کا اور اُتھا دینا شبہہ کثرت کا بقدر لائق کے ہی * بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے میں مثل اُس غرض کی ملحوظ ہی * اور جیسے نبیوں کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہی عمل کے رو سے بھی توحید کی طرف رجوع کرنی ہی * یہیں سے ہی کہ نماز جماعت کی توفیق ملت میں وارد ہی کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہی اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہی کہ میں نے چاہا کہ آتش روشن کروں تا جو کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اُسکے کھر میں آگ لگا دوں * اور اسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہی * جو جمعے اور عید میں اور حج کی نماز میں وارد ہوئی *

تتمہ احکامِ محبت وہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور محبت کا سبب لذت و نفع ہی * اور زوال کی مداخلت سے خالی نہیں * پس ممکن ہی کہ دونوں طرف سے ایک بارگی زائل ہو جائے * اور جائز ہی کہ ایک جانب سے زائل ہو اور دوسری جانب باقی رہے * اور جب سببِ محبت کا ایک طرف سے لذت اور دوسری طرف سے نفع ہو اس محبت میں اختلافِ سبب کے جت شکایت بہت سی واقع ہو جسے محبتِ مطرب اور مستمع کی ہی سنیع گانے والے کو واسطے لذت کے پیار کرنا * اور مطرب سنیع والے کو نفع کے سبب چاہنا ہی * اور محبتِ عاشق و معشوق کی اسباب سے کہ عاشق اپنے معشوق کو مزیکے لیسے پیار کرنا اور معشوق فائدے کے واسطے * اس دوستی معنی شکایت ہونے کا سبب ہی کہ لذت کا چاہنے والا جلد ہی کرنا اور نفع کا نہ ہونے ہمارے اپنے مطالب کے حاصل ہونے پر موقوف رکھنا ہی * پھر موافقت انکے بیچ کمتر متصور ہو اسی واسطے عاشق ہمیشہ ش کی اور مظلوم رہتے ہیں * لیکن حقیقت میں وہ خود ظالم ہیں * اسباب سے کہ وہ دیکھنے کے مزے اور وصل کی لذت کو شتاب چاہتے * اور اُسکے بدلے نفع پہنچانے میں دیر کرنے

ہین * اس قسم کی دوستی کو محبت کو اسمہ کہتے ہیں * یعنی ملامت کے قریب * اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مہلوک کے ہی وہ بھی.. بھمت اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہیں * ایسے کہ ہر ایک اپنے صاحب سے کچھ طلب کرتا ہی جو اکثر اوقات منین نہیں ملتا اور مطالب کا ہاتھ نہ آتا بلکہ شہرہ سبب ملال کا ہوتا ہی جو مادہ شکایت کا ہی * لیکن بدون عدالت کے جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی بہرہ فساد مرتفع نہیں ہوتا * پر محبت بناؤن کی جب کہ منشا اسکا ارتباط روحانی اور اتحاد جانی ہی جو ارض نفع و لذت سے * اور مقصود آرزو فقط خیر ہی ہی تبدیل کو اس منین کچھ دخل نہیں * اور مخالفت و منازعت کے شایعے اور ملامت کے عائق سے خالی ہوتی ہی اور معنی اسکے ہیں جو حکیموں نے کہا ہی کہ دوست تیرا وہ شخص ہی جو حقیقت میں تو اور ظاہر میں تیرے غیر ہو پر بہرہ کبریت احمر کی مثال نایاب ہی * شیخ ابو علی سینا نے رسالہ طیر کے مطالع منین اس قسم کی دوستی کے کم باب ہونے کا مبالغہ کیا ہی * اسلئے کہ اکثر آدمی کو حقیقت خیر سے اطلاع نہیں اور

محبت اُن کی لذت باسفتت پر پہنچی ہی پھر جسکی بناؤ ارض
 پر ہو۔ سبب عوارض کے زائل ہو جاے * اکثر بادشاہوں کی
 صحبت رعیتوں کے ساتھ اس جہت سے ہی کہ وہ رعایا کے
 لیئے منعم اور بفضل ہیں اور بے شہر منعم منعم علیہ کو دوست
 جانتا ہی محبت باپ کی فرزند کے ساتھ اس وجہ سے ہی کہ
 اُسے حقوق رکھتا ہی وہ بھی اسی قسم سے ہی پر دوسری وجہ
 سے اُسکی محبت فرزند سے ذاتی ہی اس واسطے کہ اُسے
 اپنے برابر جانے اور اُسکی صورت کو تسبیح حیات کا خیال
 کر کے اُسکی شکل کو فطرت پر ثبت کر لے فی الواقع یہ
 نیک تصویر ہی کیونکہ باپ اُسکے پیدا ہونے کا سبب صوری
 ہی اور وہ اُسکے بدن کا جز اور نطق اور خلق منین
 اُس کے برابر ہی * اسی واسطے باپ خود جس کمال کو
 چاہتا ہی فرزند کے لیئے بھی اُسکی خواہش کرتا تاکہ
 چاہتا ہی کہ فرزند اُسے بہتر ہو * اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے
 پر خوش ہونا * اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے
 حساب کرتا ہی کہ کہیں کہ اب وہ خود اکمل ہی اُس سے جو سابق
 تھا * جیسے اس بات سے خوش ہوتا ہی فرزند کی تفضیل سے بھی خوش

ہونا ہی سوا اس کے فرزند کی محبت کے لیئے ایک سبب دوسرا
 ہی کہ باپ اپنے تین اُسکا منہم اور مفضل گمان کرتا ہی جیسا
 سلطان و رعیت کی مثال سنیں بیان کیا گیا جس قدر تربیت
 اُسکی زیادہ کرے بہر محبت بیشتر ہو دو سری وجہ یہ ہی کہ
 اس کے وسیلے سے توقع مطالب و مقاصد کی رکھنا ہی اور اس
 کی ہستی کو من بعد اپنے بقا سے ثانی جانتا ہی لے منے اگرچہ اکثر
 باپ کو تفصیلاً معلوم نہیں ہوتے لیکن ایک نوع شعور اسکا
 اجمالاً رکھتا ہی * تشبیہ اُسکی بہر ہی * کہ جیسے کوئی کسی
 صورت کو پردے کے بیچ مشاہدہ کرے محبت اور اُسکے غیر کے
 حاصل ہونے منین اس قسم کا علم کافی ہی اور فرزند کی محبت
 باپ کے ساتھ اُسکی محبت سے کمتر ہی اس لیئے کہ وجود
 اُسکا اُسکے وجود کا سبب اور اسے متاخر ہی اور ایک
 مدت کے بیچھے اس حال سے بجز دار ہوتا ہی واسطے جب تک
 باپ کو مذیکھے اور ایک مدت اسے انتفاع نہ اُتھائے محبت
 اُسکی حاصل نہ کرے * اسی واسطے شریعت کے درمیان
 فرزندوں کو والدین کی محبت کے لیئے اور ان کے حق کی رعایت
 کرنے کو حکم کیا ہی بدون عکس کے * پر بھائیوں کی دوستی باپ

بیتے کی محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہی * اس لیے * و سے کہ رہتے
 اور وجود کے سبب منین مشارکہ ہین اور مشارکت منازعت
 سے خالی نہیں ہوتی * بعض حکیموں سے پوچھا کہ بھائی بتر ہی یا
 دوست * بولا کہ بھائی جب کام آو سے کہ اگر دوست ہو *
 اور چاہیے کہ بادشاہوں کی محبت رعایا سے محبت پداری کے
 مثال ہو اور ان کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا طریق
 برحق رکھے اور رعیت کو لازم ہی کہ اطاعت و انقیاد و انصاف
 کی راہ پر چلے * اور اس بادشاہ دان کا اقتدار کرے * اور
 ظاہر و باطن منین کسی صورت سے اقدام اسکا نہ کرے جو
 سلطان کی عظمت شان کے لائق نہیں ہی * اور جو چرکہ اسے
 پسر ہی اس سے خدمت اسکی واجب جانے * چنانچہ بزرگوں نے
 کہا ہی کہ سب آدمیوں کو چاہیے کہ بادشاہ عادل کے شکر ہوں
 تا باغبان منین سے نبون * اور جو ظاہر خدمت ان سے نبو کے
 تو تہ دل سے دعا کی مدد کریں اس منین بھی و سے اسکی شکر ہوئے
 بشمار منین داخل ہو سکیں * اور چاہیے کہ رعایا اس منین
 بھائیوں کی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا
 مہر رہے اور بانداز اسے متحقق اپنے حق کو لے * تا فضا سے زمین

و زمان عدالت کے نور سے روشن اور عرصہ جہان مہربانی و الفت کی برکت سے مثال گلشن ہو * اور جو اس دہ پر نہ تو آئین سلطنت کا قوت جاے اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو * ہم ! اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور محبت کے لیے کتبہ مراتب ہیں * پہلا محبت خداوند تعالیٰ کی کہ منبع نیکوں کا اور معدن کمالو نگاہی * پرہیزہ محبت حقیقہ سوا سے اس عارف ربانی کے جو بقدر لطافت کے صفات جہال اور قوت جلال الہی پر مطاع ہو حاصل نہیں ہوتی ہی * اس لیے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہیں * اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت الہی کا دعو کرے وہ جاہل مغرور ہی * اور حضرت سینچر خدا صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مضمون یعنی اللہ جاہل کو کہ ہی دوست نہیں رکھتا ہی صریحاً اسکو جھوٹھا بناتا ہی * چاہیے کہ یہہ محبت باقی مراتب سے اعلیٰ ہو * اس واسطے کہ اور مرتبہ کو اسکا شریک تھمرا نامجن شرک ہی * دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہی کہ وہ اس کی ہستی کا سبب صوری ہیں یہہ مرتبہ بعد اس مرتبہ کے ہی اور کنسی محبت کو یہہ مرتبہ نہیں ہی * مگر چاہیے کہ شاگرد کی محبت اسناد کے ساتھ اس سے بھی موکہ ہو

اسو اسطے کہ اگر باپ اُس کے وجود و تربیت جسمانی کا سبب قریب ہی لیکن معلم سبب ہی اُس کے کمال و تربیت روحانی کا اور ایسے صورت انسانی منن لاتا ہی بلکہ تحقیقت منن استاد پدر روحانی ہی * پس جس طرح روح کتسین جسم کے اوپر شرافت ہی اسی طرح سے اُستاد کو باپ کے اوپر * پس محبت اُسکی موجد حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت سے بالاتر ہی * سکندر سے پوچھا کہ تو باپ کو چاہتا ہی یا اُستاد کو * بولا کہ اُستاد کو اِسلیسے کہ باپ سبب ہی حیات فانی کا اور اُستاد و سیاه ہی جاوید زندگانی کا * اور حدیث منن وارد ہو ہی * کہ تیرے باپ تین قسم کے ہین جس سے تو پیدا ہو ا اور جس نے تجھے علم سکھایا اور جس نے تجھے بیسی دی پر اُن سے بہتر وہ ہی جس نے تیرے تین علم سکھایا * اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ جس نے مجھے ایک حرف سکھایا پس بنے سببہ آسنے میرے تین غلام بنایا * اور جب محبت اُستاد کی اِس مرتبے سے موکد ہی تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اولیٰ ہی بعد محبت حق سبحانہ تعالیٰ کے سبب مہینوں سے موکد ہو * اِسو اسطے حضرت ﷺ نے فرمایا ہی کہ کوئی تم منن سے مومن

نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنے آدر اپنے اہل خانہ اور
 اپنے فرزند سے زیادہ ترجیح ہے * بعد محبت صاحب شریعت کے
 دوستی خلفاء راشدین کی جو ائمہ دین اور ایوان یقین کے
 مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتح ہیں موکد جانے *
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے دوست جانا میرے اصحابوں
کو پس وہ دوست چائے میرے نہیں میں دوست جاتوں
اُسکو اور جس نے بغض رکھا میرے یاروں سے پس وہ بغض
رکھنا ہی مجھ سے میں بغض رکھتا ہوں اُسے * اور دوسری
حدیث میں ہے کہ جس نے محبت کی عالموں سے پس بے شبہہ
محبت کی اُس نے مجھ سے * اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ
جس نے علما کی تعظیم کی اُس نے میری تعظیم کی * تیسرا مرتبہ رعایا
کی محبت بادشاہ کے ساتھ اور بادشاہ کی محبت رعایا کے
ساتھ اور بعضوں نے رعیتوں کی محبت کو بادشاہ کے ساتھ
باپ کی محبت سے موکد کہا ہے یہ قول یقیناً تحقیق کے نزدیک ہے
اسلیح کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو تعظیم پہنچانا مستصواب نہیں
ہے اور جیسے باپ تدبیر ہوتے کی کرنا ہی بادشاہ باپ اور
یسے دونوں کی تدبیر کرنا ہے * چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و شرکا کی اسطور

پر کہ جو جس مرتبے کا ہو اُس کے رتبے کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط
 ملحوظ رکھے اس لیے کہ رعایت حقوق مین خلل و الناسب
 ظلم اور موجب فساد کا ہی * اور صداقت کی خیانت اموال
 کی خیانت سے بدتر ہی اس واسطے وہ خیانت صفات روحانی
 کے طرف جو اشرف جو ہر جسمانی سے ہیں رجوع کرے *
 اور سطا طابیس نے کہا ہی کہ محبت مشوق کی جلد جاتی رہتی ہی
 جیسے ملمع چیزیں جلد بگرت جاتی ہیں * تو چاہیے کہ خالق و خالق
 کے ساتھ طریق عدالت کا مسابو کہ رکھے * اور ہر ایک سے
 ایسی محبت جو حق اُس کا ہی حاصل کرے * اور مطابق اُس کے
 عمل مین لائے کہ خالق کے ساتھ طاعت و طاب مناسبت مین *
 اور مشوق کے ساتھ بطریق قربت کے * * * * *
 دین کے ساتھ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت مین *
 اور سلاطین کے ساتھ اُنکی بزرگی اور تابعداری مین * اور والدین
 کے ساتھ اکرام و خدمت گذاری مین * اور ہر ایک عوام
 الناس کے ساتھ رفیق و آمیزش مین * حکیمون نے کہا ہی
 کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھ یہ بیشتر اُس کے عکس سے ہی *
 اس لیے قرض دینے والا اور احسان کرنے والا قرض کے لینے والے

اور مانگنے بارے کو پیار کرتا ہی اور اپنی ہمت اُس کے باقی رہنے کے
 لیے سمروں رکھنا ہی ولیکن فرض دینے والا جبکہ اپنے حق لینے
 کے لیے سلامتی فرض خواہ کی چاہتا ہی تو حقیقت میں وہ اپنے مال
 کو دوست رکھنا ہی بخلاف دوستی محسن کے محسن الیہ کے
 ساتھ اس لیے وہ بلا توقع کسی منفعت کے اپنی اسے دوست
 جانتا ہی بارکہ اس جہت سے کہ وہ اُس کے اثر کا قبول کرنے والا ہی *
 پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اُس کے محسن کے ساتھ
 نہو بلکہ وہ احسان کو بالذات اور محسن کہیں دوست بالغرض
 جانتا ہی * اور محسن سنی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو کسی وجہ
 سے نفع پہنچے * پس یہ صورت شبہہ اس شخص سے رکھنے
 ہی جس نے دولت رنج و مشقت سے جمع کی ہو مگر آئندہ اُسے عزیز
 جانتا ہی * اور اُس کے خرچ کرنے میں شرط احتیاط کی بجالتا ہی *
 بخلاف اس شخص کے جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہو
 اور وہ کچھ اُس کی قدر نہ جانے * اور اُس کے صرف کرنے میں
 احتیاط نہ کرے * اس واسطے مان اپنے فرزند کو باپ کی نسبت سے
 بہت چاہتی ہی اس واسطے کہ وہ فرزند کے لیے بہت سے دکھ درد سہتی
 اور اُس کی پرورش میں بہت سی تکلیف اٹھاتی ہی اور اسی

قسم سے ہی شاعر کا عزیز جانتا اپنے اشعار کو اور غرور اُس کا اس
 شہر کے سبب زیادہ دو مرد سے ہوتا ہی اور جب کہ محسن الیہ
 لینے والا ہی * اور لینے میں کچھ محنت نہ چاہیے تو بالضرور
 محبت اس کی محسن کے ساتھ اس مرتبے میں نہ ہو بس اُن
 مقدمات کے سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھ بیشتر
 عکس سے ہو گی ولیکن محبت کی قسموں سے بہرہ وہ محبت ہی
 کہ مشاجس کا خیر اور کمال حقیقی ہو اس لیے کہ وہی لذت عقلی
 ہی اور جو ہر نفوس کے ساتھ اُس کا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھ اسی
 سبب سے اس محبت کے قاعدے سے احتلال کی علامت سے مامون
 و محفوظ رہیں اور سنایت و نمیمہ کو اس میں دخل نہیں ہی بخلاف
 اور مجہول کے کہ اُن کے سبب کے زائل ہونے سے جاتی رہتی ہیں
جہاںچہ مضمون اس آیت کا جس کے معنی بے ہوشی کہ آج کے دن
 دو ستون میں سے بعض انکا بعضے کا دشمن ہی صواب پر ہیز گار و نیک
 مشر اُس کا ہی پر یہ لذت حقیقت میں اُس وقت حاصل ہو کہ ملکات
 فاضلہ کے حاصل کرنے سے فارغ ہو اور جو ہر روح کے ساتھ
 مشغول ہو یہاں تک کہ عالم عقلی اور اُس کے در بیان سے
 حجاب اُٹھتا جائے اور وحدت خالص اور جن محض اور

نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ مستحق ہو *
 بیت * وہ یار جو تھارہ اسرارِ معنی پہنہان * اب سوکشن
 عشق سے آنوشِ معنی آیا * بندہ رتبہ مراتب کمال سے
 بندہ تر ہی ای واسطے حکیموں نے اُسکو سعادات انسانی کے
 مدارج سے فوق المراتب اعتبار کیا اس لیے کہ جب تک آئندہ
 ہستی تو اسے طبعی کے آثار اور تعلقات جسمانی کے غبار سے
 صاف و مضمنا ہو * جمال اُس کمال کا دکھائی نہ سے * جب
 تک سناک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت
 نہایت دور اور راہ درازی نہ گزرے * سخن وصل معنی
 پہنچ نہ سکے * بیت * دس سال بار تو چاہے اگر خودی کو چھوڑے کہ
 آسے اور نر سے جزر سے نہیں حاصل * بیت * کہتے ہیں کب سے
 بنگو ملی دولت دس سال * اپنے نہیں میں چھوڑے جلا اُسے راہ
 معنی * اربطاطا لیس نے کہا ہی کہ جب خداوند تعالیٰ کسی کو
 چاہے اُسکا نعاہ کرے * جیسے دوست دوستوں کی ہر ایک
 مصلحت کا نعاہ کرتے ہیں * اور اخلاق ناصر معنی لکھا ہی کہ بہہ
 ایک لفظ ہی ہماری زبان معنی نہیں بولتے ہیں پر بہہ بات
 ظاہر ہی اس لیے کہ نظیر میں اُسکی کتاب اور حدیث معنی بہت

دین * جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ دوست رکھتا ہی نیک

کام کرے جو ان کو اور بس کرتا ہی میر سے تپن اللہ اور وہ نیک
و کہل ہی * ہانگہ حدیث قدسی کے درمیان زیادہ اس سے

وارو ہی جیسا کہ فرمایا * پس جس وقت کہ دوست رکھا میں

نے اُس کو تو ہوا میں کان اُس کا اور آنکھ اُسکی آخر حدیث

نیک * اور دوسری حدیث میں ہی * جس شخص نے دوست

رکھا میر سے تپن قتل کیا میں نے اُس کو اور جس کو قتل کیا میں نے

پس دیت اُس کی مجھ پر ہی اور جسکی دیت مجھ پر ہی

پس میں دیت اُس کی ہوں * اور اس شرط ظاہر نے بھی

کہا ہی نچا ہیے کہ ہمت آدمی کی انسی ہو اگرچہ عاقبت اُس کی

انسی ہی اور بہر بھی نچا ہیے کہ مرد سے حیوانوں کی ہمت پر راضی

ہو اگرچہ آخر اس کی موت ہی ہانگہ اٹنے جمیع قوا کو حیات الہی

کے حاصل کرنے میں صرف کر سے اس لیے کہ اگر وہ جتنے میں

چھوٹا ہی تو ہمت کے رو سے بزرگ ہی اور عقل کے رو سے تمام

مجاہدات سے شریف تر ہی اس لیے کہ وہ ایک جو ہر خدا کے

حکم سے سب چیزوں پر غالب ہی * اور تحقیق اسباب کی

اس مقام میں پہنچ ہی کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب ظاہر

کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت یحییٰ بن یونس کے
 ارادہ و قدرت کے وسیلے سے دریا سے غیب سے شہود کے
 کنارے منین آیا وہ جوہر سبط نورانی تھا حکیموں کی اصطلاح
 منین اسے عقل ادل کہتے ہیں * اور بعض اخبار منین تعبیر اس
 کی علم الہی سے کی ہے اور اکابر ائمہ کشف و تحقیق کے اس کو
 حقیقت کہتے ہیں * اس جوہر نورانی نے اپنے تئیں اور اپنے
 موجد کو اور ان کو جو اس موجد سے بہ سبب اس کے پیدا ہو سکے
 افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہی اور ہو گا جانا * اور
 آفرینش و پیدائش منین سے جو کچھ کہ ہے اس کے علم پر مشتمل
 اور اس کی حقیقت منین داخل ہے اور بھی جسے تخم منین شاخ
 اور پتے اور پھل ہونے ہیں پھر وہ مجمل جس ترتیب کے موافق
 اس جوہر منین کنون ہیں عرصہ شہود منین تفصیلاً نمود ہونے
 جاتے ہیں خدا جسے چاہے متاد سے * اور جسے چاہے ثابت رکھے
 اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہے اور جب وقت ایجاد سلسلہ
 عالم کا بمقتضیٰ رحمت بزدانی کے جو شامل ہے تمام موجودات
 کہانی یعنی عالم جسمانی کو کہ مقام تیسرا اور محل تبدل کا ہے اور
 مظہر ہی انواع تجلیات الہی اور اس کے آثار غیر متناہی

کا پہنچا تب حکمت کاملہ الہی نے اس عالم کے انتظام کا
 علاقہ ایک ایسی شے جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت
 اور بنظر صفات کے مستبصر ہی * میت * عجب وہ ثابت و منقطع
 ہمیں نظر آوے * تیلے نہ اپنی جگہ سے بھی اور کھراڑے * یعنی
 جرخ کردندہ پر موقوف رکھا * تا اسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر
 و ضمیمہ صحرائی بالقوہ سے آبادی بالافعل میں پیدا ہوں
 اور اسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثہ * معین موقوف ہی سو
 غرضہ وجود میں تقرر ہو * اور ہر وقت حوادث کے مبدای قریب
 سے جسے عقل فعال کہتے ہیں اور وہ افراد عقول کی انہما
 ہی سلسلہ ہستی کی ہر ایک صورت جدید ہو لاسے عناصر کے
 آئینے میں جلوہ سے پھر جس وقت ایجاد کی نوبت موالید ناہ
 تک سنہی ہو چکی اس حکیم علیم نے بزرگ ہی قدر اسکی اور
 باریک ہی حکمت اسکی یہ چاہا کہ مراتب سابق کے تمام کمالات
 پیدائش انسانی میں جو اشرف ہی انواع حیوانات سے
 مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت جو مبداء ایجاد کی تھی
 اس شریف نوع کے نیچے بصورت عقل استفاد کے ظاہر
 ہو * اس لیے کہ جب نفس انسانی اسی رتبے میں پہنچے

تو عالم علوی سے جو مرتبہ عقل ہی بلجائے اور انتہا کا نقطہ ہدایت پر منطبق ہو کر ہستی کا دائرہ قوس نزولی و صعودی سے منہ انجام پاسے * بیت * بہہ وہی ششی ہی کہ پہلے عالم علوی سے وہ آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان * پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کناہ آفرینش کا دیباچہ ہی عقل انسی آسکا خانمہ ہی مانند تخم کے جسے شاخ اور پتے کی صورت میں پھیل کر کثرت کے ہفامون کا سیر کیا * پھر وحدت کا لباس پہن کر انہی اصل کی طرف راجع ہوا * لیکن اسرار اس سیر دوری کے موزونات کے سب جہتیں میں روحانیت سے ہو یا جسمانیت سے علویات سے ہو یا سفلیات سے ساری ہی * آسمانوں میں جو واسطے نظام عالم اجسام کے ہیں حرکت دوری و صنعی کی صورت میں * اور اجسام نامیہ میں حرکت مقعداری نمودی اور ذبولی کی شکل میں * اور نفس ناطقہ انسانی میں حرکت نمبری کے درمیان * پر حقیقہ میں یہ سب ظل ہی حرکت ذات حق کا اور ذاتی ہی * جسے اساطین ائمہ ذوق و شہود کے عرف میں تجلی لذات علی ذات کہتے ہیں * کہا ہی * بیت * آپ ہی مانا آپ ہی بیٹا آپ ہی ایسا بالار سے * اپنی ہی گودی آپ ہی کھیلے

ہو کر موہن لاکہ سے * آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچہ
 والا رہے * آپ بقا ہو کے بھنجا مانگے ہاتھ دیکر یہاں سے * حکم
 نے کہا ہی کہ بعض آدمی بہ سبب نجاست فطری اور ظہارت
 اصناف کے ملکات رویہ سے مجتنب رہنے ہیں * پر یہ فریق کم ہی
 اور بعض بنا برائے کہ وہ سے کار و رویت سے رذائل صفتوں کا
 برائے سے واقف ہوتے اور ان سے احتیاط کرتے ہیں یہ
 گروہ متوسطی * اور بعض وعید و تہدید اور عذاب کے خوف اور
 ثواب کے امید پر برے کاموں سے بچنے ہونے ہیں بے لوگ بہت
 ہیں * لیکن گروہ اول کابینک ہونا اصل پیداہش سے ہی اول
 فریق ثانی کا بہ سبب تعلیم کے اور ثالث کا اذرو سے شرع
 کے ہی نسبت شدیعت کی اس فریق سے ماثر نسبت
 پائی گئی ہی اس شخص کے ساتھ جس کے حلق میں کھانا آئے اگر
 شدیعت کی تاثیر سے مہادب نہ تو وہی ہی سے کسی
 شخص کے حلق میں پائی آتے رہے اور اسکے پھر انکی کچھ
 حکمت منور نہ * اور شک نہیں کہ فرقہ اول سب سے
 اشرف ہی پر یہ مرتبہ نبیوں کو ہوتا ہی ہیں سے ہی کہ حضرت
 رسالت بنا * صحیب کی شان میں جو اکابر اصحاب

منین سے نکلے تا یا ہی کہ مہیب وہ نیک بندہ ہی با الکر فیض اگر
 اُسے دَرُزْدِ اِنْعَالی کا ہونا تو بھی گناہ پر اقدام نہ کرتا ^{تیسرا المعہ}
 مدینے کی قسموں منین حکیموں نے کہا ہی کہ تمدن دو قسم ہی *
 ایک وہ ہی کہ جس کا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینہ
 قاضا ہی * دو سری وہ ہی کہ سبب جنس کا جنس سے بشر
 کے ہو اُسے مدینہ غیر قاضا کہتے ہیں پر مدینہ قاضا ایک نوع سے
 زیادہ نہیں ہی اس لیے کہ راستی عیب سے کثرت کے برابر
 ہوتی اور نیکی کے طریقے بھی متعدد نہیں ہیں۔ لیکن مدینہ غیر قاضا
 کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو لوگوں کے مجتمع ہونے کا سبب
 غیر قوت زطقی ہو جسے قوت غضبی اور شہوی ہی مثلاً
 اُسے مدینہ جاہلہ کہتے * دو سری وہ ہی جو قوت زطقی کے علاقے
 سے خالی نہیں پر اُس قوت کو خادم اور قوا کار کہتے ہیں
 اور ہی منیٰ اُنکے اجتماع کا سبب ہوتی ہو * اور اُسکو مدینہ
 قاضا کہتے ہیں * تیسری وہ جو اُنکے اکٹھے ہونے کا سبب جھوٹے
 عقیدے پر اتفاق کرنا ہو اور اُسے مدینہ ضالہ کہتے ہیں جب کہ
 حضرات صاحب قرانی کے اقبال کی برکت سے جو مدبر اور زمانی
 ہیں تمام ممالک محروسہ مدن قاضا کے برابر ہو گیا ہی اور حکام

تضاد کے مَدَن غیر فاضلہ کا حال مدَن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہو سکتا ہے تو کمبیت قلم کی عنان مدینہ فاضلہ کے میدانِ ان تفاسیل کی طرف پھیرنا بہتر جانا * اور وہ اُس شہر کو کہنے ہیں جس کے رہنے والوں کے باہر رہنے کی بنائیکون کے قاعدے اور بدیوں کے اچھے جانے پر مبنی ہو * پھر بے شک وہاں کے سرکان درست عقیدے اور نیک عمل سنن متفق ہوں باوجود اشخاص گوناگون اور جد سے جد سے احوالوں کے اُن کے چل و چلن کی روش موافق رہے * اور ابھی مقصود کی طرف متوجہ ہوں اور جب یہ سب اُس حکمت کے جو سابقہ مذکور ہوئی تھی سو اسسانی مراتب نطوق و امتیازِ معنی تفاوتِ ہین اور مرتبہ اعلیٰ جسے نفس قدسی کہتے ہیں عالم عقول سے متصل اور مرتبہ اسفل جو بدن کسب سے متعلق ہی بندھا ہو اچار پایوں کے گھرمین ہی پس عقل و شعور اس جماعت کے دین و دنیا کے امور میں جو شرع و حکمت کے اسرار و دقیق معنی سے ہین مایک درجے پر ہونہیں کہتے پس اتفاق عقائد کا جنکے طرف اشارہ کیا اس طریق سے منظور ہے کہ سب کوئی ایک امر مجمل معنی متدیک رہیں اگرچہ غیر محقق اسکی تفہیموں پر مطاع ہو * بیان اس کا

اس طور پر ہی کہ طبقہ عالیہ جو نایب الہی سے مؤید اور لوٹ تعلق سے مجرد ہیں * سب ای حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھ جائیں * اور سلسلہ موجودات کی کیفیت صدور پر آکے مبداء سے جس ترتیب سے ہی مطابقت رہیں * اور معاد نفوس کو جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کریں * اور جب روح کو اس پیدائش میں کتنی قوتوں سے غلامتہ ہی جنکے سبب معانی جسمانی کی صورتوں کو دریافت کرنی جیسے حس مشترکہ اور خیال اور وہم ہی مثلاً اور ان قوتوں کے واسطے بحسب اختلاف آمیز جنکے صفات کہ ورت کے مراتب ہیں اور کسی وقت کیا خواب گیا بیداری میں ان میں سے کوئی قوت بیکار محض نہیں رہتی بس جس وقت ارواح ان لوگوں کی ان خالق کی صورتوں سے متعوش رہیں ہر آئینہ ان قوتوں کے آئینے میں منافی صورتیں جو ان معانی کے مناسب ہیں منعکس ہوتی ہیں اس لیے کہ ادراک معانی خالص کا بلکہ شاید صورت حسی و وہمی کے نشاءت تعلق میں ممکن نہیں اور نسبت ان صورتوں کے جو خیال و وہم سے حاصل ہوئی ہیں ان خالق کے ساتھ کیسی ہی جیسی نسبت

مثل و خیالات کی ہی اعیان موجودات کے ساتھ * پرو سے
 ایلے ان مثالوں سے اللطف بہین جو جسمانیات میں متصور
 ہوں اور وہ نور بصیرت سے جانیں کہ وہ حقیقت ماورائیاں
 صورتوں اور وہی معینوں کی ہی * یہ کہ وہ اعظم اولیا اور
 اساطین حکما کے ہیں اور اس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہی
 جو تعقل عرف سے عاجز رہے اور نہایت رسائی انکی معانی
 و ہدیہ تک ہی پر جانتے ہیں کہ وہ حقائق ان قیدوں سے منزه
 ہیں اور وہ اپنے عجز اور فریق اول کے رجحان معرفت کے
 معترف ہیں * یہ کہ وہ اہل ایمان ہی اور اس درجے سے
 فرود تر ایک گروہ ہی جو صورتات و ہمی پر بھی قادر نہ ہو * اور پہنچ
 اسکی مبداء و معاد کی پہچان میں خیالی صورتوں سے آگے نہیں *
 پر وہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز کا معترف ہی * یہ کہ وہ اہل
 تسلیم ہی اور اس جماعت کے درجے سے پائین تر کوتاہ نظروں کا
 فریق ہی جو محسوسات کے مقام کے سوا دوسرے مرتبے کو ہرگز
 تصور نہیں کر سنا وہ اسی ظاہری صورتوں پر اکتفا کرتا ہی * ان
 لوگوں کو متضعفین کہتے ہیں جب کہ ہر ایک شخص بقدر وسعت
 کے حمد و کوشش کرے اور اپنی اپنی استعداد کے موافق مرتبہ

نہایت کو پہنچے تو عقلا کے نزدیک بد نام نہو * ہانکہ و سے سب قبائے
 حقیقت کی طرف متوجہ رہیں جب صاحب شریعت علیہ افضل
 الصلوٰۃ و اکمل التحیات تمام خلافت میں مبعوث ہیں تو بے شبہہ
 بموجب اُس کے کہ ہمیں حکم کیا ہی * جو آدمیوں سے اُنکی عقل کے
 موافق بات کریں سب باتیں اُنکی ایسی ہوں کہ ہر کوئی بقدر
 حوصلہ استعداد کے فائدہ و افزائتھا و سے ناہیے نفوس ناقصے
 کے تکمیل کرنے کے لیئے بحسب اختلاف مدارج کے کافی ہو سکے
 اور زلال کمال کے پیاسوں میں سے ہر ایک شخص اپنے اپنے
 ذوق و شوق کے مطابق طلب کی پیاس بجھاوے * شعر * جو اس
 سینخانے میں لاوے تو خم بھر لیوے فریضوں سے * اگر جام ابکھی
 لاوے سو اُسے نہیں پاوے * ایسی سبب سے ہی کہ آیات
 اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات
 حضرت خاتم النبیین کی جنکی بنا و احکام کی استواری اس
 مرتبے سے ہی جو شاید اندام کو اُس کے قاعدے کی طرف دخل اور
 پہنچے انقطاع کے تئیں اُسے رشتہ انظام کے گرد کھولنے کی
 طاقت نہیں ہی کہ ہی بطریق محکمہ اور کبھی بلور متشابہ کے
 وارد ہیں اور معانی کی حقیقتوں کو کبھی دقائق تنزیہی ہی کے

منہن منن عقل قدسی کے نزدیک جو بازار خرید کا برعبر ہی
 ظاہر کیا * اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کے لباس
 منن عقل ظاہر میں کود کھادیا * بیت * زندہ رکھتی جان و دل
 کو اسکی خوبی کی بہار * رنگ سے ظاہر میں کو اور بوسے دل
 آگاہ کو * اور حکما بھی کبھی رجحان تحقیق اور زلال معانی کو قیاس
 برمانی کے گام سے منن کر کے بزم طلب کے منتہی و الون کے آگے
 دھریے * اور کبھی شدت معرفت کو مخیلات شمری کے
 پیالے منن دہمال کر نمرشدان نوبیاز کو پلاتے ہیں * اور کبھی
 افتاحیات کے ساگ و سر کے پر قناعت کرتے ہیں * تاہر
 کسی کو باند از قدرت کے ہدایت کریں * ہر چند ان فرقوں
 کے درمیان اعتقادی صورتوں میں مخالفت ہی پر امر اجہالی
 منن شریک ہوتے اور بدبر فاضل کے تحت معنوب ہو رہتے
 ہیں ان کے درمیان تعصب و عناد نہیں ہی * اور حکم مدبر کے
 اسس کہاں کی طرف متوجہ ہونے کے لیے جسکی استعداد
 رکھتے ہیں ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا ہی * ہر مدینہ فاضلہ کے
 رکن پانچ فریق ہیں * اول فضلابی و سے فریق ہیں کہ شہر
 کی تدبیر ان سے درست رہتی ہر مراد ان سے علما سے عامل

اور حکما سے کامل جو قوت ادراک سے اپنی بنی نوع پر مختار ہیں
صناعت اُن کی حقایق موجودات کی پہچان ہی * دو سرا صاحب
زبان یلے و سے لوگ ہیں کہ عوام الناس کو کمال انسانی کی
طرف دعوت کریں اور پند و نصیحت سے انہیں برے کاموں سے
بچاویں اور اُنکے عقائد بداجہالی کو قیاسات جدلی و خطابی اور
شعری کے سبب انحراف سے محفوظ رکھیں۔ صنعت اُن کی
علم کلام و فقہ اور خطابت و شعر ہی اور مانند اُسکی * تیسرا
مقدور لوگ یلے و سے لوگ ہیں جو قوانین عدالت کی بینراون کو
بشہر کے درمیان قائم رکھیں * اور چیزوں کے مقدار کا
معلوم کرنا اُن کی رائے پر موقوف رہے اُن کے فن کو حساب
و اسٹینا و ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہیں * چوتھا جماد کرنے
والے یلے و سے گروہ ہیں جو ملک کو زبردست دشمنوں کی
شورش سے محفوظ رکھیں اور گھاتی کا بند اور فلعون کی
ہنگامانی اُن کے گفت و گفایت سے علاقہ رکھے اُن کی صنعت کو
شجاعت اور فروسیت یعنی دانائی کہتے ہیں * پانچواں ارباب
اموال یلے و سے فرقے ہیں جسے اِن فرقوں کے لباس
و غذا کی ترتیب منظم ہونخواہ معاملہ اور حرفے پانچواں کی

ہمت سے و سے لوگ اہل حرفے کھلانے ہیں و لیکن عدالت
 کا مقترضا یہ ہے کہ ان فرقوں میں سے ہر ایک فریق
 بلکہ ہر شخص کو اسکے مرتبے کے موافق رکھے اور چاہیے کہ ایک ہی
 شخص کو ہر ہریشے میں مشغول نہ کرے * کیونکہ یہ سبب
 ہی اسکے انتشار طبیعت کا ذریعہ ہے کہ وہ کسی ہنر کو کمال
 معذ بہ تک پہنچانہ سیکرگا اس لیے کہ ہر ایک صنعت کے حاصل
 کو ایک وقت میں اور قصد خاص چاہیے اور جب وقت
 اسکا قصد و ن پرست جاٹگا تو سب ناقص رہ جائینگے * جیسے
 کہا ہی کہ جس نے سب دھونڈھا کچھ نہ پیا اور اگر کوئی کبک
 ہنر جانے اسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جس میں اسکی رسنائی
 خوب ہو اس میں مشغول اور دوسرے پیشوں سے موقوف
 رکھنا بہتر ہے * تا ایک ہی کام کو استواری اور باریک بینی سے
 سرانجام دے اس لیے کہ یہ طریقہ اسکی بہتری کے بندوبست
 کے لیے مفید ہے اور ان فرقوں کے سوا جو آدمی ہیں سو مدینہ فاضلہ
 کے ارکان سے باہر ہیں * پر بعضے ان میں سے جو قابل فضیلت
 کے ہیں ان جماعتوں کے لیے آلات و ادوات کی مثال ہیں
 شاید کہ فاضلوں کی تربیت سے کسی کمال کو پہنچیں والا انھیں

جن کا مون سے تمدن کی مصلحتیں ہوں سببیں ان سنیں مشغول رکھا جائیے * اور ان سنیں سے بعضے گیا ہونگے برابر ہین جو کھیتوں اور باغون سنیں پیدا ہونے ہین اس سبب انھیں نوابت کہتے ہین اور ان کی پانچ صفہیں ہین * ایک مرانی جو انمال قنلا اور انکے شعمار کو اختیار کرے * اور بزرگون کے لباس سے بدبس ہو * تا اس لباس بلبس کے سبب ہو اور حرص نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپی رہے * دوسری مخرف جسکی طبیعت سنیں رذیل صفیوں کی خواہش و رغبت غالب ہو بنا بر اس کے مات و مذہب کے قاعدون کو حیاہ و تاویل سے چاہے کہ اپنی خواہش طبیعت کے موافق بنا لیبے * تیسری باغی کہ بادشاہ سادل کے احکام سے بیکگی اطاعت و انقیاد کا رشتہ تمام خلایق کی گزردنوسے لگا ہوا ہی سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کرے سب کے اوپر شرع و عقل کے رو سے اس فرقے کو دفع کرنا لازم و واجب ہی * چوتھی مارق کہ بہ سبب قصور فہم کے مذہب کے آہن اور حکمت کے قانون سے واقف نہوا اور ان کو دوسرے مانیوں سے تبیر کر کے سیدھی راہ سے مخرف رہے * لیکن اگر بہہ انحراف را سخ نہوا و رخطا و حسد سے خالی رہے انکے ہایت

پانے کی امید ہی * پانچویں مناظر جو حقیقت سنن نہ پہنچ کر جاہ و مال
 کے لیے جھوٹے دعویٰ پر اقدام کرے اور دروغ ملمع کو بازار
 و قاحت سنن لا کر دوکان خود فروشی آراستہ کرے * اور
 اپنے تئیں دانائون کی صورت سنن عوام الناس کو دکھاوے
 حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ ہی ہی جو کچھ اصناف نوابت سے
 مشہور ہی * چوتھا المعہ * ملک کے بند و بست اور بادشاہوں کے
 آداب سنن * پہلے تمہید کے طور سے لکھا جاتا ہے کہ دربار شاہی
 میں سبحانہ تعالیٰ کی ہر سی نعمتوں سنن سے ہی جو اشیاء انتہا
 مہربانی کے ثمرانے سے بعضے بندے پر عنایت کی ہی کون سا مرتبہ
 اسکو پہنچے کہ حضرت بادشاہوں کا مالک اپنے بندوں سنن سے
 کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھلا کر عظمت
 حقیقی کے انوار کی چمک اسے احوال پر ظاہر کرے * اور کافر
 انام کے مراتب حقوق اسے حکم و راستے کے اوپر موقوف رکھے
 یہاں تک کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اسکی درگاہ عالی پر
 رہے * حدیث سنن آیا ہے کہ بادشاہ سایہ خدا ہی زمین کے
 اوپر کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ
 اسکی ہے * بس شکر اس نعمت عظمیٰ کا مراتب عدالت کا

نگاہ رکھنا ہی سنہ خلافت کے درمیان * چنانچہ مضمون آیہ کریمہ کا
 کہ محقق ہم نے نمبر سے تمہیں زمین کے اوپر بادشاہ کیا پس نو
 آدمیوں کے بیچ براستی حکم کر اشارہ اس کی طرف ہی * پھر اس
 تمہید کے بعد لکھا ہی کہ جسے مدینہ بحسب تقسیم اولیٰ کے فاضلہ و غیر فاضلہ
 کی طرف منقسم ہوتا ہی سیاست ممالکی بھی دو قسم ہیں * ایک
 سیاست فاضلہ جسے امامت کہتے ہیں وہ بندگان خدا کی بہتری
 کی تدبیر کرنی ہی انکے مناسبات معاد کے کاموں میں * تاہر کوئی
 اپنے اپنے کمال میں جو اسکے لائق ہی پہنچے سعادت حقیقی بیشک
 اسکی لازم ہو سکتی ہی اور حقیقت کے روسے ہم مدبر خلیفہ
 امہ اور ظل امہ ہی * پر اسکی تکمیل کے ایسے صاحب مشرع
 کی پیروی کرنا لازم * ہر آئمہ اس یگانہ عہد کے آثار برکت
 اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہنچیں اور یہ مقتضائے
 اسکے کہ * بیت * دیکھو کو باد رکھہ تو اور سننے کو چھوڑ دے *
 آگے کہاں ہی قدر زحل آفتاب کے * اس قسم کی مثال
 روشن تر آفتاب عالم تاب سے اقبال صاحب زمان سلیمان
 مکان گاہی کہ آئمہ کشف و تحقیق کے اکابرون نے یہ مشہور سے
 اسکے نمبر اقبال کے طلوع ہونے کا مردہ اس زمانہ چھتہ

آوان میں جو آج کے دن صبح صادق پر م تہلی اسرار کی
 یعنی اسرار خفی کے ظاہر کرنے کا روز ہی دیا۔ سبب ہے کہ اس
 مدت قبل کے بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق اس قدر بخشا ہی
 کہ گروہ خلائق نے زمانے کے حادثے سے گوشہ امن و آمان میں
 آرام کیا اور باگھ و بکری ایک کھات میں پانی پینے لگے اور
 بازو در آج نے ایک مقام میں آرام کیا اللہ تعالیٰ اُس کے
 آفتاب مدالت کو جس کے احسان کا نور تمام عالم کو پہنچا ہر ج
 روز افزون پر بلند کر کے آسیب زوال و صدمہ وہاں سے
 محفوظ رکھے اور دوسری سیاست ناقصہ جسے تناب کہتے
 ہیں اُس کے ارتکاب کرنے والوں کی غرض بندگان خدا سے
 خدمت لینا اور اُس کے ملکوں کو ویران کرنا ہی لیکن انہیں
 دوام و قیام نہیں ہی بلکہ مدت قبل کے بیچ نکتہ دنیاوی
 میں پہنچ کر ستمناوت ابدی میں مبتلا ہو جائیں اس لیے کہ
 بادشاہ ظالم کبھی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برت کے
 اوپر ڈالیں ہر آئینہ بنیاد اُسکی مدالت الہی کے آفتاب
 کی پتھر سے گل جائے اور وہ مکان گرتے اور بزرگان
 باریک بین جانیں کہ ان ریزوں سے زر کے جو پیماری پڑے ہا سے

جھین لین گنج خسروی مسموم نہ کر سکیے اور تہی کے
 پانوں سے جو کسی جیوتی کے منہ سے لے لین دسترخوان
 سیمان کا سامان کیونکر ہو * اور جس عود کے ساز کو
 مٹاؤ مٹوں کے مال سے درست کریں مال اس کا نالہ زار
 کے سوا کچھ نہیں * اور جس میالہ مشراب کو بیماروں کے
 خون دل سے بھرین ہنسی اسکی سوا اشک خون کی
 اور خمار اس کا سواد کھہ درد کے کیا ہو) اور کسی فقیر کا
 اگر دلتی پھین لین یقین ہی کہ اس سے زرہ داؤدی نہ بن
 کے * اور ایک چادر کندہ سے جو کسی محتاج سے لوٹ لین
 سند شاہی کا کیا ہو سکے * اور جو سپر تیم بلے نوا کے
 مال سے بناوین مانع تیر قضا ہو * اور جس جو شمن کو
 فقیروں کی وجہ معاش سے درست کریں * دافع تیغ بلا ہو *
 بلکہ زمانے کے تیر حوادث سے اس صاحب دولت نے امین
 پایا * جس نے فقیران صانی دل کے پاک باطن کی پناہ لی * اور
 مقصدون کی نہایت متین پہنچنا اس بلند ہمت کو بسر
 آیا * جس نے سز جانے اور مشکوں پر اقدام کرنے کے وقت
 مدرسے کے رہنے والوں اور خانقہ کے پیشینے ہارون کی توجہ خاطر کو

ہمراہ کیا اور تاج شاہی اس مرد کے سر پر بزمین ہوا *
 جس نے بے سرو مایان تاج بخش سے کمک دعا کی مانگی تخت
 سلطنت جلوہ گاہ اُس شاہ کا ہوا * جس نے تو نگر دل فتیرون کے
 دروازے سے سوال فیض کیا * بیت * در سنجانے پہ رہتے
 ہیں قلندر ہمشے * چھبہنیں اور دیویں جو بخش اسر شاہنشاہی *
 سر دھرتیں اینٹ پر اور بانوں رکھیں گردون پر * دست گاہ دیکھئے
 اور رتبہ صاحب جاہی * سعادت ازلی کے چہیت کش
 جاگوں خوش خرام شہد بزم گام کے مقام متین اشہب
 صبح اور ادہم شام کو اُس صاحب قرانی کے طویلے متین
 باندھیں * بچکے باد با سے عزیمت کا کوچ عاجزان شہدہ بال کی
 صلاح حال اور فراغ بال کی طرف رہے * اور عنایت لہریزی
 نے کمبت باد صبا اور سمند جہان بیما کے بدلے ابرش
 آفتاب اور نقرہ خنگ ماہ کو اُس گیتی سنان کے حلقہ نسیخہ
 اور ریس تقید متین کیا * جس نے بعد لت در اقت کے
 میدان متین خسروان عالی مقیدار سے نیرہ سبقت لیا * اور
 اگلے باد شاہوں کے تیج احوال متین مصروف رہا صاحب زمان
 فل یزدان کی دولت روز افزون کا شاہہ * اس مدعا کی

تحقیق اور اس دعا کی رصدیق پر شاہ عادل ہی * اگر
کوئی دیدہ اعتبار کھولے اور آئینہ بینائی سے خباہتوں کو دور
کرے * اور صاحب سیاست قاضیہ قانون عدالت کا تمک
ہو کر رعایا کو فرزندوں اور دوستوں کی جگہ جانے * اور ہوا
و حرص اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی
کا کرے * اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد ظلم پر اعتماد کرے
رعایا کو غلاموں کی مثال بنا کر چار بابوں کی برابر خیال کرے اور خود
غلام حرص و ہوا کا رہے * جب کہ بمقتضای اسکے کہ آدمی اپنے زمانے
میں آبا اجداد کے مشابہ ہوتے اور بادشاہ وقت کے آئین پر
چلتے ہیں * ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہی *
پر جب سرشتہ انتظام کا سلطان عادل کے ہاتھ ہو تو
سب کی خواہش عدالت اور فضیلت کے حاصل کرنے کی طرف
رہے * اور جو برخلاف اسکے ہو تو لوگوں کو دروغ گوئی اور بد
خوشی کا شوق آوے * یہیں سے ہی کہ حدیث مصطفوی میں آیا
ہی * کہ اگر بادشاہ عادل ہو اسے ہر ایک نیکی کا چور عیون
سے ظاہر ہو ایک حصہ پہنچے * اور جو ظالم ہو تو ہر بد معنی میں جو
ان سے صادر ہو شریک رہے * اور حکیموں نے کہا ہی * چاہئے

کہ بادشاہ مہین سناتِ حصلیقین ہوں * پہلی علو ہمت وہ تہذیب
 و اخلاق سے حاصل ہوتی ہی * دوسری رسائی عقل و فکر
 کی بہ نہایت دانائی اور بہت تجربے سے ہاتھ لگنی * تیسری
 قوت عزیمت بہ عقل و درست اور برتری مضبوطی سے میسر
 آتی ہی * اور اُسے عزم الملوک و عزم الملک جال کہتے ہیں * یہ
 تین چیزیں تمام نیکی اور فضیلتوں کے حاصل کرنے کی اصل ہیں *
 نقل ہی کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً سستی کھانے کی خواہش ہوئی
 اور اس سبب فسادِ عظیم نے اُسکے مزاج میں دخل
 پایا * جتنے طبیب حاذق اُسکے معالجے میں سعی و کوشش کرتے
 کچھ فائدہ نہیں کرتی * ایک دن تمام اطباء کی کتابوں کو
 جمع کر کے فکر میں تھے کہ خاص مذہبوں سے ایک شخص
 وہاں حاضر ہو اجب اُس نے احوال مشاہدہ کیا عرض
 کی کہ یا امیر المومنین این عزامت الملوک یعنی بادشاہوں
 کے دسے عزم کہان * بادشاہ نے طبیوں کو فرمایا کہ اب
 احتیاج معالجے کی نہیں اس لیے کہ میں پھر اس کام کا اقدام
 نہ کرونگا * چوتھی مشکوٰۃ بر صبر کرنا اس لیے کہ صبر کشائش
 مطلب کا وسیلہ ہی اور حدیث میں آیا ہی * کہ جس نے کسی

ذر واز سے کو کھر-کھر-ایا اور لجاجت کی دخل پایا * پانچون
 بہنایت نا آدمیوں کے مال منین طرح نہ کرے * چھتھی شکر یونگی
 موافقت * ساتویں نسب اس لیے کہ بہہ موجب اتفاق قلوب
 اور ہیبت و وقار کا ہی اگر یہ بہہ خصات ضروری نہیں لیکن
 اولیٰ ہی پر بہنایت اور فوج ان چار خصاتوں یعنی علو ہمت و
 عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہی * پس
 یے چار عمدہ ترین خصائل ہیں الحمد للہ کہ حضرت بادشاہ دین
 پناہ کی ذات منین یے صفین تمام موجود ہیں اس لیے اٹھتا
 مرا نسب اہت و اجلال کو پہنچی ہی * جب کہ سابق تمہید ہو چکی
 کہ بادشاہ طیب عالم کا ہی * اور طبیب کو مرض اور اس کی
 علاوٹوں کی پہچان اور اس کے دوا کرنے کی کیفیت
 شناسی سے چارہ نہیں ہی پس ہر آئینہ سلطان پر واجب
 ہی کہ بادشاہت کے مرض اور اس کے علاج کے طریقے سے
 واقف رہے * جب کہ تمدن عبارت ہی ہر طرح کے آدمیوں کے
 مجتمع ہونے سے توجہ تک ہر ایک ان فرقوں منین سے اپنے
 اپنے رتیبے کے موافق رہے اور جب کا جویشہ ہی اس منین
 سفلی رکھے اور وہ معاش کی جہت سے بھی حسب مدارج کے

فراغت ہو تو بے شبہ مزاج عالم کا روش اعتدالی پر رہے *
 اور اور بادشاہت کے منتظم ہوں * اور جس وقت اس
 طریق سے انحراف کرے ہر آئینہ اختلاف کی طرف منبج ہو جائے
 جو سب ہی رابطہ الفت کے قوت جانے کا * اور اُسے خلل
 و فساد رو سے زمین پر برپا ہو * اسلیئے کہ مقرر ہی اصل ہر دولت
 کی اتفاق اس جماعت کا ہی جو معاہدت کے لیئے شخص
 واحد کے اعضا کے برابر ہی کیونکہ اس صورت پر ویسا ہو
 جیسے کوئی دنیا میں پیدا ہو اور قوت تمام لوگوں کی رکھے اور
 ہرگز کوئی منفرد اُس کا مقابلہ نہ کر سکے * اور بہت لوگ بھی اگر
 مختلف اگر اسے ہوں اُس پر غالب نہ ہو سکیں مگر جب انکے درمیان
 اسی طریق سے نالفت پیدا ہو تب اس شخص واحد کے
 برابر ہوں جسکی قوت اس جماعت کے زور سے زیادہ ہی *
 اور کوئی کثرت بدون وحدت نالیفی کے انتظام بنا سے وہی
 وحدت عدالت ہی چنانچہ سابق مذکور ہو ا * پس جب تک
 بادشاہ قانون عدالت پر چلے اور آدمیوں کے ہر فرقے کو اُس کے مرتبے
 کے موافق رکھے * اور انھیں ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے
 منع کرے * تو سررشتہ بادشاہت کا مضبوط رہے * اور جو

برعکس اسکے ہونو ہرگز وہ کینہیں اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش
 غالب ہو اور غیروں کے ایذا دینے پر کمر باندھیں * اور یہ سبب افراط
 و تزییط کے رابطہ الفت کا تو تباہی سے * نجر بل سے معلوم ہو اسی
 کہ جو دولت اور باب دول کے پاس رہی انہوں نے جب تک خصالت
 عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم و مخالفت انکے
 درمیان غالب ہوئی : تھہ سے جاتی رہی * اسلیئے کہ سابق تفریقوں کے
 مطابق اہل زمان بادشاہوں کی جال اختیار کریں * پس جب
 بادشاہ اور اسکے ملازم ظلم و بدعت کی سنی کریں تو ہر شخص کے
 دل میں اور عاظم کا جو خلقت میں پوشیدہ ہی حرکت میں آد سے
 اور خواہش نعدی کی کرے * جیسے اگلے تفریق سے ثابت ہوئیں کہ
 وحدت تعاب کے ساتھ باقی نہیں رہتی * پس بے شبہ یہ طریق
 مزاج عالم کے مگر جائز کا سبب ہی اسی واسطے کہا ہی * کہ ملک کفر کے
 ساتھ آباد رہے اور ظلم سے ویران ہو جائے * اور حکیموں نے
 کہا ہی کہ دولت کو دو چیزوں سے محفوظ رکھئے * ایک
 الفت و اتحاد سے دوسروں کے بیچ * دوسری جنگ و جدل
 سے دشمنوں کے درمیان اس لیے کہ جب مخالفت آسمین
 مشغول رہیں انہیں اور قہد کی فرصت نہ رہے * اور اسی واسطے

جب سکندربادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج
 بے شمار تھی سو جنے لگا کہ اگر انکو چھوڑ جاے مباد اسب اتفاق
 کہہ بن بھر اذکا دفع کرنا مستعد رہو * اور جو انکی بیخ کنی کرے تو ملت
 و مروت کے قاعدے سے بعید ہی حکیم اور بطاطا ایس سے مشورت
 پوچھی بولا کہ انھیں متفرق کر دے اور ہر ایک پر حکومت و ریاست
 جد سے جد سے موضع کی مقرر کرنا آپس میں بگڑ جائیں اور تو
 انکے شر سے محفوظ رہے سکندر شاہ نے انکو طوائف الہاؤک کر دیا *
 اور اسوقت سے اردشیر بابک کے عہد تک کسی کو ایسا اتفاق
 جو بہ سبب اسکے شورش کر کے بسر نہوا * اور سلطانونکو چاہیے
 کہ اصناف خلیق کو ہموار رکھیں تا عندال تمدن کا حاصل ہو * اور
 جیسے مزاج ترکیب عناصر کا انکی ہمواری سے عندال پر رہے
 ویسے عندال مزاج تمدن کا چار صنفونکی ہمواری سے متصور ہی *
 پہلے اہل علم جیسے فقید عالم قاضی نویسنده سے محاسب مہندس
 منجم طبیب شاعر جسکی قلمونکی مدد سے ارکان دین و دنیا کے
 مستحکم اور دے آب کی مثال ہیں چار عنصر میں اور یقین
 ہی کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان ہی داناؤن کے
 نزدیک آب صاف سے صاف ہی بانگ آفتاب سے روشن نہ

ہونے کے * دوسرے سے اہل تیغ جیسے پہلوان و سپاہ اور
 قلمون کے نگہبان اور گھاتیوں کے بند کرنے والے ہیں کیونکہ
 خلایق کی بہود بغیر ان کی تیغ خون خوار کے متصور نہیں * اور
 اسباب بنی و نساد کے بدون انکی آتش تھر کے خاکسمر
 نمون اور وے آتش کے برابر ہیں * وجہ مشابہت کی بیان
 ظاہر اس مرتبے سے ہی کہ محتاج بیان کا نہیں * اس لیے
 کہ آتش کو چراغ سے دھونڈھنا داناؤن کا کام نہیں ہی *
 نیر سے اہل معالے جیسے سوداگر اور صاحب مال و ہنر اور
 پیشے والے کہ ان کے سبب سے کھانے پینے کی چیزیں اور ہر
 قسم کے تحائف موجود ہوں * اور دور دراز کے رہنے والے اقسام
 اقسام طعام اور طرح طرح کے چیزوں سے فائدہ اٹھا دیں *
 مناسبت انکی ہوا کے ساتھ جو نباتات کی نشوونما کی مہمہ اور روح
 حیوانی کی مفرح ہی اور اس کے نموج و جنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے
 تحفے اور نفیس چیزیں سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دارالخلافت
 متن پہنچتی ہیں نہایت ظاہر ہی * چوتھے اہل زراعت (زراعت
 کمرہ والے جیسے چاسی اور دہقانان اور کشاورز) جو نباتات کے تدبیر
 کمرہ والے اور قوت لادبی کے پیدا کرنے ہار سے ہیں اور پہلے انکی سعی

و تردد کے اسباب زندگی گائی ممکن نہیں حقیقت متین یہ لوگ
 معدوم کے موجود کرنے والے ہیں * اس لیے کہ اور فرقوں کی قدرت
 کسی چیز کے موجود کرنے متین نہیں ہی بلکہ ایک موجود کے تئیں
 کسی سے کسی کو یا کہیں سے کہیں پہنچاتے یا ایک صورت کو
 دوسری صورت متین لاتے ہیں مشابہت انکی خاک سے جو
 آسمانوں کے بسر کرنے والوں کا قبلاہ اور مظہر ہی انوار عالم
 پاک اور عجائب مصنوعات الہی کا از بسکہ واضح ہی * اور
 جیسے مرکبات عنصری متین چار عنصریوں کے کسی عنصر کی قدر
 واجب متین تفاوت برتنے سے ذوال اعتدال اور اخٹلال
 ترکیب کا موجب ہونا ویسے اجتماع بدنی متین بھی ان صفتوں
 متین سے بعضے کے غالب ہونے سے سررشتہ بندوبست کا
 نوبت جانا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہونا ہی * لیکن
 ان چاروں فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک
 شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ ہر ایک کا بقدر
 استحقاق کے میں کر دے * اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیوں کے
 پہلے سے لوگ ہیں کہ بالاصالت نیک ہیں جنکا
 احسان ان کے غیر کی طرف پہنچنا ہی * جسے شریعت کے

علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ بہ فریق
 مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عبادت گاہی * اور فیض ازلی کی جاسے و رو و
 اور حسابت لم بزلی کی فرود گاہ بھی لوگ ہیں * اور دو سہری
 فریق ان کے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے میں آئے ہیں * بیت *
 خدا کے لطف اور احسان کے گھر میں * و سے ہیں مہمان اور عالم
 طفیلی * حکیموں نے کہا ہی بادشاہ کو لازم ہی کہ اس فریق
 کو اور ان کی نسبت مرتبہ قرب منزلت سے سرفراز فرما ہے
 اور انہیں سب کے اوپر حاکم کرے * اور کہا ہی کہ جب ارباب
 علم و دانائی درگاہ بادشاہی میں مجتمع رہیں اس کی ترقی
 دولت اور ترفیح حشمت کا آثار ہو * نقل ہی کہ حسن بویہ اپنے
 وقت میں ملک رومی کا ولی عہد اور رکھا اور علما کی خواہش میں
 اپنے زمانیکے بادشاہوں سے ممتاز تھا کسی وقت روم کے
 اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ میں شکر اسلام کی فتح
 ہوئی اور کافروں پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تیراہل روم کا
 شائع ہو گیا * اطراف سے فوج جمع کر شکر عراق کی طرف متوجہ
 ہوئے اور سے ہت گئے اور بعض اسیر و زنجیر ہوئے * بادشاہ
 روم کا دستا اور بند یون کو اپنے آگے بلایا آنکے درمیان ایک

شخص ابو ناصر نام اہل رمی سے تھا جب معلوم کیا کہ وہ رمی کا
 باشندہ ہی کہا کہ تیرری معرفت ایک پیغام کہوں تو اپنے
 بادشاہ کو پہنچا دے بولا البتہ میں خدمت میں حاضر ہوں * کہا
 حسن بویہ کو جا کر کہہ کہ میں قسطنطنیہ سے اس ارادے کے
 ساتھ آیا ہوں کہ عراق کو خراب کر دوں لیکن جسوقت تیر سے
 احوال سے میں نے قحوص کیا معلوم ہوا کہ نیرانیر اقبال اب تک
 اوج کمال کا متوجہ ہی اور مدارج اقبال پر مرقی * اس لیے کہ
 جسکا آفتاب دولت حوض زوال اور مغرب انتقال کی طرف
 جاے اسکی درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالی سقدار اور
 فاضل نام دار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم
 و ابو علی تباعی نہ تین کیونکہ ایسے لوگوں کا گتھا ہونا اور نیر سے
 یا اس ان رفیقوں کا رہنا نیر سے دوام اقبال اور ریادتی جاہ و جلال
 کی دلیل ہی اسبواسطے میں تیر سے ملک کا متعرض نہوا * دوسرے
 سے آدمی ہیں جو بلا صالت بنک ہونے پر نیکی ان کی اور دن کو
 نہیں پہنچی ہی مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنی ہی اس لیے کہ
 جمال کمال انکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الہی سے
 تفلح ہی پر جماعت اگرچہ علیہ کمال سے مٹتی ہی لیکن درجہ تکمیل

سے قاصر * اس طبقے کو معزز رکھا جائیے اور رزق و کفالت سے
 خاطر جمع * تیسرے دسے لوگ ہیں کہ وہ نہ بالا صالت تک
 ذات ہیں اور نہ بد ذات اس فریق کو سایہ امن امان میں مامون
 اور نظر مہربانی کا منظر رکھنا ضرور ہی تافساد استبداد سے
 محفوظ رہیں اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہنچیں * چوتھے
 دسے استخاص جو شریر ہیں لیکن کسی کو ایذا نہیں دیتے ہیں
 اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی اور بجز ملامت اور وعظ
 نصیحت سے انہیں بد کاموں سے بچا رکھنا واجب ہے * پانچویں
 دسے ہیں جو اپنی اصل سے موذی اور بد ذات ہیں لوگوں
 کے ایذا دینے کی فکر میں رہتے ہیں یہ فریق بدترین خلایق اور
 طبقہ اولیٰ کے مقابل ہی جنکی اصلاح کی امید ہو ان کو مؤدب
 اور مہذب کرنا چاہیے اس جماعت میں سے * اور جنکی
 اصلاح کی توقع نہیں اور شرارت ان کی شائع ہو بادشاہ
 اپنی رائے صحیح کے موافق ان کے ساتھ مدارات فرمائے
 اور جو بد ذاتی ان کی نشر پائے ان کی شرارت کو دفع کرنا جس
 طریق سے بہتر و مناسب ہو مشرعاً و عملاً واجب ہے اور دفع
 شد کا ایک طریق جس میں ہی وہ عبارت اس سے ہے کہ اہل

شہر کی آمیزش سے اُسکو موقوف کر دے * دوسرا قید و منع کرنا کار بار سے ہی شہر کے بیچ * تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کر دینا اگر اُن وجوہوں سے مدفع نہ ہو * چہمون نے اُسکے قتل کرنے میں اختلاف کیا ہی * اور اُنکے اقوال میں سے ظاہر تر قول یہ ہی کہ اس عضو کے کاٹ دالنے جو سبب شرارت کا ہی جیسے ہاتھ پانوں زبان یا اُسکے جو اس میں سے کسی کو موقوف کر دینے پر اکتفا کریں * لیکن حق یہ ہی کہ اس امر میں شریعت حق کی تبعیت کرنی ضرور ہی اور قتل و قصاص میں سے برہم عمل حد و دشرعی پر اقدام کرنا واجب و لیکن حد واجب کی زیادت سے محترز رہے * چنانچہ کلام مجید میں آیا ہی * کہ جو شخص خدا کی حدوں سے تجاوز کرے پس تحقیق اُس نے اپنے اوپر ظلم کیا * اور قتل کو اپنا شغل کرنا چاہیئے اور اگر کوئی شرعاً مستحی اُسکا ہو تو رحم بھی نہ کیا چاہیئے * چنانچہ فرمایا ہی کہ رحم نہ آوے سمجھیں سبب اُن دونوں کے خدا کے دین میں * اس لیے کہ جسے طبیب باقی اعضا کی درستی کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز * ہاں کہ واجب جانے بادشاہ بھی جو طبیب عالم کا ہی مدبر اول تعالیٰ شانہ کے حکم سے کبھی حوام نبی نوع کی بہتری کے واسطے اُن میں سے کسی کے قتل کرنے کو مناسب جانا

پھر مشرکوں کو سوارسی کے رعایت کرنے کے بعد انکے مراتب کو
تقسیم خیرات میں محفوظ رکھا جائیگا * پر خیرات کی بنیاد تقسیم
بین * سلامت * و اموال * و کرامت * اور ہر ایک کے واسطے
بمطابق استحقاق کے ان میں سے ایک ایک حصہ ہی جس کے نقصان
کرنے سے اس کے اوپر ظلم اور زیادہ کرنے سے شہریوں پر
جور ہوتا ہے * اس لیے کہ کسی کو بے زیادتی استحقاق
کے اور دن پر فائق کر دینا ان کے اوپر ستم ہی اور کبھی
نقصان کرنے سے بھی شہریوں پر ظلم لازم آتا ہے * اس لیے
کہ جب ستمی کو اسکے رتبے سے گھٹا دین تو بے شہرہ آسکا اور
دوسرے مستحقوں کا دل ٹوٹ جائے پھر اسکے سبب
انتظام ملکی میں خلل پڑے * اور تقسیم خیرات کے بعد بقدر
استحقاق کے محافظت اسکی انکے لیے کرنا واجب ہے اس
طور پر کہ جس کا جو حق اس خیرات میں سے ہی پچا ہے کہ اسے
ذائل ہو * اور زوال کے بعد بھی عوض آسکا نفع استحقاق
سے اسکو دین اس طور سے جو شہریوں کے ضرر پر مشتمل نہ ہو *
اور اہل شہر کے عقوبت کرنے میں حد جو اسے اخراج کیا
جائے * طریق آسکا یہ ہے کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اسکے

لائق تھمرا دے اگر چھوٹے گناہ کے مقابل برسی عقوبت کرے
 تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی اور جو بر سے گناہ کے لیئے نحو رسی
 عقوبت کرے تو ظلم شہریوں پر ہو جکیمون سے بعنے اسی
 ہتین کہ ظلم ہر ایک شخص پر اشخاص گویا شہر کے سب رہنے والوں پر
 ظلم ہی بس مظلوم کے معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہیں
 ہوتی اور مظلوم کے عفو کرنے کے ساتھ بادشاہ کو جو دالی
 اور مدبر کل گاہی عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہی بعضوں نے برخلاف
 اسکے کہا ہی جب غرض اس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل
 یعنی سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ التحیۃ و السلام کے حکم پر مبتنی
 ہی تو اس وجہ سے فیصل کیا چاہیے کہ جو حد و اندہ کی جنس میں
 ہے ہو جسے چوری زنا کاری اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط
 نہیں ہوتی بلکہ بادشاہ بر اقامت اسی واجب ہی اور جو جن
 الناس کی قسم میں سے ہو اگر وہ تصاص یا حد قذف ہی
 معاف کرنے سے ساقط ہو جائے اور اگر تعذیرات کی قسم
 سے ہو جسے ضرب و ایذا و اذانت کی صورتوں میں اکثر آئمہ
 محققین مذہب شافعی رحمۃ اللہ کے اسیر ہیں کہ باوجود عفو
 سستی کے بادشاہ کینہیں تادیب کے لیئے تعذیر اسکی پہنچی ہی

اور یقیناً حکمت اُس کی یہ ہے کہ شہرِ مین سے بعضا ایسا ہوتا
 جس کا ضرر اہل شہر کو پہنچے جسے زنا اور رجوری اور مانند اُسکی
 ایسی امثال مین غفلت کرنی موجب اختلالِ انتظام کا ہی
 اِس لیے عفو کی تاثیر اِس مین نہیں اور بعضا ایسا ہی کہ
 مخصوص ابکھی شخص سے ہوتا اور اُس سے غیر کی طرف
 تجاوز نہیں کرتا جسے گالی دینی * پس ہر آئینہ جسے گالی دی ہی
 اُسکے طلبِ عفو پر موقوف رہے اور جس شہر مینِ نجیر کی
 طرف متجاوز ہونے اور نہونے دونوں کا احتمال ہو وہ سلطان
 کی فکر و رائے سے تعاون رکھتا ہی تا اپنی رائے صائب کے
 موافق جو لایق و مناسب ہو ٹھل مین لاو سے یہیں سے ہی کہ اگر
 متمول کا کوئی وارث خاص نہ رہے وراثت اُسکی بیت المال
 سے علاقہ رکھتی اور حکم اُسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہی
 چاہے قصاص کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت
 کی اُس وقت متروک ہو جب سلطان خود رعیتوں کے احوال
 پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق و کفالت بقدر حق کے عنایت
 فرمائے تحقیق اِس بات کی اُس طور سے ہو سکتی ہی *
 کہ رعایا اور مظلوموں کی آمد و رفت کی راہ احتیاج کے وقت

بادشاہ کے حضور تک رہا اگر سب وقت میسر نہ آدے تو ایک دن ارباب احتیاج کے لیئے ہار عام مقرر کر دے کہ ہر کوئی اپنا اپنا مطلب رو برو جا کر عرض کرے * اور عجم کے بادشاہوں کا ایک ایک وقت میں تھا اور اس میں غوام نلایق کو ہار عام ہونا * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو اہل اسلام کے کسی کام کا والی کرے پھر وہ ارباب احتیاج اور مظلوموں کے اوپر دروازہ موند سے تو جسے سببناہ تعالیٰ اس کی احتیاج کے وقت دروازہ رحمت کا آئے اور بند کرے اور اپنے لطف و مہربانی سے اس کو محروم رکھے * امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جسے کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اسے نصیحت کرتے کہ احتیاج والوں سے جی نہ چھپاے اور ان کے آگے دروازہ نہ موندے * اور حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ نے دعا مانگی ہے * **اللَّهُمَّ مَنْ وَلَّيْنَا مِنْ أُمَّرَائِنَا شَيْئًا فَارْفُقْ بِهِمْ فَإِنَّ رُفْقَ بِهِ وَمَنْ وَلَّيْنَا مِنْ أُمَّرَائِنَا شَيْئًا فَاشْفَعْ عَلَيْهِمْ فَاشْفَعْ عَلَيْهِمْ** * اور اخبار میں آیا ہے کہ فرعون منین ساتھ اتنی نافرمانی و کفران کے دو خاصیتیں اچھی تھیں * ایک یہ

کہ دروازہ مار نام کا شادہ رکھتا اور ارباب حاجت کو اُسکی ملاقات جلد میسر ہوتی * دو سری، بخشش و کرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے باب میں مبالغہ آسکا ایسا تھا کہ روایت یہاں ہی اسرائیل سنن سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور وہ کھانے جو اُس وقت کے مناسب ہیں باورچی خانے میں موجود نہ تھے جب اس بات سے مطلع ہوا اُسکے گھر کی آتش دہکی اور باورچیوں کو تو ر غضب میں خاکستر کیا بعد اُسکے مقرر کر دیا کہ ہر روز اقوام طعام عوام الہنا س کے لیے بیمار ہوں یا ندرست بیمار رہیں اور ہر شخص کے موافق طعام پہنچایا کریں * جب جلال الہی کا طوفان غضب اُتھنے لگا اور مشیت ازیلی نے اُسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضای اس آیت

کریمہ کے جسکے منجے بے ہیں * کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں تغیر کرتا ہی اس

چیز کو جو قوم میں ہی مگر جب تغیر دین قوم اس چیز کو جو انکے نفسوں میں ہی دو نون خاصیتیں برخلاف اُس کے ہو گئیں پھر بے نیازی

اُس کی اس مرتبے کو پہنچی کہ بیچ روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا * اور عقائد مغرب کی مانند گوشہ غروب میں ہانکے خفا میں مدہر کی مثال ادھار کے گونے

مین پو شبیدہ ہوا * بغیر ایلیس اور اسکے لشکر کے کسی کو
 تھرت ملاقات کی نہ تھی * چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب
 خلعت زکرم سے متحاج ہوئے اسی رات خدا کے حکم سے اسکے
 دروازے پر آئے ایک برس تک وہاں تھے ملاقات بسر
 ہوئی * ایک دن اسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق
 استہزا کے عرض کی کہ ایک عورت عجیب سموع ہوئی
 ہی ایک شخص اس طور پر دروازے سے مین کھڑا ہی اور
 کتا ہی کہ مجھے خدا نے بھیجا ہی اور کبک پیغام رکھتا ہوں *
 فرعون نے کہا اسے باوایا چاہیئے کہ اسکے ساتھ ہنس اور سحر یہ
 کو مین جب حاضر کیا بندہ اس مناظرے کے جس سے کلام حقائق اعلام
 ظاہر ہونے لگے ہر چند یہ بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے
 لیکن اسکے دل آہنیں سے زنگار شرک دور نہیں ہوا اور
 باوجود ثعبان مبین کے جو گنچ ایمان کی طرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہیں آتا
 بلکہ ہر لحظہ سانپ کی مثال ہر ایک سو راخ سے سر نکالنا
 یہاں تک کہ کام اسکا عاقبت خرابی کی طرف آیا اور خاتمہ
 بد کو پہنچا اور بخل اسکا اس درجے کو پہنچا کہ بد و ن کرام الکاتبین
 کے اس کے کھانے پینے کی خبر نہیں ہوتی * اور سو اگس کے

کوئی اُس کے دستار خوان پر نہ بیٹھنا * یہاں تک کہ مورخین
 مقبرے تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جس دن موسیٰ علیہ
 السلام نے حکم سے الہی کے نبی اسرائیل کے ساتھ معمر
 سے کوچ کیا اور فرعون انکے پیچھے چڑھ دوڑا اس کے تمام
 باورچی خانے میں بغیر ایک گوسفند گرگین کے ذبح نہیں ہوا
 تھا * اور اُس کے جاگ سے غذا مقرر کی اور گوشت سبیلان یعنی
 ہٹا کے لیئے رکھ دیا کہ معادوت کے بعد اپنے خواص کے ساتھ
 تمول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے اسکے اور اسکے شکر یوں
 کے لیئے شجرہ رقوم سے حاضر ترتیب دیا تھا * حکیموں نے کہا
 ہی کہ بادشاہ کو تین چیزوں کی رعایت کرنی ضروری * اول
 مالک و خزانے کو آباد رکھنا * دوسری رعیتوں پر رحم و مہربانی
 کرنی * تیسری یہ کہ برے کام چھوٹے آدمیوں کو فرمائش
 نہ کرنے * اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے خاندان
 سے چار ہزار ہرس کی دولت کے جائز کیا گیا تھا * بولا
 کہ معظّم امور جو عقلا کے لائق تھے ادما لوگوں کے حوالہ کیئے * کہا
 ہی کہ بنا عدالت کی مضبوطی دس قاعدے پر ہی * ایک وہ ہی
 کہ جو فضیہ رو مداد ہو فرض کرے کہ خود رعیت ہی * اور دوسرا

بادشاہ * پس جو اپنے اوپر گوارا نہ جانے رہا یا بوجائز نہ رکھے *
دوسرا یہ کہ ارباب احتیاج کے انتظار کار و ادارہ نو * اور
اُس کے خطر سے سے ڈرا کر سے * حکیم ارسطاطالین نے سکندر
کو کہا اگر تو اعانت خدا تعالیٰ کی چاہتا ہی تو داد خواہوں کی مدد
کرنے میں مرعت کر * تیسرا یہ کہ اپنی اوقات کو شہوت
ولذت جسمانی میں مصروف نہ رکھے کیونکہ ویرانی ملک کے
سیبوں میں سے برآسبب یہی ہی بلکہ فراغت و راحت
کے وقتوں سے کچھ نہ بیرملکی اور رعیتوں کی بہتری میں صرف
کر سے * کوئی حکیم کسی بادشاہ کو نصیحت کرنا تھا کہ خواب
خفیات میں نہ مار کر کہ غنیمت مرنہ اٹھائے * اور کوئی تیسری شکایت
خدا کے نزدیک نہ لے جائے اور اتنا مت سو کہ تیسری عمر بر باد
ہو جائے اس لیے کہ دولت اور عمر دھوپ کے برابر ہی کہ صبح
کو ایک دیوار اور شام کو دوسری دیوار بر ہوتی ہی اور
ایسا کر کہ تو دنیا کو کھائے نہ میر سے تین دینا کھائے * جو تھابہ
کہ سرشتہ کار و بار کار فق و مدارات پر رکھے نہ فحشے اور ناک
چرہ ہانے پر * پانچواں خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی میں
دھونڈھے * چھٹھا خوشبودی خلق کی مخالفت میں خالق کی پناہ *

ساتواں یہ کہ جب اُس سے حکم چاہیں عدالت کرے اور جس وقت مہربانی طلب کریں عفو کر دے اور اس واسطے کہ خلایق پر مہربانی کرنا حق تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہی چنانچہ حدیث صحیح سنیں آیا ہے کہ بخشش کرنے والا ان کو خدا بخشش کرتا

ہی اہل ارض کے اوپر رحم کرو تو اہل سماں پر رحم کریں اور آسمان وہی کہ اہل حق کی صحبت کا خواہان رہے اور پند و نصائح سے آزر دہ نہ ہو اور نوان یہ کہ ہر شخص کو مرتبہ استحقاق پر رکھیے اور سوان اُس پر اکتفا نہ کرے جو آپ ظلم نہیں کرنا بلکہ ایسی تدبیر سمجھو اسے کہ عملی اور شکر می اور رعایا میں سے کسی کو مجال ظلم کا نہ رہے اس لیے کہ بموجب اسکے کہ تم سب نگہبان

ہو ہر کوئی پوچھا جائیگا اپنی رعیت سے جو فساد ممالک میں برپا ہو بواسطہ اسے کہ تدبیر ممالک کی اسکے ہاتھ تھی اُس سے پوچھیں گے اور اخبار میں آیا ہے کہ امیر المومنین عمر ابن عبد العزیز کو کہ نہایت عدالت اور ازبکہ تقویٰ و طہارت میں موصوف تھا چنانچہ اُسے خلیفہ خاص کہے تھے بعد وفات کے خواب میں دیکھا اُس کے حال سے سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطہ حجاب میں ڈال رکھا بسبب اسکے کہ ایک

پل کے اوپر گزرا، پڑ گیا تھا کسی بکری کا یا ٹون اس میں آ گیا اور زخمی ہوئی میرے تئیں عناب کیا کہ کیا لازم ہی کہ جب جلائق کے نیک و بد کا سررشتہ میرے عہد سے منہ رہے تو بند و بست امور میں سستی کرے * پس چاہیے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت کے حاصل کرنے کے لیے ناکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے اور روح کا عقل سے ہی * دوسے قوام مدینہ کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور سیاست کا حکمت سے ہی جو عین شریعت ہی * تا مورجمہور قواہد بشرعی پر منظم رہیں جب اسے راست سے بھر جائے خوب و آبادی ہانک کی برباد ہو * افلاطون نے کہا ہی کہ قوانین شریعت کو یاد رکھو تو شریعت تیرمی حافظ ہو * جب درستی عدالت کی روش سے ظہر ہو تو عنان ہمت و فضل و احسان کی طرف پھیرے اس لیے کہ کوئی خصالت، بخشش اور جود سے بہتر نہیں ہی * چنانچہ نفیسیل سے ظاہر ہو الیکن احسان معنی نقاد براستحقاق کی رعایت کرنی واجب ہی اور چاہیے کہ وہ ہیبت و شہمت سے ملا ہو اس لیے کہ احسان بے ہیبت کم زور و نیکی بے پروائی کا موجب اور سبب

زیادتی طمع کا انہونکے ہو اور اگر مثلاً تمام ملک کے خراج کے برابر کسی کو
 دے بھیجئے تو راضی نہو اور سطا طاکیس نے کندر کو نصیحت کی چاہیئے
 کہ مظلوم بچھہ سے دہشت نکرین تا عرض مطلب نجیبی کر سہیں
 شکر ہی اور زیر دستوں پر تہری ہیبت بہت ہو تا ظلم و ستم
 پر اقدام نہ کریں حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
 والسلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار نجلیات جلالی و جہالی
 اور محل آثار عظمت الہی اور ایبت نامستہاہن کے تھے رعب
 اس مرتبے رکھتے تھے کہ ابوسفیان جب شرف اسلام سے
 مشرف نہیں ہوا تھا عہد و پیمانہ کے لیئے حضرت کے پاس
 آیا جس وقت رحمت ہو گیا کہا تم خدا کی ہی مشین نے بادشاہ
 اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب و
 ہیبت ایسے دل میں نہیں پایا اور خوش خالق اور لطف و
 مہربانی بھی آپ کی ذات میں ایسی تھی کہ ایک دن کوئی
 عورت حضرت کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطلب کرے
 یقیناً یہ سب اسکے کہ انوار قدس کی چمک طلعت صفا طینت
 یمنجبری میں نمایان تھی از بسکہ خوب اس عورت کے
 شر سے ظاہر ہوا جب اسے آگاہ ہوئے فرمایا میں عرب

کی ایک عورت کا ترکا ہون جو گوشت خشک کھاتی * غرض
 اسے آپ کی یہ تھی کہ خوف و ہراس اس کے دل سے
 دور ہو اور غرض مقصد کر کے * منکر و نیک ساتھ نیکر کرنا سبب ہون
 زبردستوں سے تواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہی *
 اور عادات سلطانی سے اہم یہ ہی کہ اپنے اسرار پوشیدہ
 رکھیں تا فکر و راسے کی جولانی پر قادر اور دشمنوں کے مکر سے
 غارغ رہیں حضرت پیغمبر خدا ﷺ جب کسی جماد کا عزم کرتے
 لوگوں کو گمان سنن دالتے کہ اور مقام کو جانے نہیں حالانکہ آیت
 خاطر حضرت کا غبار کذب سے صاف و مرفعاتھا بامکہ یہ چلن اختیار
 فرماتے کہ مثلاً اگر کسی جانب کا ارادہ رکھتے اور مقاموں کا
 استفسار کرتے اور وہاں کا حوالہ پوچھتے تو لوگوں کو مضرت ہو کہ
 شاید ارادہ وہیں کار کھتے ہیں * حکیموں نے کہا ہی کہ اخلاص
 راز کا طریقہ یا وجود احتیاج مشورت کے آدمیوں سے یہ ہی کہ
 جو لوگ عقل و دانائی متن کامل ہیں ان سے معالجت پوچھنے
 اور سفید و کم عقلوں سے اپنا بھید چھپا سے پھر بعد ارادہ
 مصمم کے ان کاموں پر اقدام کرے جو بحسب ظاہر برعکس
 اسکے ہوں * پر انہیں بھی مہالندہ نہ کیا چاہیے کہ موجب تہمت کا

نہو بلکہ انہیں بھی ان معاون سے بلا دے جو موافق عزم
 مقصود کے ہیں اور مخالف کے تفحص احوال سے ایک م غافل
 نہ ہا چاہیے بلکہ جاسوس اور ہرکار سے اسکے پنجس امور
 معنی لگا رکھے اور انکے احوال ظاہر سے نفینش احوال باطن
 کی کرے اور ان کے قصد و عزیمت پر واقف ہونکے لیئے ان
 حواشیوں سے استفسار کرنا جو کم عقلی معنی موصوف ہیں
 اصل عظیم ہی * بلکہ اسباب معنی بہتر یہ طریق ہی کہ ہر ایک
 سے گفتگو سے دوستانہ کہا چاہیئے کیونکہ ہر ایک شخص کا
 ایک دوست ہی کہ اُسے وہ مانوس رہنا ہی اور اپنے دل کی بات
 اسے کہنا ہی شک نہیں کہ اس آہنرش کے درمیان ہر شخص کے
 کمون خاطر سے خبردار ہو سکے * جب کسی سے آثار مخالفت
 کے معلوم ہوں تو مقدر بھر سعی اسکی کرنا لازم کہ آتش فتنہ کو آب
 صلاح سے بجھائے اور اگر یہہ کوشش مفید نہو تو جب تک تدبیر شایستہ
 اور حیل بر حسنہ سے رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ کا نہ کرے
 اور دشمن کے دفع کرنے معنی حیاہ کرنا یا جھوٹی کہا نیوز کا لکھنا
 معیوب نہیں ہی * پر جھوٹہ کہنا یا فریب دینا کسی وقت جائز رکھے
 اور جو ضرورت داعی جنگ کی طرف ہو تو بہر دو صورت سے خالی

پین یا بادی یعنی پیش دستی کرنے والا یا دافع یعنی ماننے والا ہی
 اول صورت معنی ارادہ خیر ہی کا رکھے * اور البتہ امور دینی یا
 قصاص کے ایسے یا اس حق کے واسطے جو مخالفوں کے ہاتھ میں ہی تھے
 نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اس لیے کہ پیش دستی کرنے والا اکثر
 مغلوب ہوتا ہی مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھے * اور جب تک
 سب شکر ایک دل اور ایک زبان نہوں لڑائی کو نہ چلا چاہیے *
 اس لیے کہ دو مخالف کے درمیان جانا اپنی جان پر کھینا ہی * اور مقدمہ
 بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کے دو بد و نہو کیونکہ اگر شکست
 پاوے نہ ارک سے ہاتھ دھوے اور جو فتح ہوخت اٹھاوے
 اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھوے * اور جو ماننے والا ہو
 اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہی تو خفیہ شب خون کے ارادے سے
 دشمن کی فوج میں جانا بہتر ہی * اس واسطے کہ اکثر اتفاق ہو ہی
 کہ جن بادشاہوں نے ان کے ٹاکوں پر لڑائی کے ارادے سے
 چڑھائی کی ہی مغلوب ہوئے * اور اگر طاقت مقابلے کی نہیں ہی
 تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر میں مصروف ہو لیکن اسپر اعماد
 نہ رکھا چاہیے * حکیموں نے کہا ہی کہ جو قلعہ کے درمیان رہے گرفتار
 ہوئے بلکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیے حیلے حوالے اور یہ سے

دینے کو دسیا کر سے * فوجوں کے بندوبست کے لیے اسے
 آرمیوں کو مقرر کیا جاہیے جو شجاعت منین مشہور اور حسن
 تدبیر اور فہم و دانائی منین موصوف اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہو
 ہر کرائسی کی شر اڑ منین سے شرط اہم بیدار مغر رہنا اور ہاسوس
 لگا کر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت عقبہ و صرفہ
 منین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی فائدے کی توقع نہ سوچے فوج
 و شکر اور اسباب جنگ کو ضائع کرنا عقل مصالحت اندیش کے
 نزدیک مذموم ہی * حکیموں نے کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا
 جاہیے مگر لاچارگی کے وقت اسلئے کہ یہ حرکت علامت نامردی
 کی ہی اور سبب ہی دشمن کے دلیر ہو جانے کا * اور جو کوئی
 کرائسی کے درمیان جو نامردی سے نام پیدا کرے انعام و اکرام سے
 اس کو نوازشیں کرنا اور اس کی حسن خدمت کے بدلے اچھے
 تحفے اور القاب شاید سے سرفراز کرنا واجب ہی اور
 دشمن خیر کو چھوٹا نہ جانا جاہیے کلام شریف منین آیا

 ہی * کہتے گروہ قابل خدا کی حکم سے غالب ہوئے جماعت
 کثیرہ * اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل نہ جاہیے اور جنگ
 کسی کو زندہ اسیر کر کے قتل کرنا مناسب نہیں اسلئے

کہ بندہ یوں سینے بہت سے قائم سے ہین جسے غلام کرنا دھروہر
 رکھنا فدیہ دینا اور اس سینے و شمنون کی دل جمعی
 ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی مشرک اسکا ہی غنیم کے اوپر فتح پانے سے
 انکو قتل کرنا جائز نہیں مگر جب بے قتل کئے انکی شرارت سے
 بچ نہ سکیے * اور بعد تسلط کے مذموم خاطر سے غبار بغض و حسد کا
 چھارہ ڈالے اسلیئے کہ مخالف اب غلام و رعیت کے برابر ہی
 پھر اپنے بندوں اور رعیتوں کا ارادہ رکھنا قاعدہ عدالت سے دور
 ہی * کجسمونکی کتابوں میں مذکور ہی کہ جب کس نے کسی
 شہر پر فتح پائی اور اسنے شمشیر کو غلاف نہ کیا اور سطا طائیس نے
 اسے ایک خط عناب آمیز لکھا مضمون اسکا یہ ہی * کہ اگر تیرے
 میں ظفر پانے سے آگے مخالف کے قتل کرنے میں ضرورت تھی
 اب بعد غلبہ کے تجھے ان بیچاروں کے مار ڈالنے میں کبنا نفع ہی *
 اور عفو کرنا بادشاہان اولوالعزم کے خصالوں سے ہی * اور شاہ
 اقبال کا موجب زینت ہی اور باعث استو کام قواعد جاہ
 و شہرت کا * کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمام تر ہو پر حسن عفو
 بیشتر ظاہر کرے * مامون نے جو ضابطہ عقد خلافت اور رابطہ نظم
 جلالت کا تھا کہا ہی کہ گنہگار لوگ اگر جانتے کہ عفو کرنے میں

کیا لذت میں اٹھانا ہوں تو گناہوں کو بطریق بہشائس کے میرے پاس لاتے اور یہ مقرضاً اس کے لیے انھیں پیدا کیا ہے *
 غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے بہرہ ہی کہ شاہد وجود
 حقیقت مسند مجاز معنی ظاہر ہو * اور رحمت و عفو الہی کا جمال
 عجز و قسور بشری میں جلوہ دکھائے * جنانچہ حدیث معنی آیا ہے

کہ تم اگر گناہ نہ کرو تو حضرت خدے تعالیٰ ایک خلقت اور پیدا
 کرے جو گناہ کریں تو رحمت بے علت اس کی مرآت عفو معنی
 نظر آوے * پس زیور عفو سے آراستہ ہونا مہیا اسے حقیقی
 سے جو نیکو نگاہ ششم ہی نشیب رکھتی ہے * جب ذہن سلیم
 و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہان بانی تالی
 حضرت صاحب قرانی درست کرنے والے قواعد کشورستانی
 کے تین بار یکایان رسوم سلطنت کی اور حقیقین آداب مہمکت
 اور سرداری اور پوشیدہ بائین اسرار حکمت کی اور
 نادر بائین احکام ملت کی مہم قدسی کی نقیب و معلم غیبی کے
 فیضان سے بے واسطہ تعلیمات کسی اور تعلیمات انسی کے
 حاصل ہی اور ذات مقدس اس کی اور سکھایا میں ہی نے
 اسے علم کے بلند مرتبے میں داخل ہی تو اس کی زرعیت معنی

ربان کھو لیا اور اس کے بیان کا دم بھرنا مجھ سے فقیر خیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور فضاہ خوار اہل براعت گاہی تو انہیں ادب سے بید ہی ہو کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان کبوتریں قاعدہ حکمت کا بنا داناؤں کے در بیان اپنے تئیں محل طمن اور مستحی لسن کا بنا نا ہی ہو فی المثل قوت علمی کے ظاہر کرنے کے لیے اگر دقائق بلاغت میں سے کسی دقیقہ کو بیان کیا چاہیں تو حضرت خاقانی صاحب زمانی کے در ثانی کی سیرت کو ہیے گا ملاحظہ کرنا کافی ہی اسی لیے کہ بے شائبہ تکلیف و تعسف کے باقتضا سے ندوین کتاب ایجاد گوین کے صفحہ الواح قابلیت انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کر دے ہو کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الہی کا جامع اور نائیدات غیر تباہی کا عادی ہر مقابل اس کے صنع اور اصطناع کے قلم اور ایجاد و ابداع کے خانے سے پیدا نہوا ہو جب تک خسرو خورشید مسند نشین جا رہا باش فلک چارم گاہی ہر چند سیار ان اجرام سپہرائے چراغ روشن کے ساتھ گرد جہان کے بھرتے ہیں کسی جہاندار کو اس جاہ و حشمت کے ساتھ نہ دیکھا ہو اور کسی صاحب قرآن کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سے نہیں سنا ہو اللہ تعالیٰ

آسمان بادشاہت کے اُن دوستار و نیکو جنکی انظار عنایت کی برکت سے سطح جہان گلشن اور اُنکے انوارِ رحمت کی چمک سے زمین و زمان روشن ہی اوج اقبال و پایۂ اجلال پر رکھے کر حُبض و بال اور رہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اُنکی افواج سعادت اور جنود دولت کے نمین مانند سلسلہٴ زمان کے ثانی کو اول کے ساتھ متصل و مفرد رکھے * آمین آمین تم آمین * پانچ پیران لمعہ * بادشاہوں کے خدمت کے آداب اور دولت مند و نکی رسوم سنیں * بادشاہ اور حکام کے ساتھ عوام الناس کے چلن کی روش بہہ ہی کہ اپنے دل و جان سے اُنکی دوستی اختیار کریں اور زبان سے حمد و ثنا اُنکی کیا کریں * اور ہاتھ یا نون سے اُنکی طاعت اور خدمت گزاری کی راہ سنیں دورِ دہانپ کریں * اور اُنکے امر و نہی کے قبول کرنے سنیں اگر بر خلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرٹھ اٹھ سچی کے بجالا دیں * اور اُنکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہی خوشنودی سے ادا کریں اس بات سے ہرگز سہڑ نہو رہیں * اور ظاہر و باطن سے اُنکی تعظیم و تکریم کا کوئی دقیقہ فرود گذاشت نہ کریں اور ضرورت کے وقت جان و مال کو اُن پر تصدق کریں * ایسبے کہ دین و دنیا اور آل اولاد کی حفاظت اُن کی ذات عالی پر

موقوف ہی * اور جو لوگ ان کے خادموں کے مشہور معین ہیں انہیں
 چاہیئے کہ اپنے رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نہ کریں * اسلئے
 بادشاہوں کی صحبت کو آگ کے درمیان جانے اور شیر کے ساتھ
 اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہی * اور سچ ہی کہ آداب سلطان
 کی رعایت نہایت مشکل کام ہی ہر کسی کو اُسکے عمل کرنے کی
 تاب نہیں * طریقت کے مشائخون متین سے بعضوں نے کہا ہی کہ
 جس نے بادشاہوں کی خدمت نہیں کی وہ گویا تعلق سے خالی ہی
 اُس سے راہ طریقت کا چلنا نہیں ہو سکتا * اس واسطے کہ بموجب اسکے
 کہ بادشاہ ظل اللہ ہی ان کی مجلس خاص کے آداب کی رعایت
 کرنی کہاں فسانی اور رسوم طریقت کے بجا لانے کا سبب ہی پھر حکو
 انکی بارگاہ متین مداخلت ہو چاہیئے کہ جو کام اُسے منقض ہو دے
 اسی متین مشغول رہے اور رخصت لائے اور کاموں متین دخل نہ کیا کرے
 اور حاضر بائیں اسطور سے اختیار کیا چاہیئے کہ جب اُسے طلب کریں
 حاضر ہو * اور بہت حاضر بائیں سے بھی جو پہنچانے والی ماندگی کی طرف
 ہی محترم رہے اور جو کچھ ان سے ظہور پیاو سے صدق و ارادت سے
 اسی کی مدح و ثنا کیا کرے نہ نفاق کے طور سے کیونکہ جو ان سے
 صادر ہوتا ہی البتہ کوئی دینہ جیل اُسکی ہوگی * پس اُس وجہ کہ

اسے سبھا کر کے اچھے طور سے بیان کر دے اور اگر کسی کو ان کے نصیحت کرنے کا مرتبہ ہو تو ملائمت اور حسن آداب سے عرض کرے اس لئے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین کے حق میں امر معروف اور نہی منکر منہ درستی کرنی نہیں پہنچتی بلکہ سوا نصیحت شایستہ اور بیان برجستہ کے ادب کے رو سے چارہ آفکام نہیں ہی * حضرت جن تعالیٰ کلام اعجاز اعلیٰ میں موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے ساتھ کلام کرنے کے لیے فرماتا ہی *

کہ تم اس سے ملائمت کے ساتھ بات کر دو شاید اُس کو یاد رکھے اور دُور سے * اور جو وزیر مشیر ہی اگر بادشاہوں سے خلاف مصلحت کی رائے سے زود ہو پہلی بار تبعیت و موافقت کرے بعد اُس کے بطریق سہوات کے اس خیال کو اُن کی خاطر سے دور کر دے * کیونکہ حکیموں نے کہا ہی کہ بادشاہ اور حکام سب کی مانند ہیں جو کسی بہار سے بچے اگر کوئی اُسے ایک بار کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئیں و رطہ ہلاک میں ڈالے ولیکن اگر پہلے چھوڑ دے اور آہستہ آہستہ تدبیر سے ایک طرف کو نفس و خاشاک سے باندھے تو پھر ناس کا آسان ہو * اور کس وجہ سے اُن کے افسانے راز کا خیال کیا جا ہیے * بلکہ

ہر مقدور مخفی رکھنے کی سعی کرے * جب بہ وقت اُسکی
 طبیعت سنن مستحکم ہو تو اخلاصے راز اُسپر آسان ہو جائے *
 اور رجانا چاہیے کہ ہمت بادشاہوں کی باند ہونی ہی اسی سبب
 خلق اسم کو ان کے ساتھ مقام اطاعت سنن رہنا ضرور *
 اور کبھی کسی امر سنن ان کی طرف تقصیر و خطا کی نسبت
 نہ کرے اگرچہ برے مرتبوں سے ہی * اور جو کسی کام کا قصور
 ان کے اور اپنے درمیان دائر ہو تو اپنی خطا مان لینا ضرور ہی *
 اور ان کے دامن عصمت کو عیب و نقصان کی گرد سے صاف
 رکھے * نس سمجھے اپنے شبین حسن تدبیر سے بچائے * اور ان کی
 رضا جوئی کی فکر سنن مبالغہ کیا چاہیے * ہرگز اپنی خوشوقتی کے
 درپہی نہ رہے * جب بہ قاعدہ مقرر کرے تو جس سنن خوشی
 اپنی اور خداوند نعمت کی ہو * پہلے خداوند کو خوش
 کرے کہ اُسکے ضمن اُسکی بھی خوشی حاصل ہو * اور اُسے
 مقصد حاصل کرنے کے لیے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیے اور
 المحاح و مبالغہ کرنا چاہیے اور حرص سے اجتناب اور قناعت
 سنن کو شش کرنا ضرور * گویا کہ دنیا اُسکی کو چاہتی ہی جو
 اُس سے منہ پھیرے اور جو کوئی اس کو چاہے وہ اسی

پتھر دے * چنانچہ حدیث شریف منن آیا ہی جس کے منع پہ

ہین * دنیا کو چھوڑ دے پس وہ علی الرغم تیر سے پاس
 آدے * اور تو ریست منن ہی کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو فرمایا ہی *
 امی میری دنیا تو اس کی خدمت کر جو میری بندگی کر سے اور
 اس کی خدمت نہ کر جو تیری اطاعت کر سے * اور چاہیے کہ
 بادشاہوں کے ایسے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور انکے
 وسیلے سے اپنا مرتبہ حاصل کر سے * اور ان کے خاص مال پر
 طمع نہ کیا چاہیے * تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع
 بہت اٹھائے اور ان کے نزدیک حرمت و عزت پائے * اور
 ان کے حضور اپنے تئیں اساد کھاوے کہ تھوڑے کیفیات
 سے اپنی جان و مال کو ان پر تار کر دے * کیونکہ اگر اچانک اس
 بات منن کچھ مناکشہ در میان لاوے تو بہوجب اس حدیث

کے جسے منع پہین * کہ انسان کو جس سے منع کریں اسی کا
 حریص ہوتا ہی حریص ان کی زیادہ ہو * اور کھیمون نے کہا ہی *
 کہ جس کو جس کام سے منع کریں وہ اسپر حریص اور جسکی خواہش
 و لاوین اس سے بیزار ہو * اور چاہیے کہ جان و مال سے انکی
 آراہش طلب کر سے نہ اپنا تحمل * اور جو چیز خاص انکی ہو جسے

سواری اور لباس اور نظیر اُسکی ہرگز اُس منین مشرکت نہ کرے اس لیے کہ بلادی کے سبب اپنے تئیں عقل زوالی اور مقام وبال منین دالنا ہی * اور کسی امر منین اگر چہ وہ ادنیٰ بھی ہو اُنکے روبرو اپنی بے پروائی نہ دکھاوے اور ہر دم اُنکے حکم احکام پر راضی رہنا شمار اپنا کرے * سبحان جن داؤد علی نبیا و علیہما السلام کے صحیفے منین مرقوم ہی کہ اپنی طرف خطاب کر کے فرمانے ہیں کہ امی دل بادشاہوں کو پھیرت جان اور اُنکی باتوں کو مان اور اُن سے ایسی بات کا جس سے ایذا نیر سے تئیں یا اور کو پہنچے قصد نہ کر * کہو نگاہ اگر اُس سے ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش غضب منین نو کر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئیں بادشاہ حقیقی کے دریا سے تھر کے پیچ دباوے * ابن مقفع کے آداب منین لکھا ہی کہ اگر سلطان نجھے بھائی کہے تو اُسکو خداوند نعمت کہا کر اور کتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم منین اُسکی مبالغہ کر اور جب اُسکے پاس کسی نوع کا تقرب نجھے حاصل ہو تو خلوت منین گفتگو کے درمان بہت ساق اور نضرع مت کر کہ وحشت و بیگانگی کی علامت ہی * اور بہ زبان پر نلا

کہ میرا کچھ حق نچھہ پڑی یا خدمت سابق کا کچھ اجر بانگہ پھٹلی
 خدمتوں پر اگلے حقوق کو سر نو سے موقوف اس طور پر رکھا
 چاہیے کہ استحقاق ادلی کا حقیقت آخری سبب قوی ہو *
 اس لیے کہ سالطین بانگہ اکثر اشخاص ایسے ہیں کہ جس حق
 کا آخر اول سے منقطع ہو جائے فراموش کرتے ہیں * اور
 وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہیں ہی * اور
 وزیر کا کوئی مددگار امانت داری کے برابر نہیں * اور اگر خدمت
 منین سر فراز رہے چاہیے کہ خداوند کی خنگی یا گالی سے آزر دہ
 نہو * اور ہرگز اس سے کچھ گرانی دل منین نہ لاوے * اور اگر
 معلوم کرے کہ مخالف اُس کے ساتھ مکر و فریب کے مقام منین
 ہیں سبب اُس کے اصلاً متغیر نہو * اور ان سے بغض و حسد
 ظاہر نہ کرے اس لیے کہ یہ حرکت اور بھی ان کی تذویر کا
 موجب ہو اور اگر خصومت کی طرف متغیر ہو تو عز و وقار کے دائرے
 سے باہر بجائے * بانگہ جواب اسکا علم کے طریقے سے دے * کیونکہ
 عالم کو ہمیشہ غلبہ رہنا ہی * اور مجلس سلطانی کے آداب سے
 یہ بھی ہی کہ ہرگز ان کے حضور کسی سے مشورہ نہ کرے *
 اور اگر سوال اور سے کہیں جواب کا اقدام کیا چاہیے بانگہ

رعایت اس ادب کی ہمیشہ ضرور ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا
اس لیے کہ یہ طور حقیقت معنی قائل کی نخت کا سبب اور سائل
و مسیول کے بھی استخذانات کا موجب ہی اگر سائل کہے کہ
میں تجھ سے نہیں پوچھتا ہوں تو مرکز قائل کو جواب کی سبیل
نہیے اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جواب تک جماعت
سے پوچھیں جواب دینے معنی سبقت نہ کرے * اس لیے کہ
ہے شک ان کو خوش نہ آوے * اور اس کے کلام کی
عیب جوئی کریں * اور اگر چہ کارہ یہاں تک کہ اور اشخاص
جواب دین اور ان کی باتوں کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر
اگر ان پر کچھ فوہیت رکھنا ہو عرض کر سے سب رعایت
ادب کے ساتھ ہو شاید ہی اسی ظاہر ہو و سے اور
جاہیئے کہ جن لوگوں کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی
معنی ہی ان پر اپنا تقدیم نہ ہونڈھے * اور یہ سب اس کے
ربخیدہ خاطر نہ ہے * کہ سے لوگ بغیر فضیلت کے مرتبہ تقرب
معنی اس کے اوپر زیادہ ہیں * اس لیے ہر ایک شخص کی اگرچہ
وہ نہایت عالیجاہی معنی ہی ایک نوع کی مناسبت ذاتی
کسی کے ساتھ ہو سکتی ہی * اگرچہ وہ غایت پائین درجے معنی

ہی اور وہی مناسبت سبب ہی محبت کا اور حاصل کرنا اسکا
 دائرہ قدرت سے باہر ہی * بس اپنے تئیں اُسکے سبب گران
 خاطر نر لکھا چاہیے * اور شاید سابق سے حقوق اُسکے ثابت ہوں *
 کہ اور دیکو اسپر اطلاع نہو * پھر منافستہ اُسے باعث ہو
 بادشاہ کی آزر دگی کا * بانکہ لازم پیر ہی کہ اپنی خواہش کو
 مرطقتاً فراموش کر جائے * اور اپنے ارادے کو سلطان کی
 مرضی کے تابع کیا چاہیے * جیسے سابق بھی مذکور ہوا جب تک
 دو شخص ایک نہیں ہونے اتجا دکارابطہ مربوط نہیں ہوتا *
 اور جس وقت ایک شخص اپنے قائد سے سے درگزر سے
 اور انکے درمیان سے مخالفت بانکہ معاشرت اُتھ جائے وحدت
 کی برکت سے سب کام انکے درست ہوں * جھتھا لمدعہ *
 دوستی کی فضیلت اور دوستوں کے ساتھ گزاران کرنے میں *
 جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ انسان کمال خاص کو پہنچنے کے لیے
 اپنے نبی نوع میں سے دوسرے کا محتاج ہی * اور مدد لینے کے
 قاعدے بدون علاقہ اُلفت و محبت کے مضبوط نہیں ہوتے * پس
 جس کسی کے جتنے دوست زیادہ ہوں کمال کو پہنچنا اُسے سہل
 ہو سکتا ہی * اور جب صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ

بہت برّی ہے * پس کہاں حاصل کر نیک طریق اتحاد کے وسیلے
 پر مرتب ہے * پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفس
 چرّون کی عزت بے شہرہ لازم ہے * اور اگر آدمی لذت
 حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہیں و لیکن آمیزش
 انکے ساتھ بقدر ضرورت کے کیا چاہیے * اس فرقے کو حکموں نے
 مصالح سے تشبیہ دی ہے کہ کھانوں میں بقدر احتیاج چاہیے
 اور اس کی کمی و بیشی دونوں موجب فساد کے ہیں *
 اور مطاطا لیس نے کہا ہے کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج ہوتے
 ہیں * فراغت کے وقت اختلاط اور خوش طبعی کے لیے *
 مہیبت میں کمک اور آمداد کے واسطے * اور حقیقت کے رو سے
 برّے برّے بادشاہوں کو جو خلائق کی نسبت نہایت ستمی
 ہیں مستحقّوں بلکہ فقہر اور سیکھوں سے جو محتاج ترین ہیں
 احتیاج بیشتر ہے * جیسے احتیاج ان کی صاحب مال اور اہل
 احسان سے ہے اور افسوس قرطیس نے کہا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک
 شخص کو حاصل ہو اور دوستی کے فائدے سے محروم رہے *
 زندگیانی اس پر وبال بلکہ بقا اس کی لا حاصل * اور جو خیال
 کرے کہ اس شخصیت کا حاصل کرنا آسان ہی یہ گمان خطا

ہی * اسلئے کہ سچی دوستی کا جو ہر جو اعتبار کی میزان سے پورا
 اترے ساری دنیا کی نفیس چیزوں میں سے بہت ہی نادر ہی
 اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کے دن مال و خزانے گرتے
 گرائے سے باکہ دنیا اور جو اس میں ہی کچھ فائدہ نہ کرے *
 اور اس دوست کے برابر جس نے کسی مہم میں اعانت یا
 کسی مقصد کو پہنچنے کی مدد کی ہی نہو * وہ نیک ذات کہا خوب
 آدمی ہی جو اس نسبت عظمیٰ سے مخلوظ ہی * اگر پودت و دنیا
 سے کچھ اس کے پاس نہ رہے * اور اسے بھی نیک طبیعت وہ شخص
 ہی کہ باوجود رتبہ سلطنت کے اس دولت سے بہرہ ور رہی *
 اسلئے کہ سلطان کو بادشاہت کے ہر ہر کام سے اور تمام رعایا
 کی بہتری کی کیفیت پر خبردار ہونا ضروری * اور ہزاروں کاروبار
 کے لئے دو آنکھیں اور دو کان ایک دل اور ایک زبان کافی
 نہیں * پر جس وقت دوستی کی مدد سے اور دن کے چشم و
 گوش و دل و زبان پر قادر ہو تو اپنی آنکھوں سے سب
 دیکھے * اور کان سے بالکل سنے اور زبان سے تمام
 کہہ کے * پھر بندوبست ملک داری کا اس پر آسان
 ہو جائے * کہا ہی کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا جائے پہلے

اُسکے احوال کی تشہیش کرے کہ اُس نے لڑکائی منہن اپنے
 ماباپ سے کیا کیا سلبو ک کیا ہی * اگر حقوق کے عیبان سے
 مشہور ہو مگر گز اسپر اعناد نہ کیا چاہیئے * اور وہ دوستی کے
 لائق نہیں ہی اس لیے کہ جو کوئی حقوق والدین کو حقوق کے
 برابر جانے اُس سے کچھ بھلائی کا بھروسہ نہیں * پھر تفحص کیا
 چاہیئے کہ بہر شخص و دستوں کے ساتھ کیا سلبو ک اور
 اُن سے کس طور پر معاملہ کرنا رہا * بعد اسکے جست و جو کرے
 کہ اُس نے اپنے ولی نعمتوں کی شکر گزاری اور ناشکری منہن کیا
 حرکت کی * اگر ناشکری منہن مشہور ہو اُسکی دوستی کی
 خواہش نکرے * کیونکہ بد ذاتوں کی خصلتوں سے کوئی خصات
 ناشکری کی مثال نہیں ہی * اور نیک طبیعتوں کے اوصاف منہن
 سے کوئی وصف شکر گزاری سے افضل نہیں * اور شکر سے
 مراد فقط مکافات نہیں ہی * اس واسطے کبھی ایسا ہوتا ہی جو کوئی
 بسبب فقر کے مکافات کرنے سے عاجز ہو پردہ لہن اُسکی محبت رکھتا
 ہی اور زبان سے اُسکے اوصاف بیان کرتا ہی اس شخص کو قصور
 کی طرف نسبت نہ کیا چاہیئے * تس بیچھے سوچے کہ مز سے اور مال
 جمع کرنے میں اور تقسیم چیزوں کی طرف خواہش اسکی کیسی ہی

اگر حرصِ اسپر غالب ہو دوسنی کے لائق نہیں * پھر نظر کر سے
 اگر رغبتِ اسکی بر آئی اور غلبہ کی طرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کے
 دروازے سے مردود ہی * کیونکہ دعویٰ غلبہ کے ساتھ انصاف
 مغلوب ہی اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوالِ اخلاص کو
 پہنچا دے * دوسرا ملاحظہ کیا جاہیئے کہ اگر ہر قسم کے لہو لعب کا
 اشتغالِ راگِ رنگ کا ستا اور کلاوتون سے صحبت رکھنی
 آسے دوستان کی جانب سے باز رکھے آسے محبت کی خواہش
 کیا جاہیئے * جس وقت اُن تمام صفوں میں قالبِ امتحان سے
 پورا نکلے آسے دوسندارِ کامل اور بارِ غارِ افضل جانا جاہیئے *
 اور آسے جو ہر اتحاد کو نقدِ جان کے ساتھ گنجینہٴ دل میں رکھا
 جاہیئے اسلیئے کہ نہیں ہی فخرِ مگر دوستِ کامل سے * اور بعضی
 حکیموں نے کہا ہی کہ بے شبہ ہم تعجب کرنے ہیں اس شخص سے
 جو پریشانِ خاطر رہے یارِ غمخوار کے ساتھ * پر ایسا شخص گوگرد
 سرخ سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھ لگے تو ایک ہی دوستِ حقیقی
 پر اکتفا کرنا اولیٰ ہی کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسمِ حقوق کو
 بحالانا مشکل ہی * اس واسطے کہ شاید بمقتضیٰ تعداد کے احوال
 ان کے مختلف ہوں * مثلاً ایک شخص کی موافقت سے خوش

و ملحوظ ہو اور دوسرے کی رفاقت سے رنج و پریشانی اٹھائے
 اور جب سبب عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش متین ہی
 اس لیے کہ جس آدمی سے کسی وجہ کی شناسائی نہیں دشمنی
 آئے نہایت بید نظر آوے * و لیکن مخالفت کمال اختلاف
 اور مافی الضمیر کے مطاع ہونے کے بعد از بسکہ مضر ہی * پس
 اختلاف کے باب متین طریق احتیاط ملحوظ رکھا چاہیے اور بقدر
 ضرورت کے اکتفا کو نا لازم * جیسے کسی نے عربی شعر متین کہا
 ہی جس کے معنی بے ہوش * میت * نہ اہی دوست و نہ ہو جاوے
 دشمن جانی * پھر اپنا بار تو بہتوں کی نہیں کبھی نہ بنا * نہ بکھا تو نے
 پت کھانے اور دینے سے * یقین کہ ہووے تجھے درویش تر پیدا *
 اور جس وقت دوست ہاتھ آوے رعایت حقوق کو واجب
 جان کر اُس کے کاموں متین جو سنے جائیں سعی کیا چاہیے * اور
 اُسکی حمد و ثنائیں بے شاید تفاق و تقاضا کے پیش آیا چاہیے *
 و لیکن مانوں خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اطلاع
 مافی الضمیر کی عالم النیوب ہی کو مخصوص ہی * اور نہوڑے
 عیب اور ادنا قصور کا جو دوستہ اردن کی طرف نسبت رکھیں
 اعتبار نہ کیا چاہیے * بلکہ چشم پوشی اُن سے واجب ہی *

اسٹیجے کہ افراد بشری اُن سے خالی نہیں ہو سکتی * اگر انہیں
 نظر کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کی طرف منجر ہو *
 اور دوستی کے مزے سے محروم رہ جائے * اس باب میں
اپنے عیبوں کا سوچنا بہت مفید ہے * چنانچہ حدیث میں آیا ہے
خوش ہے وہ شخص جسے اُسکے عیب نے آدمیوں کے غیب
 سے فارغ رکھا * جب اُن طریقوں کی مشق کرے محبت خالص
 مستحکم ہو * اس وسیلے سے غربا اور وہ اشخاص جسے
 سابق معرفت نہ رکھنا ہوا سے آملیں * اور دوستی کے اطوار
 سے یہی کہ محبوب کو نعمت و مراتب میں شریک کرے *
 اور اس اختصاص کو کبھی زبان پر نہ لاوے اور رہ نہ کراحت کو
 آشوب منت سے بچا رکھے * اور جب اُن پر کچھ مصیبت برتے
 جان و مال سے ایسے تئیں فدا کر دے بلکہ رنج و مشقت میں
 مشہد یک رہنا بہتر ہے * اپنے فراغت و منت کے وقت سے *
 بہت * ہونے بہت ہیں اپنے فراغت کے وقت میں * پہچانے
 جاوے دوست سعیت میں کون ہیں * اور اُنکے ساتھ سلوک
 کرنے میں سوال کا مستنظر نہ رہے بلکہ آثار و علامت سے اُن کے
 احوال کو معلوم کیا جائے * اگر اچھا نہ دوست کی طرف سے

کچھ سستی دریافت کرے تو اعراض جائز نہ رکھے بلکہ اختلاط
 و دلجوئی سنی بہت ہی مبالغہ کرنا ضرور ہے کیونکہ اگر وہ بھی
 اعراض کرے ملاقات محبت کا اٹھ جائے بلکہ شاید ایسا تہاب
 سخت درمیان پرتما سے جو قطع مودت اور مفارقت کلی کو
 پہنچا سے طریقہ امر کا یہ ہی کہ جو سب کدورت کا ہو اپنی صاف
 دلی سے بے تکلف بیان کر دے تا راستی کی برکت سے صفائی
 آوے بلکہ ہر حال اس طریقے کو ملحوظ رکھنا لازم ہے اس لئے
 کہ جب کوئی مکان یا لباس یا سواری کی غمنخواری کرے پھر
 اسکی مراعات سنن کا ہلی کرنی سبب ہی اس کے ضائع
 ہو نیکا پس اس شخص کی غم خواری سے جی چھپانا
 جس سے دونوں جہان کی بہتری کی توقع رکھ سکتے کیونکہ جائز
 ہو ساتھ اسکے دوستی کے جانے سے عداوت ایسی جو بہت
 ہی منہرت کا موجب ہی پیدا ہو اس لئے کہ مخالفت کے
 بگولے محبت کے ہند بے شمار نظر آدین جنگ و جدال اگرچہ مطابقتاً
 ہر موم ہی پر دو ستون کے ساتھ نہایت بدناما اس واسطے کہ اسے
 اختلاف اور جدائی پیدا ہوتی اور وہ موجب تمام فسادوں
 کا ہی اور چاہئے کہ دوستوں کو کسی علم و ادب کے جتانے

مہین جو انھیں منید ہو بخل نہ کرے کیونکہ ان سے متاع دنیاوی
 مہین جو محل خصوصت کا ہی تنگی کرنی بدیہی * پس علم کے باب
 مہین کس طرح جائز ہو * حال آنکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا
 ہی اور بخل کے ساتھ گھٹ جاتا ہی * اور جب دوست سے
 کسی عیب کا مشاہدہ کرے اُسکے ساتھ اظہار موافقت کا
 کرنا اس طور پر ہوتا ہے لطیف کا متضمن ہو سے ضرور *
 اور اس عیب کے جتانے مہین غفلت اور شر مذہبی
 جائز نہ کہے اس لیے کہ بہ صورت محض خیانت کی ہی *
 پر طریق تمیہ لطیف کا یہ ہی کہ پہلے کسی مثل یا اور شخص کی
 نقل سے اُسکو اسپر واقف کر دے اگر مفید نہ تو بطریق تعریض
 و کنائے کے اشارہ اُسکا کرے * پھر جو تصریح کی احتیاج پڑے
 تو خوات کے درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد
 کا ہی بیان کر دے اور اُسکے غیر سے اگر یہ وہ اُسکے محبوبوں سے
 ہی انکار کہے * اور چاہیے کہ ہرگز غماز کو نہ اخلت نہ سے اس لیے کہ
 ہر چند محبت کی بنا استوار ہو اُسکی غمازی سے منہم ہو جائے *
 کامیوں نے نام کی تشبیہ اُس شخص سے دی ہی ہوناخن سے
 ہووار مستحکم کو کھودے کہ ایک انگل بھر جاگہ نکالے پھر جس

وقت ایک سو راخ پاو سے تو تیشے سے اُسکو برآ کر سے بیان
نک کہ آخر الامراس دیوار کو دھاد سے حاصل کلام محبت
کی حفاظت میں بہت ہی احتیاط کرنی واجب کیونکہ مدار انتظام
امور کا اور قوام مصالحت جمہور کا اسپر موقوف ہی جیسے
سابق مذکور ہوا * ساتوان لمعہ * عوام الناس کے فرقوں کے
ساتھ گزران کرنے میں * جب کوئی شخص اپنے احوال کی
گفتگو کر وہ خلایق کے ساتھ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی
نہیں ہو سکتا * یا رہے میں ان سے بالاتر ہی یا برابر یا فروتر * پر
طریق گزران کا قسم اول کے ساتھ یا نجوین لمعے کے بیچ معلوم
ہوا * اور قسم دوم سے تین نوع پر ہی * پہلے گزران کرنا
دوستوں کے ساتھ * دو صری دشمنوں کے ساتھ * تیسری
ان لوگوں کے ساتھ جو نہ دوست ہیں نہ دشمن * اور
دوستوں کی دو قسمیں ہیں حقیقی و غیر حقیقی پر حقیقی دوستوں کے
ساتھ گزران کرنے کا طریق سابق معلوم ہوا * اور دوست
غیر حقیقی اگر اپنے تئیں بناویں اور تہق میں حقیقی دوستوں کے
پر ابر دکھاوے تو بھر ہمدردی سے نبلی پیش آنا ضرور اور
انکی دلہ ہی اور خاطر داری کی سعی کرنی واجب ہی شاید کہ

و سے سچی دوستی کے درجے کو پہنچیں * و لیکن راز اور عزم دلی اور مال و اموال کے مقدار اور اپنے عیبوں کو ان سے مخفی رکھا جائے اور ان کی تقصیر و ن کا مواخذہ نہ کیا کرے * اور حقوق میں غنیمت کرنے کے سبب پرستش نہ کرے اور بقدر وسعت کے ان کے کاموں میں خندہ روئی سے خواہ رغبت کے طور یا بنا دت کی روش پر پیش آیا جائے * اور اگر جاہ و مال اور بزرگی میں انکی ترقی ہو دوستی کے تردد میں افزائش نکلیا جائے * اور دشمنوں کی دونوں عین ہمیں نزدیک اور دور * اور ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ظاہر اور پوشیدہ * پراہل حسد مخفی دشمنوں کے عد میں داخل ہیں * و لیکن دشمن نزدیک سے اعزاز بہت کرنا لازم جانے کیونکہ وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہی اور کھانے پینے اور وار و صادر ہونے میں اس سے غافل نہ چاہئے * غرض ہر ایک صورت میں دشمن سے احتیاط کرنی واجب اور دشمنوں کے ساتھ گزاران کرنے میں طریق عمدہ یہ ہی * کہ اگر ہو سکے تو طفت و لطائف میں ان کے دلوں سے عداوت اٹھا دے اور بغض و حسد کی بیخ نکال ڈالے * اگر یہ چلن مفید

ہو تو جب تک ظاہر کی آمیزش سے گذران کر کیسے کسی طرح
 اظہار مخالفت نہ کرے * اس لیے کہ دفع شر کے لیے کوئی طریق
 بیکی اور خیرات سے بہتر نہیں ہی * اور انکی سفاہت کی طرف
 الذنات نہ کیا چاہیے * بر دباری اور مدارات شمار اپنا کرنا واجب *
 اور نزاع و خصومت سے محترز رہنا لازم ہی * کیونکہ بہ دولت
 و نعمت کے زائل ہونے اور ہمیشہ فکر مند اور پریشان خاطر
 رہنے کا سبب بلکہ جان مال کے نقصان اور فساد و دن کے برہا ہونے کا
 موجب ہی * اور عمر گرامی اس سے عزیز تر ہی جو دشمن کے ساتھ
 معارضہ کرنے کی کار میں گذرے * اور ہو شباری کی شرطوں سے
 بہ ہی کہ دشمنوں کے احوال کی جست و جو میں رہے * اور
 انکے ہر ایک کام پر وائف ہونے کے لیے سعی کمال کرے * پھر
 جب انکے احوال سے مطلع ہووے تو اسکے مخفی رکھنے کی کوشش
 کرے * کہ ہی اسکے افشا کرنے کو جائز نہ رکھے مگر ضرورت کے وقت *
 اس لیے کہ مخالف کے عیون کو ظاہر کرنا سبب ہی اسکا کہ وہ
 اسپر اصرار کرے * اور جائز ہی کہ کچھ اسے تاثیر بھی نہ کرے
 شاید وہ کسی جیلے سے اسکے دفع کرنے میں مشغول ہو * اور جب
 مخفی رکھے بہان تک کہ مصالحت کے وقت اظہار کرے تو اسکا

تو رنا اور مغلوب رکھنا جو بی حاصل ہو * و لیکن ان منین سے
 اگر بعضے کو بحسب مصلحت وقت کے اس سے ظاہر کرے بہا تک
 کہ وہ جانے کہ تیر سے عیب پر مصلح ہو اسی تو شکستہ خاطر اور
 عمیگیں ہو دانائی سے بعید نہیں ہی * اور ہرگز اپنے تئیں بہتان منین
 مابوٹ نہ کرے * کیونکہ جھوٹہ کہنا دشمن کے قوی اور غالب
 ہونے کا موجب ہی * بر سے بر سے آدمی اور حاکمون کے نزدیک
 مخالفون کا شکوہ نہ کیا چاہیے * کیونکہ جب اسکی ہتھت
 سے خبردار ہوں پھر اس کی چغلی پیش رفت نہوگی *
 اور بری باتوں منین اس کے ساتھ منہم ہو اور چاہیے کہ انکے
 ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہونو اسکو مقابلے کے طور پر
 دفع کرے اور جس چیز سے انھیں قلق و اضطراب پیدا ہوا سے
 بھی واقف ہو ناخبر و رہی نا اپنے وقت منین استعمال کرے *
 افلاطون نے کہا ہی کہ دشمنوں کی عداوت کے دفع کرنے کا طریق
 مستحسن یہ ہی کہ اپنے تئیں ان فضیلتوں منین جو انکے درمیان
 مشترک رہن ان پر غالب رکھے * اس لیے کہ جو شخص درجہ
 کمال کو پہنچا اسنے مخالف کے تعرض کو آپ سے دفع کیا اور ان کو
 ادنا اور ذلیل بنایا * اور طعن و تشنیع اور کینت و غیبت نہ کیا

چاہیے اور اپنے تئیں اس سے بچا رکھے * کیونکہ بہہ خصلت اور خون
 اور ناقصون کی ہی اور عقل و دانائی کی راہ سے بید * اس واسطے
 کہ باوجود اسکے کہ وہ سفیہوں کی سیرت کا مرکب ہو اور اسے کچھ
 حضرت مخالف کو بھی پہنچی خود انکے تعرض کا باعث ہو جائے *
 نقل کی ہی کہ ایک شخص نے ابو مسلم مردزی کے آگے اسکی
 ندیمی کے ارادے سے سرسبار کے برابر جو مردانیوں کی طرف
 سے والی خراسان کا تعرض کی * ابو مسلم کو خوشش نہ آئی اور
 اسے بہت سرزنش کی * اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب
 میں انکے خون سے اپنے ہاتھ آلود کر دوں میرے تئیں اس معنی کہ
 زبان سے تعرض انکا کر دوں کیا غرض ہی * جب دشمن کو کوئی
 آفت ایسی پہنچے جس سے اپنے تئیں بھی امن نہو طعن نہ کرے
 اور اس کے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیے اس لیے کہ جب
 حقیقت میں وہ آفت مشترک ہی تو گویا اپنے اوپر طعن کیا * بیت *
 ای دوست گر گزر ہو وعدہ کے جناز سے پر * شادان نہو کہ تجھ پہ
 بھی گذرے یہ ماجرا * اور جو دشمن اسکی پناہ لبو سے یا اسپر
 اعتماد کرے چاہیے کہ فریب اور خیانت سے محترز ہو کر بخشش
 اور حرمت کی شرطی بلا دے * اور اساکرے کہ بیک خوبی و عہد

دیہان اسکا سب کو معلوم ہووے برائی اور بد خوئی دشمن
 کی طرف عاید ہو * اور اس بات میں بموجب اس
آیت کے جس کا مضمون یہ ہے * تمہارے لیے رسول اللہ کی
 ذات معنی پوری خوبیان ہیں * پیروی حضرت کی سیرت مطہرہ کی
 جو منہم ہیش مکارم اخلاق کے واجب جانے * جنازہ اخبار کے ناقولن نے
 روایت کی ہے کہ کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو عرب کے
 فصیحون منن سے تھا آگے اسکے کہ شرف الاسلام کو پہنچے
 آستانہ رسالت کے بعینے خادمون اور کہہ جلالت کے
 بعضے عاکفون کی ہجو میں اپنی زبان ماوت کی تھی * حضرت
 رسالت پناہ نے اسکے خون کو ہر ر کیا جب کعب نے اسبات کی
 خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے آسیب سے سوانکی رحمت بے انتہا کے
سائے کے جو حکم اس آیت کے جسکے معنی بے ہیش * اور میں نے
 تیر سے تہین نہیں ۔ بجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیے * مہربانی
 انکی دونوں جہان کے ہر ایک ذر سے کو شامل ہی بنا لے نہ کیے *
 ایک قصیدہ خراجہ حضرت خاتم الانبیاء کی نعت کے کہاں کے زیور سے
 آراستہ ہی مرتب کیا * اور عربوں کی رسم سے ایک شتر
 تیز رو پر سوار ہو کر میدانوں کو طی کر کے اپنے تہین آستانہ

رسالتِ مبین پہنچایا * اور بعدِ سلام کے قصبہ پر آئے لگا *
اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی * جب
حضرت نے سنا تو اسکے دفترِ تقصیرِ مبینِ حرفِ عفو کا رقم کر کے
چادرِ بمانی جسکی برگت سے امن و عافیت حاصل کر سکتے اپنے
تن روح پرور اور بدنِ مطہر سے اتار کر اُسے عنایت فرمائی
اور اپنے مقبول بندوں کے سلسلے مبینِ داخل کیا * پر دشمنوں کے
دفعِ ضرر کے مین طریقِ بہین * ایک وہ کہ دے آپ ہی سے اچھے
ہوں * اگر یہ میسر نہ ہو تو کسیکو درمیان لا کر * دوسرا انکی
شہادت سے بچ رہنا مکانِ دور و دراز یا سفرِ مبین رہ کر *
پسرا غلبے اور انکی بیخ کنی سے * پر یہ سب تدبیروں کے
بعد ہی * اور اس پر اقدام جب کرے کہ اگر دشمن شہر پر
بالذات ہو اور اُس کی بد ذاتی سے کسو طرح بچ نہ سکیے
اور جانے کہ دشمن مجھ پر فتح پانا ہی ! اس ضرر سے زیادہ تر ہی
اور جانے کہ مالِ اُسکا دنیا و آخرت مبین بد نہیں اور باوجود اس کے
بکروخیانت سے ایک سو بڑا چاہیے اور اگر اُس کے مغلوب
کوئیے کا طریق اور مخالف سے بن آدے سب سے بہتر ہی دیکھیں
جاسد کہ تین فضیلت و نعمت اور اسبابِ سعادت کو دکھا کر

داخلی ہوں یا خارجی جو اُس کے جلتے اور کڑھنے کے موجب ہوں
ایذا دیا جاہیے * اور اُس کے عیون کو ظاہر کر دینا لازم * تا آدمی
اُسکی بد خوئی سے واقف ہوں اور اُس سے متم جانیں * ایسے
ٹھنھ کی عداوت کے دور کرنے کے لیے سچی کرنی بے فائدہ ہی
جیسے کہا ہی * میت * ہر عداوت کا دفع ممکن ہی * پر نہ زائل ہو
جو حسد سے ہو * و لیکن اُن آدمیوں سے گذران کرنا جو نہ
دوست ہیں اور نہ دشمن و سے بہ حسب مراتب کے مختلف
ہیں * اس لیے کہ نصیحت کرنے والوں کے ساتھ جو بہ نسبت
جمہور خلائق کے نسبت و خلق کے مقام میں ہیں اختلاط کیا
چاہیے * اور اُن سے کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے *
پر اُنکی بات کے ماننے میں جلدی نہ کرے * اور اُنکے ظاہر احوال
پر غریب نہ ہووے * بلکہ ہر ایک ٹھنھ کی غرضوں کی اطلاع بنا مل
ساتھ لگتی ہی بعد اسکے جو بہتر و مناسب ہو اسپر عمل کرے * اور
ساتھ صلحا یعنی اس جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح میں
مشغول ہیں تعظیم و تکریم واجب ہی * اور سفیہوں کے
ساتھ بر دباری سے گذران کیا چاہیے اُنکے احقر پنہ اور گالی
دینے کا اعتبار کر کے اُسکے بدلے کے قصد میں نہ رہے * بلکہ سہلہ ک

اور رفق و مدارات کے ساتھ ان سے نجات حاصل کیا جاہیئے *
 اور نیکر کرنے والوں سے نیکر کرنا ضروری تا اسے عبرت یاکرتین *
 چنانچہ حدیث میں آیاہی کہ * مغزور کے ساتھ کبر کرنا صدقہ دنیایہ
 آسائیے کہ ان لوگوں سے تواضع کرنا ان کی گمراہی کے زیادہ
 ہونیکا موجب ہوتاہی * جب ان سے نیکر کی چال چلے شاید کہ
 متنبہ ہو کر اس خصالت سے باز رہیں * اور فاضلوںکی حرمت کرنی
 واجب اور ان سے فائدہ لینا غنیمت جانے اور خو سے بد پر ہمہ سایہ اور
 خوبشونکے صبر کرنا جاہیئے * حکیموں نے کہاہی نجس لوگ بدن پر صابر
 رہیں اور بخشش کرنوالے جان پر ولیکن زبردست لوگ اگر
 سیکھنے والے ہوں تو انھیں فرزندونکے برابر عزیز رکھا جاہیئے اور ان کما
 خو سے وخصالت اور طبیعت میں نظر کیا جاہیئے * جسکی استعداد
 آئینہ بشتر ہو اس میں مشغول کیا جاہیئے متدور بھراکھی مدد
 کرنی ضروری * اور شاگردوں کو جسکی طرف ان کی سمجھ نزدیک
 ہو اسکی ترغیب دے * اور ترضیع اوقات سے منع کیا کرے *
 سوال کرنوالوں کو اگر الحاح کریں زجر کرنا لازم * اور اسکی اجابت
 میں توقف کیا جاہیئے * مگر جب الحاح انکا بہت ہی لایجاری سے ہو *
 اور درمیان محتاج و طامع کے امتیاز کرنا لازم ہی * اور محتاج کی

رفع حاجت کرے اور جب تک کسی نوعِ خاں اُسکا نبوہ بخشش
کرے اور طامع کو اُسکی طمع سے باز رکھے * ضعیفوں کی
دستیگیری اور مظلوموں کی اعانت کیا کرے * غرض مقدر
بہر غیر مطابق کے ساتھ جو چشمہ نیکیوں کا اور ہنر کمالات کا ہی
پر تر اور پاک ہی ذات اُسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جو د بے انتہا
اور کرم بے شمار سبحانی نے موجودات کی زمین قابل پر
بے ارادہ غرض کے بارانِ رحمت کا ہر سایا * اور نسیم تربیت
ربانی نے کمالات آسمانی کے پھولوں کو بدون توقع منفعت کے
جس سے ذات اُسکی برتر ہی کھلایا * پس طالبِ کمال کو
چاہیے کہ خیر کی تمام قسموں میں رومی قصد و طلب کا اُسکے خیر
محض کی طرف رہے تا خلافتِ الہی کے مرتبہ علیہ منین پہنچے * اور
اسہ تعالیٰ ہر ایک خیر و کمال کا دینے والا ہی توفیق * اور اُسی کے
اختیار ہی مطالب و مائل کی تحقیق * مغرب * بیچ بیان بعضے
لواحق کے * حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین طوسی نے بعضے
لواحق معنی جو اکثر ان لامعوں کا اُسکے انوارِ فائدگی روشنی کی
چمک معنی سے ہی خاتمہ گناب اخلاقِ ناصری کا افلاطون کی ان
ویستون سے جس سے اپنے شاگردار سطاطالیس کو نصیحت

فرمائی تھی کیا ہی سچ ہی کہ بیشمرفنع ان پاکیزہ باتوں کا
 نہایت حکمت منین اس وہ پر ہی کہ لائق ہی انھیں بیاض
 مرد تک چشم کے درقون پر پیٹائی کی روشنائی سے لکھیں *
 بلکہ فہم کے قلموں سے ارواح کے تختوں پر مرقوم کوبین * اور
 جب ان نکر دن اور حسن اتھاؤن کی برکت سے کہ دے بھی
 حضرت سلیمان مکان کی تاثیر دولت کے سبب ہین اس
 فرحت منین نسخہ سر الاسرار جسے ار مطاطا لیس نے کند
 ذوالقرنین کے لیئے جوٹا گردا سکا تھا تصنیف کیا ہی اس
 عاجز کے مطابع منین آیا * اور وہ تبس نصیحتوں پر مشتمل ہی
 تو ایسا اچھا نظر آیا کہ ان نصیحتوں کا خلاصہ جو تدبیر مکی کے لیئے
 نہایت خصوصیت رکھتے ہین اس رسالے کے آخر الحاق
 کیا جاسے * لاجرم معنوں اس خانجے کا دوست منین دونوں
 کے ثابت کرنے کے لیئے درج کیا * پہلی سمت * افلاطون
 کی وصیتوں کے بیان منین * افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو پہچان
 اور اسکے حق کو نگاہ رکھ * اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و
 منین مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا استحسان نہ کر
 بلکہ شرف و فساد سے باز رہنا اختیار کر اور حق تعالیٰ سے ایسی

چیز مت مانگ کہ اسکی صنعت کی طرف زوال کی راہ ہو *
 بلکہ جو نیکان کہ باقی رہتیں ہین انکی طلب کر * ہمیشہ بیدار رہ کہ
 بیون کے بہت سبب ہین * اور جو نیکا چاہیے اسے آرزو کے
 سانحہ مت مانگ * اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب
 کے طریق پر نہیں بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہی * اور
 زندگی پر قانع مت رہ جب تک موت نہ آوے * اور زندگی کو
 بہتر مت بنان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہو *
 خواب و آسائش کی رغبت نہ کر مگر بعد اس کے جب تین
 چیزوں کا محاسبہ آپ سے تولے * ایک یہ کہ تو تامل کرے کہ
 جس دن جو تولے کیا ہی جمعہ سے خطا سرد ہوئی یا نہیں *
 دوسری یہ کہ سوچ کہ آج کچھ کام کیا ہی یا نہیں * تیسری یہ
 کہ کوئی کام جمعہ سے بہ سبب قصور کے رہ گیا یا نہیں * یاد کر
 کہ اس زندگی کے آگے تو کیا تھا اور بعد ا کے تو کیا ہو گا * اور
 کسی کو ایذا نہ دے کہ عالم کے سب کام زوال و تغیر کے مقام
 متن ہین * بد بخت وہ شخص ہی جو عاقبت کی یاد سے غافل رہے *
 اور گناہ سے نہ چھوٹے * اور اپنی پونجی اس بخر سے جو
 تیر سے پاس نہوت کر * اور مستحقون کو نیکی پہنچانے

سنن اُن کے سوال پر موقوف نہ کہہ * اور اُسے حکیم مت جان
جو لذت دنیاوی سے خوش ہو یا کسی مریبیت کے سبب
جرع و زرع کرے * اور ہمیشہ صحت کو یاد رکھہ اور مُردوں
سے عبرت پکارت * اور خسیس آدمیوں کو اُن کے بہت بے فائدہ
بات کرنے اور بفر پوچھے جو اب دینے سے پہچان * اور جان کہ
شریر وہی شخص ہی جس نے شرارت اختیار کی ہو * خوب
سوچ کر بول اور کام کر * اور سب کا دوست رہ جلد غیبی مت
ہونا ٹھکی تیرمی خونہو جائے * اور محتاج کی حاجت کل پر مت
چھوڑ تو کیا جانے کل کیا ہو گا * قیدیوں کی اعانت کر مگر جو خوشے بد
منین گرفتار رہے * جب تک دونوں کی بات نہ سمجھے اُنکے درمیان
حکم نہ کر * فقط قول ہی منین حکیم نہ ہا کہ قول و عمل دونوں سنن *
اس لیے کہ حکمت قولی اسی جہان منین رہے اور حکمت عملی
اس جہان تک پہنچے اور دماغ باقی رہے * اور اگر بنکی کے لینے
تورنج کھینچے تورنج نہ رہے پر بنکی رہے * اور جو کسی بدی کے
سبب تولذت پاسے تولذت نہ رہے اور بدی رہ جائے * اور اس
دن کو یاد کر کہ تجھے پکارین اور تو بولنے سے عاجز رہے کچھ نہ سنے
اور کچھ نہ کہے اور یاد بھی نہ کر کے * یقین جان کہ تو اُس

مقام کا عازم ہی جان نہ تیر سے دوست ہیں اور نہ دشمن * پس
 وہ ان کے کسی کو نقصان کی طرف منسوب مت کر وہ ایسی جگہ
 ہی جان خاوند اور غلام برابر رہیں * پس خبر مت کر زاد راہ
 موجود کر تو کھینا جانے کب کوچ ہوگا * جان کہ حق تعالیٰ کی بخششوں
 سے کوئی پیر حکمت سے بہتر نہیں * اور حکیم وہ کوئی ہی جس کے قول
 و فعل اور فکر موافق ہوں * نیکی کا بدلہ لاکر ادب بدی سے درگزر * اور
 ایس عالم کے کاموں میں سے کسی کام میں ملول مت ہو *
 اور کسی وقت سستی مت کر * اور بنگون سے تجاوز کرنا
 جائز نہ رکھ * اور کسی بدی کو نیکی کے حاصل کرنے کا وسیلہ مت کر *
 اور سرور زائل کے لیے ترک ادب نہ کرنا سہور دائم سے
 محروم نہ رہ * حکمت کو دوست رکھ * اور کامیوں کی بات مان *
 دنیا کی خواہش دل سے دور کر اور اچھے ادبوں سے باز نہ رہ *
 کسی کام کو وقت سے آگے مشروع نہ کر * اور جب تو کسی کام
 میں مشغول ہو فہم و دانائی سے اشتغال کر * تو نگر کے سبب
 عجب نہ کیا کر * اور مہینہ ہون سے شکستہ خاطر مت ہو * دوست
 سے ایسا معاملہ کر اگر حاکم تک جا سے تیر ہی فتح ہو * کسی
 سے نادانی نہ کر اور سب کے ساتھ نوافع کر اور کسی متواضع کو

خیر مت گن جس میں تو معذور رہو اپنے بھائی کو ملامت نہ کر *
 بیکاری سے نوبت شس وقت بت رہو * اور بخت پر اعناد نہ کر *
 نیک کام سے پشیمان مت ہو * کسی سے لڑائی مت کرو ہمیشہ
 چہ اات کی سپرت اختیار اور بیکون کو اپنا شمار کر *
 دو سو ہی سمت * ارسطاطالیس کی وصایا میں کتاب سرالامرار
 کا تبرجم کہ اُس نے مامون بادشاہ کے حکم سے کتاب مذکور کو لغت
 یونانی سے عربی زبان میں نقل کیا تھا بیچ صد ترجمے کے کٹھالی * کہ
 جب ارسطاطالیس جو وزیر سکندر کا اور اُس کا اسناد تھا بہ سبب
 ضعف و پیری کے اُسکی ملازمت سے معذور رہا * اور سکندر رجم
 کے شہروں پر غالب ہوا اور اُن کے درمیان عاقل و دانا اور
 دلیر و شجاع بہت تھے * اور اُن کے رہنے میں ثواب و خاں
 پاک کا تھا * اور بیخ گنی اُن کی قاعدہ عہدالت سے دور دکھائی
 دیتی تھی اُن کے اہر میں سمجیر ہو * اور پاک خط ارسطاطالیس کو
 شوق و مہربانی کے اظہار پر مشتمل لکھا * اُس کے درمیان عرض کیا
 کہ دولت ہمسائیگی کی دوری کے سبب کاموں کے درمیان بہت سی
 جرتیں خاطر میں راہ پائی ہیں * انہیں سے اس صورت میں
 عظیم روشن دل کے نور بہتیر کے بغیر ظلمات جرت

مشکل ہی * جس طرح سے ہو کے اسباب ملاقات کے انتظام
 کی سعی کریں * اور سطا ظالیس نے جواب میں لکھا کہ یقیناً فرزند
 جلیل اور سلطان نبیل کی رائے معلوم ہوئی ہوگی بر خدمت میں
 حاضر ہونا بے عذر و غبت کے نہیں * بلکہ یہ سبب ضعف
 و پیری و سستی و ناتوانی کے ہی * جب مصاحبت میسر
 نہیں ہی اس رسالے میں ایک دستور بیان کر دین کہ جزوی
 کاموں میں اسکی طرف تو رجوع کرے اور اُس کے ساتھ ہماری
 صحبت سے نوکستہی ہو * جان تو عجم کے اجرا اور انکے فضلاء کو
 ہلاک کر سکتا ہی و لیکن انکے آب و ہوا کی تبدیل پر تو قادر نہیں
 پھر بے شہرہ انکے شبیہ میدا ہوں * پس کوشش کر جا انھیں
 احسان سے تو اپنا بندہ کرے تا سب نیر سے دوست ہوں *
 اور نیر سے بند و نیک فرمان بردار رہیں * اسکے بعد کہنا ہی بادشاہوں کی
 چار صنف ہیں * ایک وہ ہی جو اپنے اور رعیت کے ساتھ سخی ہو *
 دوسری وہ جو اپنے ساتھ سخی ہو اور رعیت کے ساتھ بخیل *
 تیسری وہ جو رعیت کے ساتھ سخی ہو اور اپنے ساتھ بخیل * چوتھی
 وہ جو اپنے اور رعیت دونوں کے ساتھ بخیل ہو * ہر قسم اول
 باتفاق محمود ہی * اور دوسری اور چوتھی باتفاق نہ موم *

اور نیسری قسم منن اختلاف ہی * ہند کے حکیم اسپرہین کے
 محمود ہی * اور پارسیس کے حکیم اسپرہین کے محمود نہیں بلکہ
 نہ موم ہی * اور سخاوت وہ ہی کہ مستحقوں کو بقدر حاجت
 کے تو پہنچائے * اور جو کوئی اس مرتبے سے تجاوز کرے اور حد
 انراط کی بظرف مائل ہو سخاوت سے امرات کی طرف
 منحرف ہو جائے * اور جو بادشاہ زیادہ اتھے جو اس کو مقہور
 ہو بخشش اختیار کرے بلے شہرہ اس کے فساد ملک کا سبب
 ہو * ای سنگد زمین نے تجھے بارنا کہا ہی کہ سخاوت کرم اور
 بقاء ملک کی اصل وہی کہ تو آدمی کے مال منن طمع نکرے
 اور سخاوت و کرم کی نوعون منن سے یہہ ہی * کہ نو ستم
 جائز نہ رکھے اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی نقبش نہ کرے اور
 جس کسی پر جو انعام تو کرے کبھی اس کا ذکر نہ کرے * اور تمام
 فضل و کرم اسممن ہی کہ بنکون کی حرمت کرے اور آدمیوں کے
 ساتھ کشادہ رویہ * اور لوگوں کی شان کے موافق جواب
 دے * اور نادانوں کی خطا سے درگزر سے * ای سنگد عقل
 * اور ہی تمام مد بیرون کی اور نقص و کمائون کا آئینہ اور تمام
 فضیلتوں کی جڑ ہی * اور مقصود اہم عقل سے طلب بینامی ہی *

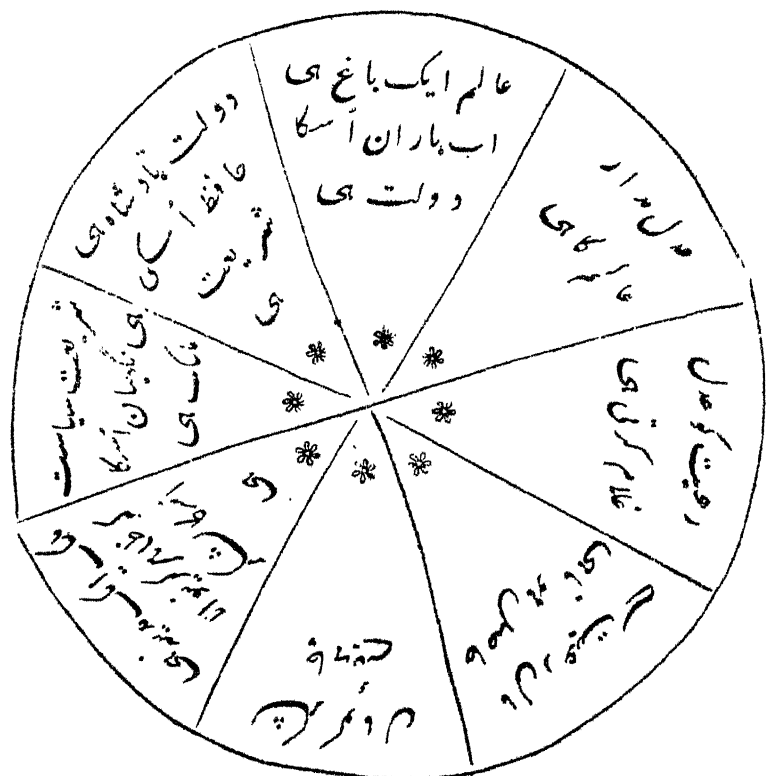
کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہیں ہی بلکہ مقصود اسے نیکنامی ہی
 اس لیے کہ جو بادشاہ تابع دین ہو اور شریعت الہی کا استخفاف
 کرے شرع الہی اس کو خوار و ذلیل کر دے * ای سکنڈر
 چاہیے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب رائے و شہسپین زبان
 اور پائند آواز ہو اور بات کم کہے اور رذالوں کے ساتھ نہ بیٹھے *
 اور جب باہر آوے تو آرایش ایسی جو لائق بادشاہی
 کے ہی اختیار کرے کہ اور وں سے متمہاز معلوم ہو * اور ان
 سوداگروں کی رعایت کرنی جو دور و دراز ملکوں سے
 اس کی بادشاہت میں آدین واجب جانے تا اس کی
 نیک نامی کے پھیانے اور دلوں کے مائل ہونے اور تاجروں کے
 بہت آئیر کا موجب ہو اور اسی سبب سے بادشاہت اس کی
 آباد ہووے اور تھوڑی سی فروگذاشت سے جو ان کے ساتھ
 کرے بہت نفع پہاوے * اور بہت نہ ہنسی کیونکہ بہت ہنسنا
 دلوں سے بہت و وقار کو اٹھادے * اور باعث نقصان عمر و
 ضعف حرارت غریزی کا ہووے * ای سکنڈر حربص شہوت
 کا نہ کہ وہ خنزروں کے خواص میں سے ہی اور کیا فخر اس
 چیز میں ہی جس میں ادنی حیوان تجھ پر غالب رہتا * اور

اُس معنی زیادتی کرنی صنعت بدن اور نقصان عمر کو پہنچاتی * اور
 عورتوں کی سیرتوں کے حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہی مسکینوں
 اور ضعیفوں کے احوال سے ناغل نہ اور احوال پر ہی ان کی
 واجب جان کہ خالق کی رضامندی اور دلوں کے ہاتھ آئیرکا سبب
 ہی * اور غم جمع کرتا خشک سالی کے دن آرام سے بہتھے *
 ویکر کہ اہل صلاح بچھہ سے امن معنی رہیں اور اہل فساد
 دین * ای سکندر مین نے بچھے بار بار وصیت کی ہی پھر تا گید
 کوتا ہون کہ خونریزی مین دلیر مت رہ * اور حقیقت حال سوا سے
 علام النبویہ کے کسی کو معلوم نہیں شاید سبب کسی قسمت
 کے جس سے شخص بری رہا یا اس گناہ پر اقدام کر نیکی لیسے
 کچھ عذر اس کا ہو تو اسکے قتل کو رد رکھے اور اس سے کون
 گناہ سخت تر ہی * مہر مس اکبر یعنی ادر بس علیہ السلام
 سے مہکاو بہ خبر پہنچی ہی کہ جب ایک مخلوق دوسرے مخلوق
 کو قتل کرے آسمان کے فرشتے باری تعالیٰ کی درگاہ مین رد وین
 کہ تیر سے قلاتے بندے نے ایک اور بندے کے قتل کرنے مین
 بچھہ سے برابر ہی کی اگر وہ قتل بہ سبب قصاص کے ہو حضرت
 حق تعالیٰ فرما دے کہ اسکو میر سے حکم سے بہ سبب گناہ کے مارا ہی

اور جو بہ سبب ظلم کے ہو * فرما دے قسم ہی اپنی عزت و
 جلال کی کہ مشن نے خون قاتل کو مباح کیا * پس فرشتے ہر ایک
 تسبیح و استغفار میں اُس کے اوپر دعائے بد کر رہے یہاں تک کہ
 وہ بدلے کو پہنچے اور یہہ حال اسکے لیئے بہتر ہی * اور جو خود مرے
 خدا تعالیٰ کا نشانِ غضب ہو گیا تو نہ برے عذاب اور سخت
 عقاب میں گرفتار ہو دے * اور عہد شکنی نہ کر * اور کبھی قسم
 مت کھا * اور جب تو نے کھائی تو کسی وجہ اس کو مت توڑ *
 اس لیئے کہ یونان کے بہت سے بادشاہوں کی بادشاہت سو گند
 دروغ کی شامت اور عہد شکنی سے تباہ ہو گئی * اور اس پتھر
 پر جو مجھ سے جاتی رہی ناسف مت کر * کہ یہ خاصیت لڑکوں
 اور نادانوں کی ہی اور اپنے بادشاہت کے لوگوں کو علم و ہنر کے
 حاصل کرنے کے لیئے حکم کر * اور جو کوئی علم میں فائق ہو اس کو
 بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص رکھ * کہ یہ خصات
 دلون میں تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور
 یادگار بنک کا موجب ہو * اور یونان کے لوگ اُن دونوں
 خصات کی برکت سے ہمیشگی کی بادشاہت ہی رکھتے تھے * اسلیئے کہ
 ہر سے لوگ رعیتوں کو تحصیلِ علوم کے واسطے حکم کرنے * یہاں تک

کہ ترکیبان باپ کے گھر فرائض اور آداب شرعی اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانتین * اور جسپر تیرا اعتماد نہو اے ہاتھ سے کچھ نککھا اور اپنی حفاظت سے غافل نہ اور اس قصے کو فراموش نہ کہ ہند کے بادشاہ نے تیر سے نیمے تحفے بھیجے ان میں سے ایک لونڈی تھی جسکو ترکیبا سے زہر میں پرورش کیا تھا تا اسی طبیعت سانپ کی طبیعت کے قریب ہو اور غرض ان کی اتسے قند نیرا تھا * اور میں نے اس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا * امی سکندر ایکہی دلیل سے حکم مت کر * اور جب دلبابین ستوارض ہوں ا قوی کی طرف مائل ہو * امی سکندر عدالت ایک صفت ہی اللہ تعالیٰ کی صفتوں سے * آسمان و زمین عدالت کے سبب قائم ہیں * اور عدالت کے ساتھ سنمبر مبعوث ہوئے ہیں اور عقل کی صورت عدالت ہی * اور عدالت کی برکت سے دنوں اور کردنوں کے مالک ہو کیئے * اہل ہند نے کہا ہی کہ سلطان کا عدل زمانیکی سرسبزی سے بہتر ہی اور بادشاہ داد کر نافع تر ہی باران شد سے * اور بعضے پتھر دن منن زبان سدبانی سے لکھتا تھا کہ مالک اور عدالت دو بھائی ہیں کہ کوئی ان منن کا

دوسرے سے مستثنیٰ نہیں ہی * بعد اسکے کہنا ہی کہ اسباب
 نظام عالم کے باہر ربط پائیکی کیفیت اس دائرہ شریف
 منقن درج کرتا ہوں تا انکی توالی و تشابک کی صورت محسوس
 و مشاہدہ ہو * اور اس کتاب کا لب لباب اور اسکے
 مطالب کا خلاصہ یہہ دائرہ ہی اگر بدون اسکے بھی نتیجے پہنچتا
 کفایت کرتا صورت دائرے کی یہہ ہی *



* خاتمة *

جولائی کی بیسویں دو شنبہ کے دن سنہ ۱۸۵۰ھ سی پانچ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۴۰ھ بارہ سی بیس ہجری کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سے اس ہعجمہ ان نے کتاب لوامع الاشراف فی مدکارم الاخلاق عرب اخلاق جلالی کے ترجمے سے فراغت کی و لیکن داناؤں کے نزدیک پوشیدہ نہ رہے کہ اسکے لائی مطالب کو جو عبارت فارسی کے صدر میں پنہان مجھے خواص طبیعت نے دربار ہنرمین کس کس طرح سے خوب مار کر نکالا اور ان آبدار موتیوں کو رشتہ تحریر میں پر و کر رنجتہ زبان کے آرد و بازار میں لا حاضر کیا اس لیے کہ اب صاحبان والا نشان کے دور میں گو ہر سخن کا اعتبار اور در کلام کا اقتدار ہی کون جو ہری اس بازار کا ہی جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہیں اور ان کے عصر میں وہ گو ہر فرد و شخص کلام کہاں جس کا دامن آرزو صلہ و بخشش کے ذر و سیر سے خالی ہی اپیات ہوا ہی دور میں اب ایسے اعتبار سخن اور ان کے عصر میں ہی رشتہ

واقفدار سخن * نہ وہیں کیوں نہ دے اہل سخن کے قدر شناس *
 ہی چنگا باب کرم دہر مین مدار سخن * در کلام نہ لیجاؤن کیوں
 نہ اُنکے در * کہ جسے پاو سے جلا در آبدار سخن * ہمیشہ اہل سخن کیونکہ
 وہاں نہون سر بسہ * ہو جس مکان مین زرد سہم سے وقار سخن * جو
 مست بادہ شیرین کلام ہی لیوے * ہی میرے ہاتھ مین یہ بنام
 خوشگوار سخن * زبان طعن نکالے جو مدعی اسپر * ہی اُسکے
 واسطے کافی یہ ذوالفقار سخن * اگرچہ کلام اس قلیل البرضاعت کا
 جو خوشہ چین ارباب کلام کا ہی اس درجے مین نہیں کہ سخنوران
 کامل کا محل تعریف ہو * لیکن یہ مقرضاً سے اسکے کہ معانی اسکے
 امرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل تھے بہ تشبیہ
 اس خیال کے کہ شاہ متناسب الاعضا اور عروس خوش قد
 وز بہا کو کیا پر نیانی اور کیا دیباہر لباس مین ہی وہ خوشنما * اُسکی
 زلف مطالب کی عقدہ کشائی مین ناخن نگر کو تیز کر کے عقل
 حکمت شناس کی مشاطگی سے آراستہ کیا * اور اُسکے
 چہرہ نقاصد کبتسین را سے صحت قیاس کے گاہگو نہ خیال سے
 آرایش دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا * چشم ہی کو حسن
 بازان جمال کمال کی چشم مین منگو رہو سے * اور بد نظران ہایہ

نقص زوال کی آنکھوں سے مسطور رہنے * الغرض وہ کتاب
سخت مشکل تھی بلکہ پتھر جسے جو دت طبعی کے زور بازو
سے حل کر کے کھل بصیرت بنایا * اور عجب عقیدہ لائسنٹل تھے کہ
حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اُس کی گرہ کشائی کر کے
طالبان کمال کو دکھایا * یقین ہی کہ جو شخص اُسکی حکمت
آئینہ باتوں اور مصالحت انگیز کلاموں پر واقف ہو وہ اسے اور
انکے فوائد کی تریوں کو گوشس گوشس کا آویزہ کرے * اور
گردن عقل کو اُسکے زیور عمل سے آرایش دبو سے * دامن
آرزو کیتھین دونوں جہان کے جو اہر آسایش سے مالا مال کرے *

* مثنوی *

علم حکمت سے جو کہ ہو آگاہ * اور عاقل ہو اُسکا خاطر خواہ
ہو وہ سے تدبیر اُسکی محکم تر * رہے آرام سے وہ شام و سحر
ہر دو عالم متن بہرہ ور ہو دے * مالک مالک و سہم و ذرہ ہو دے
زندگانی کے حظ سے عاقل ہو * علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو
یہ نصیحت تو بادر کچھ میری * دوست رکھ جانے حکمت عملی
ہی وہ بنیاد بادشاہت کی * اصل مظلوم ہی سیاست کی
یہ سخن ہی پسند ہر دل کو * کب ہی شاہی درست جاہل کو

اپنی اوقات کو تو ضائع نہ کر * روز شب رہ بہ کسب علم و ہنر
 عمل و علم اور درستی را سے * ہین معادن تیر سے بہ فضل خدا سے
 جز ہنر کوئی تیرا یار نہیں * بے ہنر کا کہین و قار نہیں
 خاتمہ اس سخن پر کر شیدا * صلاح کل پر ہی راحت دینا
 جانا چاہیے کہ ترجمے سے فراغت کرنے کے بعد بعضے دوستوں نے
 تکلیف دی کہ تاریخ امام کی اگر اس منمن منظم ہو تو بطور
 یادگار کے یاد رہے میں نے بھی اس کو مناسب جانکر تاریخ
 ہجریہ منمن بہہ قطعہ کہہ کر یہاں لکھ دیا *

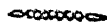
ترجمے سے میں جب ہوا فارغ * نکر تاریخ طبع پر تھی شاق
 اور کر تیخ علم سے سر بہل * بولا ہفت تہا می اخلاق
 ۱۲۲۰

الحمد للہ کہ اس ترجمے کو لواع الاشراف فی مکارم الاخلاق عرف
 اخلاق جلالی کے جو کیا ہوا مولوی امانت اللہ کالجی کا تھا *

خادم الطیبہ عاصی بر معاصی احقر غلام حیدر ہو گلوی نے جن
 منشی غلام مہدی اور منشی پروالہ دین صاحبو بیکے

۱۲۴۶ پارہ ۱۲۴۶
 ۱۸۴۸ سنہ
 منشی غلام مہدی
 منشی پروالہ دین صاحبو
 منشی غلام حیدر
 منشی غلام مہدی
 منشی پروالہ دین صاحبو

مطبع احمدی سنن جناب حاجی سید عبدالعہ صاحب کے چھاپنا *
 جس طالب کو ترجمہ مذکور مطابقت ہو فوراً و لہم کالج سے
 طلب کرے اور زبیر مہر و دستخط عاصی کے ہرگز مول نہ لے
 اگر کسی کے پاس کوئی بے مہر عاصی کے ترجمہ مذکور دیکھے
 جانے کہ مال چوری کا ہی آتے پھین لے اور عاصی کے پاس
 مہربانی کر کے پہنچا دے اس مہربانی کے عوض نصف مال
 مسروقہ پکارتے والا اور پہنچانیوالا پاو سے *



فہرست جامع اخلاق کا

۱	پہلا لاملامع درستی اخلاق سنن	مدح بر سے صاحب دام اقبالہ کی
۲۷	اسمیں دس لمعے ہیں	صاحب مدرس تزیق ہندی مدرسہ
۳	پہلا لاملامع اچھی خصلتوں کی	عالیہ دام اقبالہ کی دعائیں
۱	تعداد سنن	کتاب کے ترجمے اور مصنف کے
۴۷	دوسرا لاملامع	احوال کے بیان سنن
۴۹	تیسرا لاملامع	تفسیر
۶۶	تویر	مطاب
۶۷	چوتھا لاملامع	تبرہ
۷۷	پانچواں لاملامع	کشف غطا

۸۶	قیسرا لامع شہر و نیکے بند و بست	۸۶	تیسرا لکھنؤ
۹۰	اور رسوم بادشاہی میں آسمن	۹۰	تیسرا لکھنؤ
۱۰۱	سات لکھے ہیں	۱۰۱	تیسرا لکھنؤ
۱۱۱	پہلا لکھنؤ بیان میں اس کے کہ انسان کو	۱۱۱	تیسرا لکھنؤ
۱۱۳	ابادی میں رہنے کی احتیاج اور	۱۱۳	ساتواں لکھنؤ
۱۱۹	اس فن کی فضیلت میں ایضا	۱۱۹	تیسرا لکھنؤ
۱۲۰	دوسرا لکھنؤ	۱۲۰	آٹھواں لکھنؤ
۱۲۶	تیسرا لکھنؤ	۱۲۶	نواں لکھنؤ
۱۳۷	چوتھا لکھنؤ	۱۳۷	دسواں لکھنؤ
۳۲۴	پانچواں لکھنؤ	۳۲۴	دوسرا لامع تیسرا منزل میں
۳۳۲	چھٹھا لکھنؤ	۳۳۲	اس میں چھ لکھے ہیں
۳۴۱	ساتواں لکھنؤ	۳۴۱	پہلا لکھنؤ یعنی مکان کی
۳۵۰	مغرب میں بیان بعضے لوگوں کے	۳۵۰	احتیاج میں ایضا
۱۹۸	پہلی سمت اقلطون کی و صیونیکے	۱۹۸	دوسرا لکھنؤ
۲۰۶	بیان میں	۲۰۶	تیسرا لکھنؤ
۲۱۴	دوسری سمت اور سطرطالیس کی	۲۱۴	چوتھا لکھنؤ
۲۳۱	موصا یا میں	۲۳۱	پانچواں لکھنؤ
۲۳۵		۲۳۵	چھٹھا لکھنؤ